جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علاّمہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

مارچ 2001

ہدیہ -/

زوجہ رسول خداؐ کے سپرد کرتے تھے۔ اور جب امام حسنؑ عراق سے مراجعت کرتے تھے ام سلمہ کتب جناب امیرؑان
کے سپرد فرماتی تھیں۔ مولف فرماتے ہیں۔ کہ احادیث نص امامت امام حسنؑ بکثرت ہیں ما دران میں سے اکثر
بیان معجزات امام حسنؑ حیات القلوب جلد سوم میں لکھے ہیں۔ صفار و قطب راوندی وغیرہ نے
جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ سفر حج کو جاتے تھے۔ ایک شخص فرزندان زبیر سے کہ قائل
بامامت حضرتؑ تھا۔ حاضر رہتا تھا۔ پس بعض منازل سے کسی منزل پر گذر ہوا۔ کہ وہاں درختان خرما بھی تھے۔ اور
بغیر پانی کے خشک ہو گئے تھے۔ پس امام حسنؑ کے لئے ایک درخت کے نیچے فرش بچھایا۔ اور فرزند زبیر کے لئے
دوسرے درخت کے نیچے بچھونا کیا۔ فرزند زبیر نے درخت کی طرف دیکھ کر کہا۔ اگر یہ درخت خشک نہ ہو گیا ہوتا۔ تو ہم
میوہ کھاتے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ تجھے خواہش رطب ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ امام حسنؑ نے ہاتھ جانب آسمان
بلند کئے۔ اور دعا کی۔ کہ وہ شخص نہ سمجھا۔ ناگاہ وہ درخت خشک باعجاز حضرت سبز ہو گیا۔ اور پتے نکل آئے اور
رطب بھی لگے۔ جمال جو اونٹ کھینچتا ہے وہ بھی ہمراہ تھا۔ اس نے کہا۔ بخدا سوگند انہوں نے جادو کیا ہے۔
حضرتؑ نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر یہ جادو نہیں۔ لیکن خدا نے اپنے پیغمبر کے فرزند کی دعا مستجاب فرمائی
ہے۔ پس اس قدر رطب اس درخت سے توڑے کہ اہل قافلہ کو کافی ہوئے۔ قطب راوندیؒ نے جناب
معجزہ ذخیرہ موافق ارشاد امام حسنؑ صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نے امام
حسینؑ و عبداللہ بن جعفر سے فرمایا۔ خرچ معاویہ کی جانب سے تم کو پہلی تاریخ کو پہنچے گا۔ جب پہلی تاریخ
ہوئی۔ حضرت نے جس طرح فرمایا تھا۔ اسی طرح خرچ پہنچا۔ اور امام حسنؑ بہت قرضدار تھے۔ جو کچھ حضرت
کے لئے اس نے بھیجا۔ اس سے اپنا قرض ادا کیا۔ اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں پر تقسیم کر دیا۔ اور
امام حسینؑ نے بھی اپنا قرض ادا کیا۔ اور جو کچھ باقی رہا۔ اس کے تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے اہل بیت
اور شیعوں کو دیا۔ اور دو حصے اپنے عیال کے لئے بھیجے اور عبداللہ بن جعفر نے بھی اپنا قرض ادا
کیا۔ اور جو کچھ باقی بچا۔ وہ معاویہ کے ملازم کو دیا بطور انعام اور جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی اس نے عبداللہ بن
جعفر کے لئے بہت سا مال انعام بھیجا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ
خبر دادن امام حسنؑ بہ نزول حبشی امام حسنؑ مکہ سے پیادہ مدینہ میں آتے تھے اثنائے راہ میں
پائے مبارک پر ورم آ گیا۔ حضرت سے عرض کیا۔ سوار ہو جیئے۔ کہ ورم میں کچھ تخفیف ہو جائے حضرت نے انکار
کیا۔ اور فرمایا جب میں اس منزل پر پہنچوں گا۔ ایک حبشی میرے استقبال کو آئے گا۔ اس کے پاس ایک
روغن بھی ہوگا۔ کہ وہ اس ورم کو نافع ہے۔ پس وہ روغن اس سے مول لے لینا۔ اور وہ قیمت جو وہ مانگے دے
دینا۔ یہ سن کر دوستان آنحضرت سے ایک شخص نے تعجب کیا۔ اور کہا جس منزل پر ہم جا رہے ہیں وہاں کوئی

ہے اور علامت غزواتی روزی کی ہے۔ اور اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے امان ہے اور مخنث وہ ہے کہ معلوم نہ ہو۔ کہ مرد ہے یا عورت اور دونوں مقام اس کے ہوں۔ تا بلوغ انتظار کریں۔ اگر محتلم ہو مرد ہے اور اگر حائض ہوا اور پستان ہوں اور ابھریں۔ عورت ہے۔ اگر اس سے بھی ظاہر نہ ہو۔ تو دیکھنا چاہیئے۔ اگر بول کی دھار سیدھی ہو۔ مرد ہے۔ اور اگر بطور بول ختثی ہے عورت ہے۔ لیکن وہ دس چیزیں جو ایک دوسری سے زیادہ سخت ہیں۔ پس پتھر کو خدا نے پیدا کیا ہے سخت اور لوہے کو پتھر سے زیادہ سخت پیدا کیا ہے۔ کہ پتھر کو توڑتا ہے اور آگ کو زیادہ سخت کیا ہے کہ لوہے کو پگھلاتی ہے۔ اور پانی کو زیادہ سخت کیا ہے کہ آگ کو بجھاتا ہے اور پانی سے زیادہ ابر کو سخت پیدا کیا ہے کہ حکم اس کا پانی پر جاری ہے اور ہوا کو پانی پر مسلط کیا ہے کہ اسے حرکت دیتی ہے اور ہوا سے زیادہ سخت وہ فرشتہ ہے کہ ہوا اس کے حکم میں ہے۔ اور اس سے زیادہ سخت ملک الموت ہے جو اس کی روح قبض کرتا ہے اور ملک الموت سے زیادہ سخت موت ہے کہ خود ملک الموت اس سے مر گیا اور موت سے زیادہ سخت حکم خدا ہے کہ اس کے فرمان سے آتی ہے اور دفع بھی ہو جاتی ہے۔

معجزہ امام حسنؑ در طفولیت۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جب ابو سفیان مدینہ میں آیا اور چاہا حضرت رسولؐ سے امان طلب کرے۔ جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا اور کہا آپ شفاعت کیجئے۔ حضرت نے قبول نہ فرمایا۔ جناب سیدہؑ پردہ میں تھیں اور امام حسنؑ ایک مہینہ کے تھے اور گھٹنوں چلتے تھے۔ ابو سفیان نے کہا اے دختر محمدؐ اس فرزند کو میرا شفیع کیجئے۔ کہ اپنے نانا سے شفاعت کریں۔ پس امام حسنؑ نے آگے سے آ کر ایک ہاتھ سے اس کی ناک اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑ کر بقدرت حق تعالیٰ کلام کیا اور کہا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو کہہ میں اپنے نانا سے تیری شفاعت کروں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے آل محمدؐ کو مثیل و نظیر حضرت یحییٰ بن ذکریا فرمایا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے۔ واٰتینٰہ الحکم صبیاً۔ روایت کی ہے۔ ایک روز

معجزہ امام حسنؑ۔ شیعوں نے امام حسنؑ سے زیاد بن امیہ کی شکایت کی پس حضرت نے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور کہا۔ خدایا زیاد بن امیہ سے ہمارے اور ہمارے شیعوں کا انتقام لے اور اسے بہت جلد معذب کر۔ بدرستیکہ تو سب چیزوں پر قادر ہے۔ پس اسی روز اس کے انگوٹھے میں زخم پڑا۔ اور گردن تک ورم پہنچ کر مر گیا۔ **ایضاً** روایت کی ہے۔ ایک شخص نے ہزار دینار کا امام حسنؑ پر دعویٰ کیا۔ اور حضرت کو شریح قاضی پاس لے گیا۔ حضرت نے اور شریح نے اس کو قسم دی۔ جب اس شخص نے قسم کھائی اور روپیہ پایا اٹھ کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہی زمین پر گر پڑا۔ اور واصل جہنم ہوا۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے۔ ایک روز بعض شیعوں نے امام حسنؑ سے کہا آپ اس قدر تحمل مشقت و مضرت معاویہ کیوں ہوتے ہیں۔

حالانکہ انہوں نے خلافت معاویہ کو دے دی۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ چُپ رہ امام حسنؑ نے جو کیا اس سے خوب واقف تھے اگر ایسا نہ کرتے تو سب شیعہ سپاہ اور مستاصل ہو جاتے۔ اور امر عظیم حادث ہوتا۔ ایضاً۔ روایت ہے۔ ایک شخص جسے ابوسعید کہتے تھے امام حسنؑ کی خدمت میں آیا اور کہا۔ آپ نے کیوں سستی کر کے معاویہ سے صلح کی۔ حالانکہ معلوم تھا کہ حق آپ کا ہے اور وہ ظالم و باغی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ آیا میں خلق خدا پر حجت اور امام ہمیشہ سے مروم بعد اپنے پدر کے نہیں ہوں۔ اُس نے کہا۔ ہاں آپ نے سچ کہا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ آیا میں وہ نہیں ہوں۔ کہ جناب رسول خداؐ نے میرے اور برادرم حسینؑ کے حق میں فرمایا۔ دونوں امام ہیں۔ خواہ بامر امامت قیام کریں۔ اور خواہ بیٹھے رہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا۔ پس بقول رسول خداؐ میں امام ہوں۔ خواہ بامر امامت قیام کروں۔ خواہ بیٹھ رہوں خواہ صلح کروں۔ خواہ جنگ کروں۔ بعد اس کے فرمایا۔ علت صلح معاویہ مثل علت صلح جناب رسول خداؐ بنی ضمرہ اور بنی اشجع سے ہے۔ اور علت صلح جو اہل مکہ سے کی جس وقت مدینہ سے بازگشت کی۔ وہ لوگ بہ تنزیل قرآن کافر تھے۔ معاویہ اور اس کے اصحاب بتاویل قرآن کافر ہیں۔ اے ابوسعید جبکہ میں خدا کی طرف سے امام ہوں۔ کسی کو جائز نہیں کہ میری رائے کو جو میں کام کروں بسفاہت و نادانی نسبت دے۔ خواہ مصالحہ کروں خواہ محاربہ کروں۔ ہر چند وجہ حکمت جو میں نے کہا ہے۔ اس میں مخفی ہو آیا تجھے نہیں معلوم جب خضرؑ نے کشتی کو توڑا اور اس لڑکے کو مار ڈالا۔ اور دیوار کھڑی رہنے دی۔ موسیٰؑ نے ان افعال خضرؑ پر اعتراض کیا۔ اس لئے کہ وجہ حکمت ان افعال میں مشتبہ تھی۔ اور جب ان امور کی حکمت موسیٰؑ پر ظاہر ہوئی راضی ہو گئے۔ اسی طرح میرے کام بھی ویسے ہی ہیں۔ تو میرے فعل کی علم و اقفیت سے میرے پاس چیں بجبیں و خشمگین آیا ہے۔ اگر میں معاویہ سے صلح نہ کرتا۔ ایک میرا شیعہ زمین پر باقی نہ رہتا مگر یہ کہ مارا جاتا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی۔ لوگ حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور بعضوں نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم پر وائے ہو تم نہیں جانتے ہو میں نے تمہارے لئے کیا کام کیا ہے۔ قسم بخدا جو کچھ میں نے کیا ہے میرے شیعوں کے لئے اس سے بہتر ہے کہ آفتاب جس پر طالع ہوتا ہے آیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام واجب الاطاعۃ ہوں۔ اور بارشاد حضرت رسولؐ ایک بہترین جوان جوانان بہشت سے ہوں۔ سب نے کہا ہیں۔ پس کہا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ خضرؑ نے کیا۔ وہ موجب غضب موسیٰ ہوا۔ اس لئے کہ وجہ حکمت ان پر مخفی تھی۔ اور جو کچھ خضرؑ نے کیا۔ خدا کے نزدیک عین حکمت و صواب تھا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ ہم سے کوئی نہیں۔ مگر یہ کہ اس کی گردن میں بیعت خلیفہ جور زمان سے واقع ہوئی ہے مگر ہمارے قائمؑ آل محمدؐ مہدی کہ عیسیٰ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس لئے کہ خدا نے ولادت ان کی مخفی کی اور ایک شخص ان لوگوں سے پنہاں کرے گا۔ اس لئے کہ کسی کا ان کی گردن میں بیعت نہ ہو۔ اور وہ نواں فرزند حسین سے

ہے۔ خدا ان کی غیبت کو طولانی کرے گا۔ بعد اس کے ان کو اپنی قدرت سے بصورت ایک جوان کے کہ چالیس
سے عمر اس کی کم ہو عیاں و ظاہر کرے گا تاکہ لوگ جانیں کہ خدا سب چیز پر قادر ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔
جب امام حسنؑ پر مدائن میں خنجر مارا۔ زید بن وہب جہنی امام حسنؑ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت حضرت کو
درد و الم تھا۔ زید نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ۔ کیا مصلحت ہے۔ تحقیق کہ لوگ اس کام میں متحیر ہیں۔ حضرت
نے فرمایا۔ قسم بخدا اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ[۵] ہیں اور
میرا ارادہ قتل کیا۔ میرا مال لوٹ لیا۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے میں عہد لوں اور اپنا خون حفظ کروں۔ اور اپنے
اہل و عیال میں سے بے خوف ہو جاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں۔ اور میرے اہل و
عیال و عزیز قریب ضائع ہو جائیں۔ قسم بخدا اگر میں معاویہ سے جنگ کروں۔ یہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے
پکڑ کے معاویہ کو دے دیں۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے صلح کروں اور عزیز رہوں اس سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں
آجاؤں اور وہ مجھے بذلت و خواری قتل کرے یا مجھ پر احسان کر کے مجھے چھوڑ دے اور تا روز قیامت بنی ہاشم میں یہ
عار باقی رہے اور ہمیشہ فرزندان معاویہ ہمارے فرزندوں اور ہمارے مردوں زندوں پر احسان کریں۔ راوی نے کہا۔
یا ابن رسول اللہ اپنے شیعوں کو مثل ان گوسفندوں کے آپ چھوڑ دیتے ہیں جن کا کوئی محافظ نہ ہو۔ حضرت نے
فرمایا کیا کروں۔ میں اس سے بہتر جانتا ہوں جو ثقات اور سچوں سے مجھے پہنچا ہے۔ تحقیق کہ ایک روز مجھے امیر المومنینؑ
نے شاد و خرم دیکھ کر فرمایا۔ اے حسنؑ تم خوشی کرتے ہو۔ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب اپنے باپ کو زخمی دیکھو گے۔
بلکہ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جس وقت خلافت بنی امیہ پر پہنچے گی۔ اور ان کا امیر ایک شخص فراخ گلو اور
کشادہ شکم ہوگا۔ کہ جس قدر کھانا کھائے سیر نہ ہو۔ اور جب مر جائے زمین و آسمان میں عذر کسی کہنے والے کا نہ ہوگا۔
پس مشرق و مغرب پر حاکم ہو۔ بندگان خدا اس کی اطاعت کریں۔ بادشاہی اس کی طولانی ہو۔ بہ سنتہائے بدعت
و ضلالت عمل کرے۔ دین حق کو باطل اور سنتہائے رسول خداؐ کو ضائع کرے۔ مال خدا اپنے عزیزوں اور دوستوں

۵؎ یہاں یہ وہی لوگ مراد ہیں جو محبان اہل بیت اور شیعیت کی ردا میں ملبوس جماعت معاویہ اور قتل حسنؑ کی سازش
کو تیز کر رہے تھے۔ امام ان لوگوں کو بعلم امامت جانتے تھے۔ لیکن ان کو اپنے لشکر سے اس لئے علیحدہ نہ کرتے تھے۔
اور نہ قتل کرواتے تھے کہ خود ان کے نانا نے یہ کام نہ کیا تھا بلکہ جب حضرت عمر نے عبداللہ بن ابی سلول کے قتل
کے لئے کہا تو رسولؐ نے فرمایا۔ عمر ٹھیک ہے ان منافقوں کو لوگ میرے صحابی جانتے ہیں لہٰذا اس کے قتل سے کہیں گے
اپنے کلمہ پڑھنے والوں کو بھی قتل کروا دیتا ہے۔ بخاری جلد دوم۔ امام حسنؑ خلیفہ رسول تھے۔ نانا کے نقش قدم پر چل کر صحیح معنوں
میں حق خلافت ادا کر رہے تھے آپ نے اسی لئے نہ سزا دی کہ لوگ کہیں گے حسنؑ نانا کی امت کو قتل کرواتے ہیں۔ (ڈاکٹر بھرطوی)

جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملا محمد باقر مجلسیؒ بن علامہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علامہ سید عبد الحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

۴۷	تفسیر کہٰیٰعص از حضرت امام عصرؑ	۱۳۶
۴۸	روایت کعب الاحبار	۱۳۷
۴۹	روایت ام سلمہؓ	۱۳۷
۵۰	روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۳۸
۵۱	خبر شہادت زبانی جبرئیلؑ	۱۳۸
۵۲	خبر شہادت زبانی میکائیلؑ	۱۳۹
۵۳	گریہ بہشتی بر شہادت امام حسینؑ	۱۴۱
۵۴	غم حسینؑ میں فرشتے کی زاری	۱۴۴
۵۵	نزول حضرت آدمؑ در صحرائے کربلا	۱۴۶
۵۶	نزول حضرت نوحؑ	۱۴۷
۵۷	نزول حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۴۷
۵۸	نزول گوسفند حضرت اسماعیل علیہ السلام	۱۴۸
۵۹	نزول حضرت موسیٰؑ	۱۴۸
۶۰	نزول حضرت سلیمانؑ	۱۴۸
۶۱	نزول حضرت عیسیٰؑ	۱۴۹
۶۲	فصل ساتویں، خبر دینا رسول خدا و جناب امیرؑ شہادت امام حسینؑ	۱۴۹
۶۳	خواب ہندہ مادر معاویہ	۱۵۰
۶۴	خبر شہادت رسول خداؐ کا فاطمہؑ سے بیان کرنا	۱۵۱
۶۵	احادیث جناب رسول خداؐ	۱۵۳
۶۶	حدیث جناب امیرؑ	۱۵۳
۶۷	روایت ہرثمہؓ	۱۵۶
۶۸	روایت اصبغ بن نباتہؓ	۱۵۷
۶۹	احادیث مرتضیٰؑ مشعر شہادت امام حسینؑ	۱۵۷
۷۰	فصل آٹھویں۔ اس جماعت کا رد جو کہتے ہیں امام قتل نہیں ہوئے نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا	۱۵۹
۷۱	روایت محمد بن ابراہیم طالقانی	۱۶۲
۷۲	روایات مشتمل بر دفع شہادت	۱۶۳
۷۳	فصل نویں۔ فضائل مشتمل بر درجات شہدائے کربلا	۱۶۴
۷۴	فصل دسویں۔ بیان عذاب قاتلان امام حسینؑ	۱۶۶
۷۵	بیان عذاب بدلعن بر قاتلان امام حسینؑ	۱۶۶
۷۶	حکایت کابل و گفتگو با راہب	۱۶۸
۷۷	عبیداللہ بن زیاد لعن اللہ علیہ	۱۶۹
۷۸	حکایت پیر دگر خمیدہ	۱۷۰
۷۹	فصل گیارہویں۔ بیان ظلم و ستم بر شیعیان اہل بیتؑ	۱۷۱
۸۰	حکایت حضرت رشید ہجریؓ	۱۷۲
۸۱	حکایت دختر حضرت رشید ہجریؓ	۱۷۲
۸۲	اخبار شہادت رشید ہجریؓ	۱۷۳
۸۳	حکایت میثم تمارؓ	۱۷۳
۸۴	فصل بارہویں۔ توجہ جناب سید الشہداؑ بمکہ معظمہ	۱۷۸
۸۵	درخواست بیعت از امام حسینؑ	۱۸۰
۸۶	نامہ عقبہ بنام یزید لعین	۱۸۱
۸۷	ملاقات امام حسینؑ با ولید	۱۸۲
۸۸	مناقشہ امام حسینؑ با مروان علیہ اللعن	۱۸۳
۸۹	خواب دیکھنا امام حسینؑ کا	۱۸۴
۹۰	وداع امام حسینؑ از قبر جد بزرگوار	۱۸۴
۹۱	عرض محمد بن حنفیہ بخدمت امام حسینؑ	۱۸۵
۹۲	افواج ملائکہ و جنات کا حاضر ہونا	۱۸۶
۹۳	نزول امام حسینؑ بمکہ معظمہ	۱۸۸
۹۴	مضمون خط سلیمان بن صرد خزاعی کوفی اور دیگر اہل کوفہ	۱۸۸
۹۵	کثرت خطوط اہل کوفہ	۱۸۹
۹۶	فصل تیرہویں، روانگی حضرت مسلمؑ بہ کوفہ	۱۹۰
۹۷	رخصت امام حسینؑ از اہل مدینہ	۱۹۰
۹۸	وداع امام حسینؑ از ام سلمہؓ	۱۹۱
۹۹	انتقال ساقیان حضرت مسلمؑ	۱۹۲
۱۰۰	کثرت مردمان بیعت کنندہ	۱۹۳
۱۰۱	اتفاق دوستان حضرت امام حسینؑ	۱۹۳

فوق درجہ نبوت ورسالت وامامت درجۂ ولایت ہے

درجہ ولایت مطلقہ

رسول ہو یا نبی وامام یہ ان نفوس مقدسہ کے نام ہیں۔ جن کو خداوند کریم نے ہدایت کا فرا نام کیلئے بھیجا۔ اور ولی یہ اس کا اپنا نام ہے۔ حقیقتاً بالذات ولی مطلق پروردگار عالم ہے۔ ثانیاً دبالتبع وہ اولیاء ہیں۔ جن کی ولایت کا خود اس نے ارشاد فرمایا ہے عام انسانوں پر افضل اہل اسلام یعنی مسلمان اور مسلمانوں سے افضل اہل ایمان اور اہل ایمان سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل رسول اور رسولوں سے افضل ہے امام۔ وہ انبیاء جو منصب امامت پر فائز ہیں۔ تمام انبیاء ومرسلین سے افضل ہیں وہ نبی ورسول بھی ہیں۔ اور درجہ امامت بھی رکھتے ہیں۔ اور ان انبیاء ومرسلین پر جو امام نہیں افضل ہیں۔ دلقد فضلنا بعض النبین علیٰ بعضٍ د اتینا داؤد زبوداہ بتحقیق ہم نے بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت دی اور داؤد کو ہم نے زبور بخشی۔ خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ انی جاعلك للناس اماماً اے ابراہیمؑ بیشک میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ بس مسلمہ امر ہے۔ کہ وہ نبی بھی اور رسول بھی تھے ساتھ ان کو امامت بھی دی گئی اور اسی طرح بعض انبیاء کرام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ دجعلناھم ائمة یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلواة وایتاء الزکواة وکانوا لنا عابدین (انبیاء) ہم نے ان کو امام بنایا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ اور ہم نے اچھے کاموں نماز پڑھنے اور زکواۃ دینے کی وحی کی۔ اور وہ ہمارے عبادت گذار بندے تھے پس ان امام انبیاء کو ان انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ جو نبی ہیں رسول ہیں۔ مگر امام نہیں ہیں اور اولوالعزم نبیوں سے مراد یعنی امام انبیاء ہیں۔ عام انسانوں سے افضل مسلمان اور مسلمانوں سے افضل اہل ایمان اور مومنین سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل رسول اور رسولوں سے افضل امام۔ امامت سے افضل ہے ولایت جو ولی ہوگا۔ اس میں صفات نبوت، رسالت وامامت بھی پائے جائیں گے۔ جیسا کہ تاجدار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰؐ بمصداق آیت مجیدہ انما ولیکم اللہ ورسولہ ولی مطلق ہیں۔ پس نبی بھی رسول بھی امام بھی اور ولی بھی یعنی جو انبیاء امام تھے آپؐ ان سے بدرجہ ولایت افضل ہیں۔ آپ بعد خدا تمام کائنات سے خواہ وہ انبیا ہوں یا مرسلین یا ائمہ افضل ہیں۔ اور آپ پر کسی دوسرے کو فضیلت نہیں ولی مطلق ہونے کا آپ پر تمام مدارج ومراتب سے خاتمہ ہے اور آپ ہی

خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی وجہ سے ولکن رسول اللہ وخاتم النبین (احزاب) بعد آپ کے آپ کی اہل بیت کو درجہ ولایت حاصل ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہٗ والذین امنو الذین یقیمون الصلواۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون (مائدہ) سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ۔۔۔۔۔۔ قائم کرتے ہیں نماز اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں۔ سنیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے۔ یہ آیت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں ہے ان کے علاوہ کسی اور نے حالت رکوع میں زکواۃ نہیں دی۔ زیر آیت تفسیر کبیر اگرچہ لوگوں نے رکوع کی حالت میں زکواۃ دے کر کوشش بھی کی۔ کہ کوئی ایک آیت ان کے متعلق بھی نازل ہو۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مجھے بھی آرزو ہوئی۔ کہ ایک ایسی میرے متعلق بھی نازل ہو۔ اس خیال سے میں نے چالیس انگوٹھیاں حالت رکوع میں سائلین کو دیں۔ مگر کبھی وہ آیت نازل نہ ہوئی۔ پس جناب امیرؑ اور دیگر اہل بیت رسول بھی بعد رسول مثل رسول بقول اس آیت کے ولی ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور ان پر اطلاق نبوت و رسالت اس لئے نہیں کہ نبوت جناب محمد مصطفیٰ پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں۔ لیکن معیار نبوت و رسالت سب اہل بیت میں تھا۔ اگر نبوت و رسالت ختم نہ ہوتی تو یہ بارہ کے بارہ ائمہ اہل بیت نبی و رسول ہوتے۔

معیار ولایت مطلقہ

معلوم ہو کہ لفظ ولی کے معنی بادشاہ۔ متصرف، غالب ہادی نگہبان وارث دوست کے ہیں۔ اور قرآن پاک سے بھی یہی معنی مراد ہیں فاللہُ ھوالولی (شوریٰ) پس خدا ہی بالذات اور حقیقی بادشاہ ہے۔ مالھم من دونہٖ من ولی ولا یشرک فی حکمہٖ احد (او کہف) نہیں ہے ان کے لئے سوائے اس خدا کے کوئی بادشاہ۔ پس چاہیئے کسی کو اس کے حکم میں شریک نکیا جائے قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السمٰوات والارض وھو یطعم ولا یطعم (انعام) اے رسول فرما دے سوائے خدا کے میں کسی کو کیوں اپنا بادشاہ بناؤں وہ ہی آسمانوں زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ مالک من اللہ من ولی ولا واق (رعد) نہیں تیرے لئے کوئی بھی خدا کے سوا بادشاہ اور نگہبان۔ وھو الولی الحمید (شوریٰ) اور وہی متصرف۔ غالب تعریف کیا ہوا ہے ومن یضلل اللہ فما لہٗ من ولی من بعدہ (شوریٰ) اور جس کو

وزمین اور وقت پیدائش لوگوں کے اُن کو (حاضر و موجود) شاہد نہیں کیا گمراہ کرنے والوں کو میں ہرگز اپنا بازو پکڑنے والا نہیں۔ اس آیہ مجیدہ میں پروردگار عالم نے معیار ولایت کو بیان فرمایا ہے۔ شیاطین جنی ہوں یا انسی اسلئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان وزمین و مخلوق شہید قرار نہیں دیا تھا۔ پس ثابت ہے کہ جو اولیاء برحق ہیں۔ انہیں ضرور بالضرور خداوند کریم نے وقت پیدائش آسمان وزمین مخلوق شہید (حاضر و ناظر) قرار دیا ہے۔ خداوند کریم نے سب سے پہلے اُن کا نور ہی خلق فرمایا۔ لہذا بعد خدا ورسول اور اس کی اہل بیت مخلوقات کی پیدائش کے گواہ اور اولیاء برحق ہیں

وجود رسول و آل رسول قبل مخلوق تھا

حضرت امام باقر علیہ السلام جناب محمد بن علی علیہما السلام نے ابوبصیر سے ارشاد فرمایا جس کو یہاں پر کتاب صیانت البدایہ مصنفہ علامہ نور اللہ عماد الدین ابو الفاضل الشریف الکرمانی الحنفی الطائفہ جلد اوّل صفحہ ۱۹۵ سے تحریر کرتے ہیں جس سے ولایت اہل بیت یعنی خلقت مخلوقات پر شہیدیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی امام فرماتے ہیں۔ یا ابوبصیر نحن ارباب) العرش والکرسی و نحن ارباب) السموٰت والارض و نحن ارباب الشمس والقمر والکواکب والحجب والسرادق و نحن ارباب ذالک الاسباب وان اللہ ھو ربُّ الارباب، یعنی ہم ہیں رب عرش و کرسی کے اور ہم ہیں رب آسمان و زمین کے اور ہم ہیں انبیاء اور ملائکہ کے اور ہم ہیں رب لوح قلم کے۔ اور ہم ہیں رب جنان اور حور العین کے اور ہم ہی ہیں رب شمس و قمر کواکب اور حجب ہائے قدس و جلال و سرادق عظمت و کمال کے اور ہم ہی ہیں سب چیزوں کے رب اور خداوند کریم رب الارب ہے ابوبصیر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میں قربان جاؤں آپ کے اوپر کیا آپ رب ہیں۔ اسے کھول کر فرمائیے فرمایا ابوبصیر رب کے معنی مالک اور مربی کے ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی زبانی عزیز مصر کو رب کہا ہے وقال الذی ظن انّہٗ ناج منھما اذکرنی عند ربک (یوسف) ان دونوں (قیدیوں) میں سے جس کی نسبت یقین تھا کہ نجات پائے گا حضرت یوسفؑ نے کہا۔ کہ اپنے مالک سے میرا ذکر کر دینا۔ فلما جاءہ الرسول قال ارجع الیٰ ربک (یوسف) جب شاہی قاصد حضرت یوسف کے پاس آیا) کہا اپنے رب (مالک) کی طرف پلٹ جاؤ۔ نیز اسے

ابوبصیر خدا نے اپنے کلام اقدس میں امام کو رب فرمایا ہے واشرقت الارض بنور ربھا(زمر)
اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہاں نور رب سے مراد نور امام حجت ہے
نہ نور خدا کیونکہ تو دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے فرمایا جا چکا ہے لن ترانی
تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ نیز فرماتا ہے۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو
اللطیف الخبیر(انعام) باتی رہا۔ فلما تجلیٰ ربہ للجبل (اعراف) پس یہاں رب سے مراد امام
حجت خدا ہے جو مالک مربی عوالم ہے نہ خدا کا ذاتی نور۔ ابوبصیرؓ وہ نور امامت ائمہ اہل بیت
رسالت تھا۔ جس کی تھوڑی سی شعاع کو حضرت موسیٰؑ برداشت نہ کرسکے اور اس میں
یہ راز مضمر ہے۔ جب وہ نور امامت کے متحمل نہ ہوسکے۔ حالانکہ یہ نور مخلوق خدا سے تھا
تو خالق اکبر بے مثل و مثال لم یزل و لا یزال کے نور کا کوئی شخص کب متحمل ہو سکتا ہے اور
حالانکہ وہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ اے ابوبصیرؓ زمین و اہل زمین کا رب (مالک و مربی) امام
ہے۔ جب وہ ظہور فرمائے گا۔ تو اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی
کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ امام ہی مالک حوض کوثر اور ساقی شراب طہور ہے پس اسی
کو خدا نے رب فرمایا ہے۔ وسقاھم ربھم شرابا طھورا (دہر) اور ان کا رب امام،
ان کو پاک شراب پلائے گا۔ اے ابوبصیرؓ اب میں تجھے رسول اللہ اور ان کی اہل بیت کی خلقت
انوار اور ان کے رب مخلوق ہونے کا مفصل واقعہ سناتا ہوں۔ اے ابوبصیرؓ اللہ تھا۔
اور اس کے ساتھ معلوم و مجہول کوئی شے نہ تھی اور وہ کیا حالت تھی اس کا بیان کرنا دشوار
ہے۔ کیونکہ اس وقت زمانہ تھا نہ زمانیات نہ مکان تھا نہ مکانیات۔ سوائے ذات باری
تعالیٰ کے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ تو اس حالت میں تمام عالم بسبب محدود ہونے کے ایک
حالت ظلمت میں تھا۔ جب اس کو منظور ہوا۔ کہ اس عالم کو ایجاد فرماتے تو زبان قدرت
سے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور اس سے ایک نور و روح کو پیدا کیا اور اس نور و روح کو باہم ملایا۔ اے ابوبصیرؓ نور و
روح اس کے حبیب و محبوب حضرت محمد مصطفیٰ کا نور و روح تھا۔ پھر ایک دوسرا کلمہ ارشاد
فرمایا کہ اس نور و روح سے ہم اہل بیت کے نور و روح کو پیدا کیا۔ فلذا نحن کلمۃ اللہ
العلیا۔ اسی لئے ہم اللہ کے کلمات عالیہ وجود یہ ہیں۔ پھر ہم کو صاف شفاف نورانی آب کی
بوندوں کی شکل میں سایہ سبز میں رکھا۔ جبکہ نہ عرش تھا نہ کرسی نہ آسمان تھا نہ زمین نہ
انبیاء تھے نہ ملائکہ نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ حور نہ شمس تھا نہ قمر و نجوم نہ حجاب تھا نہ سرادق

ہمارا نور خدا کے نور سے اسی طرح منفصل و جدا ہوا۔ جس طرح شعاع آفتاب سے جدا ہوتی ہے یفصل نور نا من نورہ ٖ کشعاع الشمس من الشمس۔ اور ہمارا نور ہمیشہ تسبیح و تہلیل و تقدیس حق تعالیٰ میں مشغول تھا۔ جبکہ دوسرا کوئی تسبیح و تہلیل کرنے والا نہ تھا۔ اور حق تعالیٰ بنظر شفقت و رحمت و التفات ہماری طرف دیکھتا تھا اور فرماتا تھا۔ یا عبادی انتم المرادو انتم المریدون و انتم خیادی من خلقی فوعزتی وجلالی لولاکم لما خلقت شیلؤہ اے میرے بندو! خلق عالم سے تم ہی میرے مراد ہو اور تم ہی میرے اصل مقصود ہو۔ اور تم ہی خیر و سعادت کا ارادہ کرنے والے ہو اور تم ہی برگزیدۂ خلائق ہو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے میں کچھ بھی خلق نہ کرتا۔ یہ سب کچھ تمہارے لئے اور تمہاری خاطیت سے بست کیا ہے۔ جو شخص تم کو دوست رکھے گا۔ میں اس کو دوست رکھوں گا۔ جو شخص تم کو دشمن رکھے گا اور تمہاری اتباع نہ کرے گا۔ میں اس کو دشمن رکھوں گا۔ یہ نص صریح ہے کہ سب کچھ خلاق عالم نے ہمارے لئے پیدا کیا ہے اور ہماری ہی خاطر پیدا کیا ہے۔ اور مخلوق کو ہمارا جلوا دیکھانے کی خاطر موجود کیا ہے۔ نحن صنائع اللہ والخلق صنائع لنا ہم ہی صنعت خاصۂ الٰہیہ ہیں۔ اور تمام مخلوق ہی ہمارے لئے صنعت قرار پائی ہے۔ ہر صورت ہم ہی غایت خلقت مخلوقات ہیں۔ اور جب غایت افضل ہے ذی الغایت سے تو لابد ہم ہی افضل کائنات اور اشرف موجودات ہیں۔ اور جملہ ما سوی اللہ پر حاکم و متصرف اور ہمارا وجود ہی رحمت الٰہیہ ہے جملہ خلق خدا کیلئے اور ہم ہی مطاع واجب الاتباع ہیں۔ اے ابو بصیرؒ ہمارا نور اس قدر تاباں و درخشاں تھا کہ اس سے شعاع بلند ہوتی تھی۔ یہاں ایک عمود نور بن گیا پھر کئی ہزار سال ہم اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہے جب اس نے چاہا۔ باقی مخلوق پیدا کرے تو اس وقت ہماری طرف بہ ہیبت و جلال دیکھا۔ اور ہم سے قطرات نور ٹپکے پس جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نورانی قطرات سے عرش و کرسی پیدا ہوئے پس عرش و کرسی ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس وہ عرش و کرسی سے افضل ہیں۔ اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب العرش و الکرسی ہیں اور جناب علی علیہ السلام کے نورانی قطرات سے انبیاء و ملائکہ پیدا ہوئے پس انبیاء و ملائکہ ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ جمیع الانبیاء و ملائکہ سے افضل ہیں اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب انبیاء و الملائکہ ہیں۔ اے ابو بصیرؒ جناب

سیدۃ النساء حضرت بتول عذرا کے نورانی قطرات سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا پس آسمان زمین ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ معصومہ تمام زمین و آسمان و اہل زمین و آسمان سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے تدبیر و تربیت آسمان و زمین ان کے سپرد ہوئی اور وہ رب السموٰت والارض ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نورانی قطرات سے لوح و قلم پیدا کیا۔ پس لوح قلم ان کے نور سے ہیں۔ اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ لوح و قلم سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی۔ اور وہ رب اللوح والقلم ہیں۔ اور امام حسین سید الشہدا السلام کے نورانی قطرات سے جنت اور حورالعین ہیں۔ اے ابو بصیرؓ باقی ائمہ کے نورانی قطرات سے شمس و قمر۔ کواکب اور حجابہائے نور و سرادق عظمت اور مومنوں کی روحیں اور ان کے دل پیدا ہوئے۔ اس لئے ان کے دل اور ان کی روحیں ہماری مائل اور مشتاق ہیں اور ہمارے دل ان پر مہربان ہیں۔ جیسا کہ باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتے ہیں۔ ہم ان کے اور وہ ہمارے لئے سب سے بہتر ہیں۔ اور اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا یا علی انا وانت ابواہ ھذہ الامتہ اے علیؑ ہم اور تم اس امت کے باپ ہیں۔ پس یہ چیزیں ہمارے نور سے ہیں اور ہمارا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس ہم ان سب چیزوں سے افضل ہیں۔ اس لئے ان سب کی تدبیر و تربیت ہمارے سپرد ہوئی ونحن ارباب ذالک الاسباب ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جب خدا نے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس وقت ہمارے نور کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ ہمارے طفیل سے وہ مسجود ملائکہ ہوئے۔ کیونکہ ہمارا نور ان میں تھا۔ اور جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خطاب رب الارباب ہوا۔ استکبرت ام کنت من العالین (ص) کیا تو نے تکبر کیا۔ کہ سجدہ نہیں کیا یا بلند مرتبہ والوں میں سے ہے۔ اور وہ مرتبہ بلند والے ہم ہی ہیں۔ جو خلقت آدم سے تین لاکھ سال پہلے پیدا کئے گئے اور ہم نے اس وقت تسبیح و تقدیس کی۔ جب کوئی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ اس وقت ہم تھے یا خدا تھا باقی کوئی شئے نہ تھی سوائے اقدم القدیم ذات رب الکریم۔ نیز باقی سب سے ہم قدیم ہیں۔ البتہ اس کی نسبت ہم حادث اور اس کی مخلوق ہیں۔ دعویٰ قدامت میں کوئی شے ہمارے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی ہم ہی اوّل البشر و ابوالبشر و اوّل الانبیاء وافضل الخلق و مبداء الکائنات و اوّل العابدین و اوّل المومنین ہیں گو ہماری پیدائش حضرت آدم سے ہے اور ظاہری صورت میں حضرت آدم سے آٹھ ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ لیکن ہمارا نور خلقت آدم

سے تین لاکھ سال قبل پیدا ہوا۔ پس ان پر ہم کو فوق ہے لذا قال جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانی ان کنت ابن آدم صورۃ۔ فلی فیہ معنی شاہد بابوتی یعنی اگرچہ میں بصورت فرزند آدم ہوں مگر اس کے وجود میں ایک شاہد بین موجود ہے کہ پدر آدم ہوں۔ و قال امیر المؤمنین انی خمرت طینت آدم بیدی اربعین صباحا۔ میں نے حضرت آدم کی طینت (قالب) کو چالیس روز تک اپنے ہاتھ سے گوندھ کر تیار کیا ہے۔ اے ابو بصیرؓ ملائکہ حضرت آدم کے پیچھے کھڑے ہو کر تعظیم و تکریم بجا لاتے تھے۔ حضرت آدم نے ایک مرتبہ سوال کیا تم میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوتے ہو۔ آگے کیوں نہیں کھڑے ہوتے۔ عرض کی ہم ان انوار کی زیارت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ جو آپ کی پشت میں ہیں۔ پس دراصل یہ تعظیم و تکریم ہمارے انوار مقدسہ کے لئے تھی۔ نہ صورت بشری آدم کے لئے اور باطن و حقیقت آدم اسی نور کی ایک شعاع تھی جب حضرت آدم بہشت میں ساکن ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا۔ اور جب باہر آئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا یہاں تک کہ ان کے صلب سے منتقل ہو کر حضرت شیثؑ کے صلب میں آیا۔ پھر حضرت نوحؑ کے صلب میں۔ اور جب حضرت نوحؑ کشتی پر سوار ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل سے کشتی کو نجات ملی اور اس نے کوہ جودی پر قرار لیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی صلب میں آیا اور جب وہ نمرودیوں کے ہاتھ سے آگ میں ڈالے گئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل ان پر آگ سرد ہوئی۔ اور گلزار ہو گئی اسی طرح خداوند عالم ہمارے نور کو اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل فرماتا رہا تا انیکہ وہ نور حضرت مطلب تک پہنچا۔ اسی فضیلت کے اظہار میں خداوند عالم کا اپنے حبیب سے ارشاد ہے وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین (شعراء) اے حبیب تو ہمیشہ اس ذات پر متوکل رہ جا۔ جو ہر حال میں تیرا نگہبان ہے۔ اور تیرا انقلاب ایک صلب سے دوسرے صلب ایک رحم سے دوسرے رحم میں آنا، ہمیشہ میرے سجدہ کرنے والوں میں رہا۔ یا ابا بصیرؓ خرجنا من نکاح ولم نخرج من سفاح من لدن ادم الی ان ولدنا ابینا و امنا۔ اے ابو بصیرؓ آدم سے لے کر اپنے والدین تک ہمیشہ سے ہم پاک و صاف نکاح اسلام کے ذریعہ سے ہر ایک صلب و رحم و پاکیزہ میں ہوتے چلے آئے ہماری ولادت ہرگز ہرگز نا جائز طریقہ سے نہیں ہوئی۔ حضرت عبد المطلب کی صلب میں آ کر اس نور کے دو حصے ہوئے ایک حصہ صلب حضرت عبد اللہ میں اور دوسرا حصہ صلب ابو طالب میں متمکن ہوا حضرت عبد اللہ سے جناب

سید الانبیا پیدا ہوئے۔ اور ان کو خدا نے شرف پیغمبر اور درجہ ختم رسالت سے سرفراز فرمایا۔ اور حضرت ابو طالب سے جناب سید الاوصیا امیر المومنین علی ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ ان کو خلعت وصایت اور امامت سے سرفراز فرمایا۔ پھر خدا کے حکم سے نور کو نور سے ملا دیا۔ یعنی آنحضرت نے اپنی دختر فاطمۃ الزہرا کا حضرت علی علیہ السلام سے عقد فرمایا۔ جس سے ہم گیارہ امام پیدا ہوئے۔ ھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صھرا (فرقان) خدا وہی ہے جس نے بشر کو نوری پانی سے پیدا فرمایا جو ایک کو سسرال دوسرے کو داماد بنا دیا۔ اے ابو بصیرؓ یہ کیفیت ہے تیرے نبی اور ان کے اہل بیت کے انوار مقدسہ کی اس حدیث بالا سے ظاہر ہو گیا۔ کہ خزانہ کائنات میں سب سے پہلا وجود جو خلعت ہستی سے ممتاز کیا گیا۔ وجود مسعود حضرت سید الانبیاء اور ان کے اہل بیت ہیں اور یہی عقول قادسہ و مقدسہ خلقت خلائق سے پہلے موجود اور ماسوی اللہ تمام پر حاضر و ناظر تھے اور جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ ارشاد قدرت ہے۔ شیاطین اس لئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان و زمین و خلائق قدرت نے شہید نہیں قرار دیا۔ نیز جس کا بعبارۃ، اخریٰ یہ مطلب ہے کہ جو نفوس مقدسہ خدا کی طرف سے اولیاء برحق ہیں ان کو ضروری خدا نے وقت پیدائش آسمان و زمین و جمیع خلائق پر شہید و حاضر و ناظر قرار دیا ہے اور خلقت کائنات موجود تھے ان کا نور خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور یہ درجہ نبیؐ اور اہل بیت نبیؐ کو حاصل ہے۔ نیز مضمون آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین نے دعویٰ ولایت کیا۔ اور ولی ہونے کے مدعی ہوئے۔ جن کے دعویٰ کے بطلان میں پیش کردہ آیت نازل ہوئی کہ وہ ولی اس لئے نہیں ہیں کہ شہید علی الخلق نہیں ہیں۔ پس بصورت دیگر جنہوں نے دعویٰ ولایت کیا وہ خدا کے نزدیک شیطان محض ہیں۔ اور قرآن پاک سے ظاہر ہے کہ شیطان جن بھی ہیں اور انسی بھی۔ و کذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس و الجن (انعام) اسی طرح ہر ایک نبی کے دشمن انسی اور جنی شیطان ہم نے مقرر کئے نیز و اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا و اذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون (بقر) جب منافقین ایمانداروں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں اور جب اپنے شیطان بھائیوں سے ملتے ہیں علیحدگی میں تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں بیشک ہم نے ان سے ٹھٹھہ کیا تھا۔ پس اس صورت میں جبکہ قرآن پاک سے انسان اور جن دونوں قسم کے شیطان ثابت ہیں اور یہ ارشاد قدرت بھی ہے۔ افتتخذونہ و ذریتہ اولیاء من دونی و ھم لکم عدو بئس

للظالمین بدلا (کہف) کیوں میرے حکم کے سوا شیطان اور اس کی اولاد کو ولی پکڑتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں اور ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے۔ اس آیت سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کے علاوہ ابلیس اور اس کی ذریت کے انسانوں میں سے بھی اکثر لوگوں نے اپنا ولی و مرشد مقرر کیا ہے۔ جن کا ولی ہونے کا شرعی کوئی حق نہ تھا۔ اور وہ خدا کے نزدیک بمنزلہ ابلیس اور ذریت ابلیس ہی ہیں۔ بیشک وہ انسان صورت ابلیس سیرت ظالم ہیں جن کے لئے برا بدلہ ہے۔ دن رات کا مشاہدہ ہے۔ کہ ابلیس اور ذریت ابلیس کو کسی نے ولی نہیں بنایا۔ بلکہ انسان انسانوں کو ولی مقرر کرتے ہیں اور یہاں وہی اولاد آدم مراد ہے۔ جو لوگوں کو اپنے آپ کو ولی و مرشد ظاہر کر کے گمراہ کر رہی ہے۔

اہل بیت کے سوا کوئی ولی نہیں

خداوند عالم نے اپنے بعد ولایت مطلقہ کلیہ کا حصہ اپنے رسول مقبولؐ اور انکی اہل بیت ہی پر کیا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔ اور تمام کے تمام قرآن میں دوسری آیت نہ ملے گی جس سے ثابت ہو کر باقی انبیاء اور ملائکہ بھی ولی ہیں اور ان کا تصرف بھی ما سوا اللہ تمام پر ہے اور یہ پہلے ثابت ہو چکا۔ کہ فوق درجہ ولایت مطلقہ اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ حکومت بادشاہی ہدایت و حفاظت ہے۔ پس خدا کے بعد رسول اور اس کے بعد اہل بیت ہی جملہ ما سوا اللہ پر متصرف و غالب حاکم و بادشاہ اور ہادی و حافظ ہیں۔ اور وہ اس لئے کہ معیار ولایت ان کو حاصل ہے۔ باقی انبیاء اور ملائکہ یہ منصب نہیں رکھتے۔ پس جبکہ انبیاء و ملائکہ اس عہدہ پر فائز نہیں۔ تو غیر معصوم جماعت کیونکر اس عہدے کو لے سکتی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا۔ اور عقل سلیم نے تسلیم کیا۔ کہ تمام مخلوقات انس و جن ملائکہ و انبیاء سب کے درمیان واسطۂ فیض اور وسیلہ کاملہ جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان کے اہل بیت ہیں جب تک لوگ ان کی معرفت حاصل نہیں کرتے معرفت خدا حاصل نہیں ہو سکتی۔ عام امت کے لوگ نہ ہادی ہیں نہ امام اور نہ لوگوں پر ان کی اطاعت ضروری بلکہ جو اہل بیت رسولؐ کے سوا ہادی اور امامت کا دعویٰ کرے وہ اولاد شیطان سے ہو گا۔ رسول اور اہل بیت رسول ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی اور جیسا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے مشرک ایسے ہی ان کے مقابلہ میں کسی غیر کو لانا جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث معتبر متفق علیہ

ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ۔ جوشخص بلا معرفت امام وقت مرگیا۔ تو یقیناً اُس کی موت جاہلیت (کفر وشرک) کی موت ہے پس جبکہ امام وقت کی معرفت، حاصل کرنا۔ اس قدر ضروری۔ کہ اس کے حاصل کئے بغیر مرنا شرک وکفر ہے۔ ان اماموں کی شناخت کے لئے جو معیار قدرت نے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے۔ فاللہ ھو الولی وھو یحی الموتی وھو علی کل شیئٍ قدیر (شوری) پس وہ خدا ہی ولی مطلق ہے۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے اور رسولؐ واہل بیت رسولؐ اولیاء برحق یعنی خدا کی صفت ولایت کے مظہر میں اسی لئے اس کے اور مخلوق کے درمیان واسطۂ فائض اور وسیلۂ معرفت کاملہ ہیں۔ وکذالک جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ (بقرہ) یعنی (اہل بیت) رسولؐ) اسلئے ہم نے تم کو امت وسط قرار دیا۔ کہ تم تمام لوگوں پر شہید (حاضر وناظر) ہو اور رسولؐ تم پر شہید ہے۔ پس صفت ولایت ایک ہوگی مندرجہ بالا آیت میں قدرت نے بیان فرمائی کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ پس ولایت خداوند کے جو مظہر ہیں وہ بھی حیات وممات دینے کی قدرت رکھتے ہیں اور خدا کی طرف سے تمام امور میں تصرف تام رکھتے ہیں۔ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صراط مستقیم ص۶۲ پر حضرت علی علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔ قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہ از عہد کرامت مہد مرتضٰے تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں ست ودر سلطنت سلاطین وامارت امراء ایشاں را دخلی ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست یعنی قطبیت، غوثیت، ابدالیت، وغیرہا تمام مناصب حضرت علی کے زمانہ مبارک سے اختتام دنیا تک سب ان ہی کے وسیلہ واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت امراء کی امارت میں ان کو ایسا دخل ہے۔ جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے علامہ مظہر جاناں تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ از ابتدائے آدم تا انقراض دنیا یعنی ابتدائے آدم سے اختتام دنیا تک ابدالیت غوثیت امارت، سلطنت عزت، عظمت جو کچھ مال بھی مال ہو یا اولاد سب کی سب خدا حضرت علیؑ کے وسیلہ اور واسطہ سے دیتا رہا ہے اور دے رہا ہے۔ لہذا اس بحث سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ بعد خدا ولایت مطلقہ کے وارث رسول اور آل رسول ہیں۔ اور یہ درمیان خالق ومخلوق واسطہ اور وسیلہ ہیں، اطاعت خدا کے لئے ان کی اطاعت لازم رضائے خدا کیلئے ان کی رضا ضروری اور خوشنودی خدا کیلئے انکی خوشنودی حاصل کرنا ضروری اور معرفت خدا کے لئے ان کی معرفت حاصل

کرنا واجب ہے۔

نشر تعلیمات رسول اور علمائے امامیہ

جس طرح خدا کا جاننا اور معرفت حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح اہل بیت کا جاننا اور معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، جاننا جس کو علم کہتے ہیں اور معرفت دونوں جداگانہ ہیں فان المعرفة ادراك الشئ بتفكر وتدبر في اثره وهو اخص من العلم۔ یعنی کسی شے کے آثار میں تدبر و تفکر کر کے اس کو ادراک کرنا معرفت ہے اور وہ علم سے اخص ہے اور علم اس سے عام ہے اور ضد معرفت انکار ہے اور ضد علم جہل ہیں لوگوں لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ خدا ایک ہے۔ بلکہ اس کے اوصاف و آثار کی معرفت بھی لازمی ہے اسی طرح اہل بیت رسول ائمہ برحق کا جاننا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ان کے اوصاف و آثار کی معرفت بھی لازمی ہے کیونکہ حدیث رسول ہے۔ من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة الجاهلية اس حدیث میں لفظ لم یعرف ہے لم یعلم۔ یعنی صرف جاننا کافی نہیں بلکہ معرفت ضروری ہے۔ کہ وہ کون ہے۔ اور اس کی کیا صفات ہیں اوصاف و آثار معلوم کرنے کے لئے ان کے حالات کا جاننا ضروری ہے۔ چنانچہ علماء امامیہ نے یہ خدمت بہت احسن طریق پر سر انجام دی۔ کہ رسول اور اہل بیت رسول کے حالات و واقعات کتابی صورت میں صحیح انداز کے ساتھ امت محمدیہ کے سامنے پیش فرمائے خصوصاً اس دور میں جبکہ اپنے آپ کو شیعہ کہنا جرم تھا شیعوں کے خون سے بغداد کی دیواریں بنائی جارہی تھیں۔ دیواریں اجسام مقطوعہ سے تیار کی جارہی تھیں۔ علماء کو تختہ دار کی زینت بنایا جاتا۔ گدی سے زبانیں نکلوائی جاتیں۔ جانوروں کی کھالوں میں سی سی کر جنگلوں اور محلات کی بلندیوں پر ڈالا جاتا۔ کتب خانوں کو نظر آتش کیا جاتا۔ اپنی دانست میں مسلمانوں نے شیعیت کا نام لینے والا کوئی نہ چھوڑا نہ کوئی عالم، محدث، مفسر، فقیہ، مورخ، نہ کتاب و کتب خانہ نہ چھاپہ خانہ۔ مگر ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے　　　وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

پھر اس مظلوم فرقہ نے وہ علماء پیدا کئے۔ جن کے غلاموں جیسے عالم بھی اسلام کا کوئی فرقہ نہ پیدا کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ علامہ کلینی جیسا محدث فارابی و ابن سینا و ابن سکویہ و بیرونی۔ نصیر الدین طوسی جیسے محقق میر باقر داماد اور صدر الدین شیرازی جیسے فلسفی و دانشمند اور شیخ مفید، علم الہدیٰ علامہ مرتضیٰ علامہ محمد باقر مجلسی جیسے فقیہ مورخ اور انسائیکلوپیڈیا نہ

نظر کہ جو شیعہ ثابت ہوا قتل کر دیا گیا جلاء العیون اور دیگر کتب میں ان مخالفین کی روایات بھی نقل کرنا پڑیں۔ اگرچہ وہ منافی شان اہل بیت رسول تھی لیکن ان کے نقل کئے بغیر حالات حاضرہ کے تحت چارہ بھی نہ تھا لہذا بندہ نے اپنی دانست کے مطابق جلد اوّل جلاء العیون اور جلد دوم میں ان روایات کے نیچے جو مخالفین سے حضرت علامہ نے نقل فرمائی ہیں حاشیہ دیدیا۔ تاکہ طالبان حق کے لئے پریشانی نہ رہے۔ پھر بھی لیکن اگر کوئی روایت ایسی رہ گئی ہو جس پر بندہ نے حاشیہ نہ تحریر کیا ہو بھول ہو جانے سے تو اپنے اور غیر اس روایت ضعیفہ و موضوعہ سے نہ حضرت علامہ مجلسی اور نہ بندہ نیز مذہب امامیہ اور اہل بیت پر معترض نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسا قدم اٹھایا کہ ناحق مجلسیؒ اور مذہب امامیہ کو غلط روایت پیش کر کے مطعون کیا۔ تو جاہل بے علم دشمن اہل بیت رسولؐ ثابت ہے مجلسیؒ نے دور نازک میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کتاب مرتب فرما کر جہاں جہاں سے اور جیسے جیسے حالات و واقعات ملے ضابطۂ تحریر میں لا کر ملت اسلامیہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اور اب یہ خود ہمارا اور دیگر فرقہ ہائے اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ حضرت علامہ مجلسیؒ کی ان خدمات کی داد دیتے غلط روایات کو چھوڑ کر جلاء العیون سے روایات صحیح لے کر معرفت رسولؐ و آل رسولؐ حاصل کر کے دونوں جہان میں معرفت و خوشنودیٔ خدا حاصل کریں۔ اور اس کے بغیر چارہ نہیں نہ کوئی عبادت کام آسکتی ہے۔

اطاعت رسولؐ و آل رسولؐ

اطاعت اور پیروی کا مطلب یہ ہے کہ جس کی اطاعت یا پیروی کی جا رہی ہے اس سے محبت رکھی جائے اور اسی جیسے کام کئے جائیں۔ اطاعت جس کی ہو اس کے تابع فرمان رہیں۔ اس کے علاوہ وقت حوائج کسی اور کے در پر نہ جائیں کسی کو اس سے افضل کیا اس جیسا نہ جانیں۔ اگر ان امور کے ساتھ اطاعت کی تو اطاعت ورنہ نہیں جس طرح کہ اطاعت کریں خدا کی۔ اور سجدہ کریں اشجار اور پتھروں کو۔ حالانکہ جس کی اطاعت کی جا رہی ہے۔ اسی کو سجدہ کرنا چاہیئے کلمہ پڑھیں رسول عربی کا اور نبی مانیں غلام احمد قادیانی کو یہ اطاعت نہیں ایسی اطاعت ہی کو کہتے ہیں شرک کفر۔ نفاق۔ معرفت خدا اور رضائے خدا کے لئے جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ عالمین میں صرف معرفت و رضائے رسولؐ اور آل رسولؐ لازم ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہی گمراہی ہے

جعفری باش گر خدا خواہی ورنہ در ہر طریق گمراہی

تو اس سے رسولؐ اور آل رسولؐ کی اطاعت بھی لازم آگئی۔ اطاعت کریں اہل بیت کی مگر مانیں کسی اور کو۔ پیروی کریں آل رسولؐ کی۔ امام مانیں کسی دوسرے کو تو یہ نہ اطاعت کہلا سکتی ہے نہ پیروی بلکہ نفاق ہو گا۔ یوں کہا جائے کہ کھلم کھلا گمراہی ہے۔ اطاعت کے لئے لازم ہے۔ کہ جس کی پیروی کی جائے وہ جس سے محبت رکھے۔ خود بھی اس سے محبت رکھے اور وہ جس سے دشمنی رکھے تو اطاعت کرنے والا بھی اس سے دشمنی رکھے۔ اور محمدؐ عربی اس کے اہل بیت تو وہ ذوات مقدسہ ہیں۔ جن کی ہر ادا ہر حرکت و سکونت، عین اسلام اور دوستوں سے محبت رکھنا عین ایمان ہے۔ ان ہی امور کے لئے ان ذوات مقدسہ کے حالات و واقعات علماء نے سپرد قلم کئے۔ تاکہ ان کی سیرت ان کے دوست اور دشمن کو معلوم کر کے ان سے دوستی اور دشمنی رکھی جائے اور ان کے حرکات و سکنات پر عمل کیا جائے کیونکہ ان کے دوستوں سے دوستی رکھنی عین ایمان اور عبادت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنی بھی اسی طرح عین ایمان اور عبادت ان اہل بیت رسول کا فعل خدا کا فعل اور ان کا قول خدا کا قول۔ ان کا محبوب خدا کا محبوب۔ ان کا دشمن خدا کا دشمن ان کا راندہ ہوا خدا کا راندہ ہوا ان کا دیا ہوا خدا کی عطا۔ اور ان کی عطا خدا کا رحم و کرم۔ ان کا ذکر کرنا ذکر خدا ان کا غم کرنا عبادت خداوندی اور ان کی خوشی میں خوش رہنا رضائے خداوندی۔ غرضیکہ اہل بیت رسولؐ کا ہر فعل اور قول عین اسلام اور عبادت ہے۔ جو انسان ان کے قول و فعل پر نکتہ چینی کرے۔ گویا اس نے فعل خداوندی پر اعتراضات کئے۔ جو ان کے ذکر کو اچھا نہ جانے گویا اس نے عبادت خداوندی کا انکار کیا۔ جو ان کے غم کو برا کہے۔ گویا اس نے اطاعت خداوندی کا انکار کیا۔ اور عبادت و ذکر و اطاعت خدا کا منکر۔ مشرک۔ کافر ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اسلام نے ذکر و محبت اہل بیت اور غم و خوشی اہل بیت کو کشتی نوح سے تشبیہ دے کر کشتی نجات قرار دیا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسو الله مثل اهل بيتى كمثل سفينة نوح من تعلق بها نجیٰ ومن تخلف عنها دخل فى النار۔ آج تک کوئی عالم اپنا کیا غیر کیا بلکہ غیر مسلم بھی یہ ثابت نہ کر سکے۔ کہ ان ذوات مقدسہ نے کبھی کوئی فعل بد کیا ہو چوری ڈاکہ ناجائز قتل۔ زنا۔ شراب خوری۔ جوا۔ نہیں۔ دنیا نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں حقوق

چھینے۔ گھروں کو آگ لگائی۔ جنازوں پر تیروں کی بارش کی۔ وطن سے بے وطن کئے۔ جوانوں
بوڑھوں۔ بچوں کو قتل کیا۔ نیزوں پر چڑھایا۔ تیروں کا نشانہ بنایا۔ عورتوں کو قیدی بنایا۔
ان کی طرف غلط روایات منسوب کی گئیں شان گھٹانے کے لئے۔ مگر یہ جرأت کسی میں نہیں
ہوتی۔ کہ ان کی روائتے کردار کو داغدار کرے۔ کوئی بدالزام لگائے یا ثابت کیا بدافعال کا ہونا ان سے
جس طرح لوگوں نے کلام اللہ کو جلایا اس کی ترتیب کو بدلا مکی اور مدنی کو آیات کو آگے اور پیچھے کر دیا یہ
سب کچھ کرنے کے باوجود متن و مفہوم قرآن کو بدل نہ سکے اسی طرح اہل بیت کے ساتھ سب کچھ کیا۔ مگر ان
کو ان کے مقام سے نہ گرا سکے کیونکہ رسول پاک فرما گئے تھے۔ عن زید ابن اسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم انی تارک" فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض
وعترتی اھل بیتی ان ھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (الطبرانی) قرآن پاک
اور اہل بیت پاک کا تعلق ایسے ہے۔ جیسا کہ معانی کا الفاظ کے ساتھ حرکات وسکنات اہل
بیت تفسیر قرآن ہیں۔ اور الفاظ قرآن پاک حیات اہل بیت ہیں۔ قرآن اگر جسم ہے۔ تو اہل
بیت روح ہیں۔ قرآن اگر تعلیمات اسلام۔ تو اہل بیت عین اسلام۔ قرآن اگر کلام اللہ تو اہل بیت
نفس اللہ ہیں۔ قرآن کے پڑھنے سے اگر مصیبت دور ہوتی ہے۔ تو ذکر اہل بیت سے مصائب و
آلام دور ہوتے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا عبادت۔ اہل بیت کا ذکر عبادت، قرآن کا سننا عبادت،
ان کے فضائل و مصائب کا سننا عبادت۔ قرآن کی توہین کفر۔ ان کی توہین کفر۔ قرآن کے دامن کو
چھوڑنے والا جہنمی۔ ان کے در کو چھوڑنے والا دوزخی جس کو فاخرج کہہ کر قرآن نکال دے وہ
ابلیس اور جس کو یہ لوگ قوموا عنی کہہ کر نکال دیں شیطان۔ کیونکہ قرآن معجزہ ہے یہ معجزہ نما
ہیں۔ قرآن، قرآن صامت ہے اور یہ قرآن ناطق ہیں قرآن قلب رسول پہ رہا۔ یہ آغوش رسول
میں رہے۔ قرآن کا مقام لوح اور ان کا مقام عرش معلےٰ ہے۔ غرضیکہ اہل بیت رسول کی ہر
ادا عبادت اور ہر فعل عبادت ہے۔ لہذا خدا کا عبادت گذار بننے کیلئے ان کی ہر ادا پر عمل کرنا
ہوگا۔ اور ہر فعل کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ لعنت ہو ابلیس ملعون پر بے شمار جس نے
اہل اسلام کو گمراہ کر کے در اہل بیت سے دور کر دیا۔ آج اہل اسلام کہیں شان اہل بیت پر
نکتہ چیں اور کہیں غم اہل بیت کو بدعت اور خدا جانے کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ صرف اہل اسلام
کی بدبختی ہے جو اپنی غلط قسم کی ذہنی اختراع پردازی کے سبب اہل بیت رسول کو چھوڑ
کر گمراہ ہی نہیں گم راہوں میں بٹ کر علیحدہ علیحدہ فرقے بن گئے۔ حالانکہ کائنات اور اسلام

میں غم والم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی شے کو نہیں ہے۔

رنج وغم غم انسان کی عین فطرت ہے۔ اسی لئے خالق فطرت نے اس کی نسبت اپنی طرف دی ہے اور فرمایا ہے۔ اِنَّہٗ ھُوَ اَضْحَکَ وَ اَبْکٰی وہ وہی خدا ہے جس نے انسان کو ہنسایا بھی اور رولایا بھی۔ خالق فطرت نے اس غم کو انسان کے ساتھ اتنا ضروری قرار دیا ہے۔ کہ انسانی زندگی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر غم والم علیحدہ کردیا جائے تو نہ انسانیت رہے نہ زندگی۔ زندگی ہے ہی غم کے ساتھ بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ زندگی کی بنیاد ہی غم کے اوپر ہے۔ اگر غم زندگی کی بنیاد نہ ہوتا تو انسان پیدا ہوتے ہی نہ روتا انسان کا پیدا ہو کر رونا اس امر کی بین دلیل ہے کہ زندگی غم کے ساتھ ہے اور غم زندگی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ جو پیدا ہو کر روتا ہے۔ زندہ ہوتا ہے۔ اور جو روتا نہیں مردہ ہوتا ہے۔ پروردگار عالم نے یہ غم والم فطرت انسانی میں رکھا ہے۔ اور پروردگار عالم حکیم مطلق ہے۔ حکیم مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہذا پروردگار عالم نے ہماری فطرت میں غم کو ودیعت کیا ہے تو کیوں۔ کیا غم اچھی چیز ہے یا بری مصائب و آلام خیر ہیں یا شر۔ اگر آپ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو یقیناً آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ہمہ خیر ہے۔ اور وہ قادر مطلق بھی ہے۔ اور ہر چیز کا مصدر خدا ہے زندگی کا مبداء خدا ہے۔ اس لئے زندگی میں غم والم کا ہونا اور لازم طور پر ہونا مصائب و ابتلا کا پایا جانا یقیناً خیر ہے۔ مولانا رومی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر چہ بینی محض خیر و حکمت است	گر ترا زو رحمت و گر زحمت است
زانکہ ناید فعل باطل از حکیم	فعل حق باطل نہ باشد اے سلیم

مال کے گم ہونے کا غم اور اولاد کے مرنے کا غم زندگی کو برباد کرتا ہے۔ خدا کی یاد میں غمگین رہنا تزکیۂ نفس کہلاتا ہے۔ دنیا کا غم خدا سے دور کرتا ہے۔ اور رسول و اہل بیت رسول کا غم رضائے خدا دلاتا ہے۔ زرو جواہر کے غم سے انسانیت پستی کے گڑھے میں جاگرتی ہے اور غم اہل بیت سے انسانیت بام عروج پر پہنچتی ہے ؎

فتح مظلوم کا جو رنگ جمائے وہ غم	دار پر کیف کی رفعت جو دکھائے وہ غم
پست غم جس سے کوئی دل میں نہ آئے وہ غم	جو کہ انساں کو انسان بنائے وہ غم

جس کے سانچے میں ڈھلیں گوہر انسانیت
جس کے کانٹے میں تلیں جوہر انسانیت

المخشنو۔ عنایت ہوگا۔ جس کے نور سے تمام عرصہ محشر نورانی روشن ہو جائے گا۔ (محرق القلوب)

وہ شخص اس موتی کو دیکھ کر حیرت و تعجب سے بارگاہ احدیث میں عرض کرے گا۔ بار الہا مجھے تو اس امانت کا کوئی علم نہیں۔ ارشاد ہوگا۔ اے شخص یہ دُرِ بے بہا حقیقت میں ایک اشک ہے جو ایک مرتبہ مصیبت امام حسین مظلوم میں تری آنکھ سے نکلا۔ اور تیرے رخسار پر جاری ہوا۔ اب تو اس موتی کو سب انبیاء اور اوصیا کے پاس لے جا۔ اور ہر ایک سے اس کی قیمت دریافت کر۔ پس وہ شخص تمام انبیاء اور اوصیاء حتی کہ جناب خاتم النبیینؐ اور جناب خاتم الاوصیا حضرت علیؑ کی خدمت میں بھی حاضر ہوگا۔ اور اس کی قیمت دریافت کرے گا۔ مگر کوئی اس کی قیمت نہ بتا سکے گا۔ یہاں تک کہ وہ مرد مومن وہ موتی لئے ہوئے خدمت با سعادت امام حسینؑ میں حاضر ہوگا۔ جناب سید الشہداء اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اس شخص کو گلے سے لگالیں گے۔ اور قائمہ عرش الہی تھام کر خدمت باری میں عرض کریں گے۔ بار الہا یہ موتی ایک دانہ اشک ہے جو اس مومن کی آنکھ سے مجھ مظلوم کی مصیبت میں جاری ہوا تھا۔ اور اس کی یہ قیمت ہے کہ اس شخص کو جنت عطا کر اور اپنے فضل و کرم سے میرے ساتھ بہشت میں جگہ دے۔ ارشاد ہوگا۔ اے حسینؑ ہم نے اس کے تمام گناہ معاف کئے بلکہ اس کے ماں باپ کو بخش دیا۔ اور تمہارے ساتھ تمہارے ہی درجے میں جگہ دی۔ ثبوت عزاداری آئمہ اہلبیت سے اور منزلت آہ و بکا کے متعلق ایک اور روایت کا یہاں پر امالی شیخ صدوقؒ پیش کرتے ہیں۔ مسمع بن عبد الملک نے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی۔ ایک دن حضرت امام صادق نے مجھ سے پوچھا۔ اے مسمع تو اہل عراق سے ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے مزار اقدس کی زیارت کو جاتا ہے۔ میں نے عرض کی۔ لا، انا رجل من اهل البصرة۔ نہیں جناب میں تو بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ اور میرے پاس جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ حکومت وقت کے خیر خواہ اور خلیفہ وقت کے طرفدار ہیں۔ ان کے خوف سے میں شرف زیارت سے محروم رہتا ہوں امام نے فرمایا۔ أفتذکر ما صنع به؟ قلت بلیٰ۔ آیا تو ان جگر سوز مصائب و آلام کو بھی یاد کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ قال فتجزع؟ پوچھا کیا روتا بھی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ای واللہ۔ قسم خدا کی روتا ہوں۔ و استعبر لذلک حتی یری اهلی اثر ذالک علی۔ اس قدر مصائب

مجھے تحریری اور تقریری طور پر مزید مذہب اہل بیتؑ کی خدمت سرانجام دینے کا موقع عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

وما توفیقی اِلّا با اللہ

خادم الشریعت سید ظہور الحق زیدی کوثر بھریلوی عفی عنہ

بروز اتوار ۶۵/۶/ ۲۰

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ (عمران) بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں سے تمہارے رب کی آیات لے کر۔ بیشک میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پرندے مٹی سے ان میں پھونک مارتا ہوں وہ پرندے جاندار بن جاتے ہیں اللہ کے حکم سے اور میں اکمہ اور برص کے مریض کو شفا دیتا ہوں مردے کو زندگی دیتا ہوں اور جو تم کھاتے ہو وہ میں بتاتا ہوں جو جو تمہارے گھروں میں پوشیدہ ہے وہ میں جانتا ہوں میں یہ کام کیوں کرتا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ میں اللہ کا عبد ہوں انبیاء کرام۔ کو قرآن نے عباد کہا ہے اور اللہ کے یہ عبد ہوتے فعل عبادت اور اللہ معبود مگر مولوی نے ان افعال کو معجزہ کہہ کے تمام مفہوم عبادت بدل دیا۔ حالانکہ یہ معجزہ نہیں ان کی عبادت ہیں اور جو ان عباد الرحمٰن کا سردار یہ امور سکھانے والا وہ ان جیسا ہے مگر ان جیسا نہیں لال پتھر ہے مگر پتھر جیسا نہیں یہ عبد ہیں اور وہ عبدہٗ ہے اسی لئے کہا گیا ہے عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر۔ انسانی برادری کو بھولا ہوا سبق یاد دلا کر در معبود پر جھکا دیا ایک مسجد کی ڈیوڑھی پر سجدہ ریز کر دیا غفلت کو دور کر دیا۔ نفس کی نجاست کو دور کر کے تزکیہ کر دیا ایمان کا لباس پہنا کر ایمان کا غازہ ان کے چہروں پر لگا کر کے اللہ کا ایسا عبد بنا جیسا کہ اللہ چاہتا تھا۔ اور یہ جماعت کہلاتی عِبَادُ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ اور ان کے سردار میں وہ جو عبد نہیں بلکہ عبدہ ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے لازم ہے یہ کہنا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ میں گواہی دیتا ہوں بیشک محمدؐ اس کے عبد ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ جماعت کے سردار ہیں محمدؐ اور آل محمدؐ علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے روز ازل آدم اور اولاد آدم سے وعدہ لیا تھا کہ میری عبادت کرنا۔ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ جب انسان بھول گئے تو یاد دلایا محمدؐ و آل محمدؐ نے جس سے یہ پتہ چلتا ہے جب آدم اور اولاد آدم سے اللہ وعدہ لے رہا تھا تو محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام اس وقت آدم اور اولاد آدم سے علیحدہ تھے یعنی آدم اور اولاد ان کی جنس سے نہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ان کی جنس سے نہیں اگر یہ بھی اولا آدم میں آتے بشر ہوتے ایک جنس ہوتے تو روز ازل وعدہ میں بھی آتے مگر یہ آتے نہیں جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آدم اور اولا آدم اور ہے محمد و آل محمد علیہم السلام اور ہے۔

محمد و آل محمد علیہم السلام محمد و آل محمد علیہم السلام کا وجود بعد آدم نسل آدم نہیں ہوا بلکہ خلقت آدم سے پہلے ان کا وجود تھا اَستَکبَرتَ اَم کُنتَ مِنَ العَالِین تو نے تکبر کیا یا تو عالین سے ہے۔ اس وقت تین ہستیاں تھیں۔ آدم ملک شیطان۔ آدم کو سجدہ ہے ملک اور شیطان کو حکم سجدہ ہے لہذا عالین تینوں سے نہیں بلکہ ان سے پہلے ہیں۔ اور عالین سوائے خدا کے کسی کے تابع نہیں آدم و ملک عالین کے تابع۔ اور آدم کا انکاری ابلیس ہے عالین یہی ہستیاں تھیں عالین جمع ہے عالی کی اور عالی ہے ذات محمد تو یہی لفظ عالین بتاتا ہے کہ آدم اور اولاد آدم سے قبل محمد جیسے اور محمد بھی تھے اور وہ ہیں آل محمد محمد و آل محمد قبل آدم تھے اور اولاد آدم کے ساتھ ہیں اولاد آدم کے بعد ہوں گے الحجت قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق حجت مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہے اللہ اور ہے حجت اور ہے اللہ حجت نہیں اور حجت اللہ نہیں ہے فرمان رسول ہے نحن حجج اللہ ہم اللہ کی حجت ہیں یہی مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہیں جب یہ مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد تو سرزمین مکہ اور مدینہ میں لباس بشر میں آنے کے بعد یہ وجود میں نہیں آئے اور نہ مدینہ میں آ کر کام کرنے لگے بلکہ یہ عبدہٗ پہلے سے فرائض عبدیت ادا کرتے رہے ہیں۔ قال علی علیہ السلام فی بعض خطبہ انا عندی مفاتیح الغیب لا یعلمها بعد رسول اللہ الا انا ذو القرنین المذکور فی صحف الاولی۔ انا صاحب خاتم سلیمان۔ انا ولی الحساب انا صاحب الصراط والموقف انا قاسم الجنۃ والنار انا آدم الاول انا نوح الاول انا آیۃ الجبار انا حقیقت الاسرار انا مورق الاشجار انا مولغ الاثمار انا مفجر العیون انا مجری الانہار انا خازن العلم انا طود الحلم انا امیر المومنین انا عین الیقین انا حجۃ اللہ فی السموات والارض۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے میں وہ ہوں جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں بعد رسولؐ میرے بعد کوئی نہیں جانتا۔ میں وہ ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر صحف اولیٰ میں ہے میں خاتم سلیمان کا مالک ہوں میں یوم حساب کا مالک ہوں میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں میں قاسم جنت والنار ہوں میں اول آدم ہوں میں اول نوح ہوں میں جبار کی آیت ہوں میں اسرار کی حقیقت ہوں میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں۔ میں پھلوں کا پکانے والا ہوں میں چشموں کو جاری کرنے والا ہوں میں نہروں کو بہانے والا ہوں میں علم کا خزانہ ہوں میں حلم کا پہاڑ ہوں میں امیر المومنین ہوں میں سرچشمہ یقین ہوں میں زمینوں اور آسمانوں

میں جنت خدا ہوں۔ میں متنزل کرنے والا ہوں میں صاعقہ ہوں۔ میں حقانی آواز ہوں۔ میں قیامت ہوں ان کے لئے جو قیامت کی تکذیب کریں۔ میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی ریب نہیں۔ میں وہ اسمائے حسنیٰ ہوں جن کے ذریعہ خدا نے دعا قبول کرنے کا حکم دیا۔ میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰؑ نے ہدایت کا اقتباس کیا۔ میں صور کا مالک ہوں میں قبروں سے مردوں کو نکالنے (زندہ) کرنے والا ہوں۔ میں یوم المنشور کا مالک ہوں۔ میں نوحؑ کا ساتھی اور اس کو نجات دینے والا ہوں۔ میں ایوبؑ بلا رسیدہ کا صاحب اور اس کو شفا دینے والا ہوں میں نے اپنے رب کے امر سے آسمانوں کو قائم کیا۔ میں صاحب ابراہیم ہوں میں کلیم کا بھید ہوں۔ میں ملکوت کو دیکھنے والا ہوں۔ میں وہ حی ہوں جسے موت نہیں۔ میں تمام مخلوقات پر ولی حق ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی۔ مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے۔ میں وہ ہوں جسے امر مخلوق تفویض کیا گیا میں خلیفۃ اللہ ہوں ہمارے مرتضےٰ صلہ-۵۲ مولائے کائنات کا یہ فرمان خلاف قرآن اور اسلام نہیں بلکہ عین اسلام ہے بارش برسانا۔ فصل اگانا۔ درختوں پر پھول لانا اور پھل لگانا۔ بادل لانا اولاد پیدا کرنا امور عبادت ہیں جس کے یہ ہیں وہ معبود ہے اور جو ان کو کرے وہ عبد ہے لہذا یہ امور ہیں عبادت اور اللہ کے ہیں یہ امور وہ ہے معبود اور جو ان کو انجام دے وہ ہے عبد جو ہستیاں ان عباد پر حاکم وہ ہیں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ ہے ب کا معنی ساتھ۔ اسم کا معنی نام اللہ کا اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لیکن تراجم کئے گئے ہیں میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے شروع کرتا ہوں کس لفظ کا ترجمہ ہے وہ یہاں نہیں عربی محاورہ سے اگر کہا جائے میرا قلم کہاں ہے اور دوسرا جواب دے بزید۔ تو اس کا ترجمہ ہے زید کے پاس ہے لہذا اب بسم اللہ کا مطلب ہے اگر ب کا معنیٰ ساتھ ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہے۔ یا اللہ کے نام کے پاس ہے اب سوال ہے اللہ کے نام کے ساتھ کیا ہے یا اللہ کے نام کے پاس کیا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ نام کے ساتھ ہے۔ نام کے پاس ہے۔ ہے سے مراد ہونا۔ ہستی۔ یہ دو لفظ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں ہر شے کی ہستی یا ہر شے کا موجود ہونا اللہ کے نام کے ساتھ ہے یا اللہ کے نام کے پاس ہے

اللہ کا نام: علمائے اسلام نے لفظ اللہ کی تعریف کی ہے یَسْتَلْزِمُ لِجَمِیْعِ صِفَاتِ جَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ جو تمام جمال و کمال کی صفات کے ساتھ مستلزم ہو وہ اللہ ہے اور قرآن کہہ رہا ہے کہ الاسمآءُ الحُسنیٰ (حشر) اور اسی اللہ کے لئے ہیں اچھے نام اب دیکھنا ہے اسمائے حسنیٰ اللہ کے نام سے کیا مراد ہے چنانچہ مشہور حدیث ہے نَحْنُ اَسْمَاءُ اللّٰہِ اقوال ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہم ہیں اللہ کے نام۔ اگر لفظ اسم نام پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا اسم ہوتا ہے وہ کلمہ جس سے کسی ذات کو پہچانا جائے لہٰذا وہ ذوات مقدسہ جو ذریعہ معرفت حق ہیں اسمائے الٰہی ہیں۔ یا اسم اللہ۔ اللہ کا نام کہلانے کے مستحق ہیں۔ غور کا مقام ہے نحن سے کیا مراد ہے جب کہ وحدت ہی وحدت ہے اور یہ سب کے سب ایک ہیں۔ لہٰذا نحن سے مراد ہے وہ اَنائے مطلقہ یعنی نور کائنات جو علت تخلیق کائنات ہے اب بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کائنات کی ہر شے کا وجود اس نام سے جو نور مخلوق اوّل ہے اور آج یہ ثابت بھی ہو گیا ہے۔ علم طبیعات سے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ غیر مری نوری شعاعوں سے پیدا ہوا ہے اور ہر ذرے میں نوری شعاعیں موجود ہیں۔ اگر وہ شعاعیں نکل جائیں تو ذرہ فنا ہو جائے۔ لہٰذا موجودات کے ذرے ذرے کا باعث وجود و بقا وہ نور ہے جو اللہ کا نام ہے اس کا نام ہے رحمانیت رحمٰن۔ رحیم کا مطلب رحم کا معنی ہے۔ تربیت اور تربیت کا تفصیلی معنی یہ ہے وجود ناقصہ کو اپنی نگرانی میں لے کر اس کی بتدریج پرورش کر کے کمال تک پہنچانا۔ رحمٰن۔ رحیم دونوں کا معنی ہوا وجود بائے ناقص کو اپنی نگرانی میں بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اب مطلب یہ ہوا ہر شے اللہ کے نام سے ہے جو رحمٰن (علتِ وجود و بقائے اشیاء) اور رحیم ناقص کو بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ کمال سے مراد ہے حدیث قدسی ملاحظہ ہو عبدی اِطِعْنِی اَجْعَلْکَ مثلی اناحیٌ لا اموت اجعلک حیاً لا تموت انا غنیٌ لا افتقر اجعلک غنیاً لا تفتقر انا مھما اشاء کن اجعلک مھما تشاءُ تکن ترجمہ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنے جیسا بنا دوں گا۔ میں ایسا زندہ ہوں جو مرتا نہیں تجھے بھی ایسا زندہ بنا دوں گا جو کبھی نہ مرے گا میں ایسا غنی ہوں جسے کوئی احتیاج نہیں تجھے بھی ایسا غنی بنا دوں گا۔ کہ تجھے کوئی احتیاج نہ رہے میں ایسا ارادہ کرنے والا ہوں جس چیز کو چاہوں وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے تجھے بھی ایسا ارادہ کرنے والا بنا دوں گا تو جس چیز کو چاہے وہ ہو جائے۔ عبدی اطعنی اجعلک مثلی فقل لشیءٍ

اللہ کا نام: علمائے اسلام نے لفظ اللہ کی تعریف کی ہے یَسْتَلْزِمُ لِجَمِیْعِ صِفَاتِ جَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ جو تمام جمال و کمال کی صفات کے ساتھ مستلزم ہو وہ اللہ ہے اور قرآن کہہ رہا ہے کہ الاسمآءُ الحسنیٰ (حشر) اور اسی اللہ کے لئے ہیں اچھے نام اب دیکھنا ہے اسمائے حسنیٰ اللہ کے نام سے کیا مراد ہے چنانچہ مشہور حدیث ہے نَحْنُ اَسْمَآءُ اللّٰہِ اقوال ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہم ہیں اللہ کے نام۔ اگر لفظِ اسم نام پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا اسم ہوتا ہے وہ کلمہ جس سے کسی ذات کو پہچانا جائے لہٰذا وہ ذوات مقدسہ جو ذریعہ معرفت حق ہیں اسمائے الٰہی ہیں۔ یا اسم اللہ۔ اللہ کا نام کہلانے کے مستحق ہیں۔ غور کا مقام ہے نحن سے کیا مراد ہے جب کہ وحدت ہی وحدت ہے اور یہ سب کے سب ایک ہیں۔ لہٰذا نحن سے مراد ہے وہ اَنائے مطلقہ یعنی نور کائنات جو علّت تخلیق کائنات ہے اب بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کائنات کی ہر شے کا وجود اس نام سے جو نور مخلوق اوّل ہے اور آج یہ ثابت بھی ہو گیا ہے۔ علم طبیعات سے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ غیر مری نوری شعاعوں سے پیدا ہوا ہے اور ہر ذرے میں نوری شعاعیں موجود ہیں۔ اگر وہ شعاعیں نکل جائیں تو ذرہ فنا ہو جائے۔ لہٰذا موجودات کے ذرے ذرے کا باعث وجود و بقا وہ نور ہے جو اللہ کا نام ہے اس کا نام ہے رحمانیت رحمٰن۔ رحیم کا مطلب رحم کا معنی ہے۔ تربیت اور تربیت کا تفصیلی معنی یہ ہے وجود ناقصہ کو اپنی نگرانی میں لے کر اس کی بتدریج پرورش کر کے کمال تک پہنچانا۔ رحمٰن۔ رحیم دونوں کا معنی ہوا وجود بائے ناقص کو اپنی نگرانی میں بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اب مطلب یہ ہوا ہر شے اللہ کے نام سے ہے جو رحمٰن (علتِ وجود و بقائے اشیاء) اور رحیم ناقص کو بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ کمال سے مراد ہے حدیث قدسی ملاحظہ ہو عبدی اِطعنی اَجعلک مثلی انا حیٌ لا اموت اجعلک حیاً لا تموت انا غنیٌ لا افتقر اجعلک غنیاً لا تفتقر انا مَھْمَا اَشاء کن اجعلک مھما تشاء تکن ترجمہ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنے جیسا بنا لوں گا میں ایسا زندہ ہوں جو مرتا نہیں تجھے بھی ایسا زندہ بنا دوں گا جو کبھی نہ مرے گا میں ایسا غنی ہوں جسے کوئی احتیاج نہیں تجھے بھی ایسا غنی بنا دوں گا کہ تجھے کوئی احتیاج نہ رہے میں ایسا ارادہ کرنے والا ہوں جس چیز کو چاہوں وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے تجھے بھی ایسا ارادہ کرنے والا بنا دوں گا تو جس چیز کو چاہے وہ ہو جائے۔ عبدی اطعنی اجعلک مثلی فقل لشیٔ کُن

کُنْ فَیَکُوْن ۔ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے۔ اپنے جیسا بنا لوں گا۔ پھر تو جس شے کے لئے کہے گا ہو جاوے ہو جائے گی ان دونوں حدیثوں میں لفظ آیا ہے مثلی۔ تو اس سے مراد ہے بندے تو مجھکو جیسا سمجھتا ہے میں تجھ کو ویسا بنا دوں گا۔ جو صفات تو میری طرف منسوب کرتا ہے وہی صفات میں تجھ میں پیدا کردوں گا۔ پس صفات الہیہ سے متصف ہو جانا کمال ہے بس کا نام عبدیت اور عبادت ہے جو کر رہا ہے وہ عبد اور عابد ہے جس کے یہ اوصاف تھے وہ معبود ہے فرمان صادق آل محمد علیہم السلام لَنَا مَعَ اللّٰہِ حَالَاۃٌ نَحنُ فِیھَا ھو وھو فیھا نحن مع ذالک ھو ھو ونحن نحن ہمارے اللہ کے ساتھ ایسے حالات ہیں جن میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے اس طور پر ہونے کے باوجود وہ وہی ہے اور ہم۔ ہم ہی ہیں۔ ارشاد ہے خالق کا خود نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِید۔ ہم انسان سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اِنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ۔ بیشک اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان میں حائل ہے۔ نظریہ علم طبعیات بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر مرئی تخلیقی نوری شعاعیں نیورس (UNIVERSE) میں ہر جگہ اور ہر ذرے میں موجود ہیں۔ اس نور کی جان ذات خالق ہے ان شعاعوں کا موجود ہونا گویا خود اس کا موجود ہونا ہے قلب انسانی کے چاروں طرف ان شعاعوں کے حلقے ہیں جو قوت ادراک کی ترقی سے شعور میں آجاتے ہیں۔ مگر جب تک نفس انسانی پر غفلت چھائی رہے اس تک اُن کا ادراک نہیں ہوتا۔ پس اگر ان شعاعوں کا قلب انسان سے کامل اتصال ہو جائے تو صفات الہیہ کا مظہر بن جائے گا یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا منشا ہے لہٰذا سوچ اور اعتراض کی ضرورت نہیں کہ وہ ہم ہوتا ہے اور ہم وہ ہوتے ہیں اس سے کیا مراد ہے جس کو محمدؐ و آل محمدؐ سے اتصال ہو جاتے وہ بھی اس حد کمال تک پہنچ سکتے ہیں لہٰذا محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی سوانح حیات کو پڑھنا لازمی ہے اسی لئے اس کا نام ہے جلاء العیون آنکھوں کی روشنی۔

انبیاء نے علی کو پکارا آدم سے لیکر آج تک اور تا قیامت ہر زمانہ میں انبیاء، ملائکہ، رسل، مومنین یا جس نے بھی پکارا کیا محمدؐ و آل محمدؐ نے ان کی مدد کی سابقہ میں مولا علی کے خطبات کے الفاظ گذرے نوح کو نجات دینے والا ایوب کو شفا دینے والا میں ابھی تو یہ حضرات مکہ میں پیدا نہیں ہوئے مدد کیسے

کرتے تھے کیا انبیاء نے ان کو پکارا اور انہوں نے ان کی مدد کی قرآن کیا کہتا ہے۔ لہذا ملاحظہ ہو رحمٰن رحیم۔ قابض۔ قادر۔ عالم۔ حی۔ مرید۔ مدرک۔ باعث۔ خالق۔ رب۔ رازق۔ ناصر۔ معین۔ ولی وغیرہ یہ اللہ کے نام ہیں اور بیان سابقہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ اللہ کے نام (صفات) محمد و آل محمدؐ ہیں۔ خالق۔ رازق۔ رحمٰن۔ اب یہ اللہ نہیں بلکہ اللہ کے صفات یا اللہ کے نام ہیں اسمائے حسنیٰ ان کو قرآن میں کہا گیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے اللہ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارو اور اللہ کے صفات۔ نام یہ ہیں محمد و آل محمدؐ علیہم السلام ان کو مظہر صفاتِ خداوند بھی کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کمثلِ علیٰ بھی جتنے بھی صفات ہیں اُن کے مظاہر ہیں محمد و آل محمدؐ اپنے اپنے دور میں مصائب میں انبیا نے پکارا ہے۔ اللہ کو رب کے نام سے۔ اللہ اور رب دونوں ایک نہیں ہیں بلکہ اللہ اور ہے رب اور ہے اللہ رب ہو سکتا ہے مگر رب اللہ نہیں ہو سکتا۔ رب کا معنیٰ ہے نگران محافظ پرورش کرنے والا۔ رب قرآن میں بادشاہ کیلئے بھی آیا ہے حضرت آدم سے لیکر جنابؐ عربی تک انبیاء کرام نے پرچار کیا ہے اللہ کا اور جب ان پر مصائب پڑے تو پکارا ہے انہوں نے رب کو جناب آدمؑ فرماتے ہیں اور جناب حواؑ قالا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ خط ارضی پہ جب حضرت آدم اور جناب حوا جدا جدا تھے تو ایک عرصہ تک روتے رہے اس وقت دونوں نے اپنے اپنے مقام پر دعا کی یا پکارا انہوں نے اسے ہمارے رب۔ ہم نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے و اگر کبھی بھی تو نے ہم کو نہ اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا تو ہم خاسرین میں سے ہو جائیں گے حضرت نوح علیہ اسلام قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں لوگ پتھر مار رہے ہیں۔ نبی زخمی ہے پتھروں میں دب گیا فرشتہ آ کر نکالتا ہے پھر تبلیغ فرماتے ہیں پھر پتھروں کی بارش ہوتی ہے دب گئے فرشتہ نکالتا ہے آخر نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی حکم ہوا کشتی بناؤ کشتی تیار ہوئی مومنین سوار حیوان جانور۔ پرندے سوار تنور سے پانی نکلا۔ بارش اوپر سے شروع ہو گئی پانی کا عذاب آ گیا کشتی آب دوش پر رواں سب ڈوب رہے ہیں پانی بلند ہو رہا ہے مکانات اشجار سب پانی میں غرق پہاڑوں پر پانی بلند ہو رہا ہے بیوی۔ بیٹا تک ڈوب گئے۔ کشتی گرداب میں آ گئی آواز دی بی نے وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ اور پکارا نوح علیہ السلام اپنے رب کو میری کشتی کو بچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود اور اس کی قوم نے بت شکنی کا مجرم قرار دیا اور ان کو آگ میں ڈالنے کا اعلان کر دیا ایک مدت تک آگ جلتی رہی شعلے بلند ہو

کرتے تھے کیا انبیاء نے ان کو پکارا اور انہوں نے ان کی مدد کی قرآن کیا کہتا ہے۔ لہذا ملاحظہ
ہو رحمٰن رحیم۔ قابض۔ قادر۔ عالم۔ حی۔ مرید۔ مدرک۔ باعث۔ خالق۔ رب۔ رازق۔ ناصر۔ معین۔ مولیٰ
وغیرہ یہ اللہ کے نام ہیں اور بیان سابقہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ اللہ کے نام (صفات)
محمدؐ و آل محمدؐ ہیں۔ خالق۔ رازق۔ رحمٰن۔ اب یہ اللہ نہیں بلکہ اللہ کے صفات یا اللہ کے نام ہیں
اسمائے حسنیٰ ان کو قرآن میں کہا گیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے اللہ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ
پکارو اور اللہ کے صفات۔ نام یہ ہیں محمد و آل محمدؐ علیہم السلام ان کو مظہر صفاتِ خداوند بھی
کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کمثلِ علیٰ بھی جتنے بھی صفات ہیں اُن کے مظاہر ہیں محمدؐ و آل محمدؐ
اپنے اپنے دور میں مصائب میں انبیاء نے پکارا ہے۔ اللہ کو رب کے نام سے۔ اللہ اور رب
دونوں ایک نہیں ہیں بلکہ اللہ اور ہے رب اور ہے اللہ رب ہو سکتا ہے مگر رب اللہ نہیں
ہو سکتا۔ رب کا معنی ہے نگران محافظ پرورش کرنے والا۔ رب قرآن میں بادشاہ کیلئے بھی
آیا ہے حضرت آدم سے لیکر جناب محمدؐ عربی تک انبیاء کرام نے پرچار کیا ہے اللہ کا اور جب
ان پر مصائب پڑے تو پکارا ہے انہوں نے رب کو جناب آدمؑ فرماتے ہیں اور جناب حواؑ قالا
رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ خط ارضی
پہ جب حضرت آدم اور جناب حوا جدا جدا تھے تو ایک عرصہ تک روتے رہے اس وقت دونوں نے
اپنے اپنے مقام پر دعا کی یا پکارا انہوں نے اے ہمارے رب۔ ہم نے اپنے نفسوں پر زیادتی
کی ہے و اگر کبھی بھی تو نے ہم کو نہ اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا تو ہم خاسرین میں سے ہو جائیں
گے حضرت نوح علیہ اسلام قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں لوگ پتھر مار رہے ہیں۔ نبی زخمی ہے پتھروں
میں دب گیا فرشتہ آکر نکالتا ہے پھر تبلیغ فرماتے ہیں پھر پتھروں کی بارش ہوتی ہے دب
گئے فرشتہ نکالتا ہے آخر نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی حکم ہوا کشتی بناؤ کشتی تیار ہوئی
مومنین سوار حیوان جانور۔ پرندے سوار تنور سے پانی نکلا۔ بارش اوپر سے شروع ہو گئی پانی کا
عذاب آگیا کشتی آب دوش پر رواں سب ڈوب رہے ہیں پانی بلند ہو رہا ہے مکانات اشجار
سب پانی میں غرق پہاڑوں پر پانی بلند ہو رہا ہے بیوی۔ بیٹا تک ڈوب گئے۔ کشتی گرداب
میں آگئی آواز دی نبی نے وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ اور پکارا نوح علیہ السلام اپنے رب کو
میری کشتی کو بچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود اور اس کی قوم نے بت شکنی کا مجرم
قرار دیا اور ان کو آگ میں ڈالنے کا اعلان کر دیا ایک مدت تک آگ جلتی رہی شعلے بلند ہو

رہے اور انگارے بنتے رہے لوگ فرداً فرداً ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے سے قبل ڈراتے رہے کہ نمرود کی اطاعت کرلو اور آگ سے بچ جاؤ تو جناب ابراہیم ان کی دھمکیاں آگ کے بارے میں سن کر مسکرائے اور فرماتے میں آگ اور تم سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔ میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں میرے رب کا میرے اوپر رحم ہے وہ مجھے تمہارے ظلم اور آگ سے نجات دے گا۔ جناب ایوب علیہ اسلام جب مصائب سے دوچار ہوتے اولاد وفات پاگئی گھر تباہ ہوگیا خود بیماری میں لاغر ونحیف ہوگئے قوم نے بائیکاٹ کردیا اکیلے رہ گئے زوجہ کے ساتھ کافر حرکات غیر مہذبانہ کرنے لگے۔ اور جناب ایوبؑ نے آواز دی وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور حضرت ایوب علیہ السلام نے پکارا اپنے رب کو مجھے روحانی جسمانی تکالیف نے آلیا ہے میری مدد کر اور تو ارحم الرحمین ہے۔ حضرت ذکریا علیہ السلام بیت المقدس کے نگہبان اور متولی تھے اولاد سے محروم تھے بیوی اور خود اپنی کمر جھک گئی بال سفید ہوگئے مگر کوئی بیٹا بیٹی نہیں بلکہ دشمن اولاد نہ ہونے کا طعنہ دے رہے ہیں دلِ ذکریاؑ ان کے نازیبا الفاظ سن کر بےچین ہے ایسے وقت میں جناب زکریاؑ نے پکارا۔ وَ زَکَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ اور جناب ذکریاؑ نے آواز دی اپنے رب کو اے رب مجھکو بے وارث نہ چھوڑ بیٹا دے تو بہترین وارث بنانے والا وارث ہے جناب موسیٰ علیہ السلام نے دامن طور پر تاریکی شب میں اپنی زوجہ اور اپنے بچے کو سردی میں بےچین دیکھ کر دربار فرعون میں ظالم کی ظالمانہ گفتگو اور دھمکیاں سن کر دریائے نیل کو پار کرتے ہوئے اور جنگ عمالقہ کے وقت قوم کے میدان سے فرار ہوجانے پر غرضکہ تمام مشکل مقامات پر رب کو پکارا قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۔ آواز دی موسیٰؑ نے اے رب بیشک میں کسی پر ملکیت نہیں رکھتا مگر اپنے نفس پر اور اپنے بھائی پر بس تو قوم فاسقین اور ہم میں ایک جدائی کا نشان قائم کردے جناب عیسیٰ علیہ اسلام نے وقت تبلیغ۔ نزول مائدہ کیلئے۔ قوم کے مقابل اور زنداں میں جس ذاتِ اقدس کو مدد کیلئے پکارا وہ ہے رب جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر جنگ اور ہر مقام مشکل میں اگر فرمایا ہے تو رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اے رب مجھے ہر منزل اور مقام صدق کے ساتھ داخل فرما اور ہر منزل اور مقام سے صدق کے ساتھ مجھے وہاں سے نکال

ہر ایک نبی نے مصائب میں پکارا ہے رب کو اب قرآن میں دیکھئے رب سے کون مراد ہے سورہ معل اتی میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ہ میدان حشر میں روز قیامت جماعت مؤمنین کو جب قیامت کی گرمی سے اُن کا برا حال ہو رہا ہو گا زبان شدت پیاس سے سوکھ کر مانند چوب خشک ہو رہی ہو گی آواز گلے سے نہ نکلتی ہو گی اس وقت ان کا رب اُن کو پاک خوشبودار ٹھنڈا پانی پلائے گا عالم اسلام کا اتفاق ہے وہ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ حوض کوثر ہے اور جناب ابو بکر روایت کرتے ہیں فرمود رسول خدا اس ساقی حوض علی مرتضیٰ بود مدارج النبوۃ جناب خاتم النبین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ساقی حوض کوثر مولا علی علیہ السلام ہیں یعنی قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علیؑ ہے انبیاء نے تبلیغ فرمائی توحید کی معبود کی اور اللہ کی جب آفات آئیں تو پکارا ہے رب (علیؑ) کو اب بھی مصائب میں پکارنا اپنے اپنے حالات کے تحت علی کو سنت انبیاء اور قرآن پاک ہے اور رب کا معنی ہے مشکل کشا پرورش کنندہ نگہبان۔

ظاہری پیدائش سے قبل وجود

محمد وآل محمد علیہم السلام عالین ہیں اور تخلیق عالمین سے قبل تخلیق کے ساتھ اور نیز بعد میں ہر زمانہ میں ہر نبی کے ساتھ ان عالین کا وجود رہا ہے۔ لفظ رب بتاتا ہے یہ موجود تھے۔ جناب عبداللہ اور جناب ابو طالب کے گھر سرزمین مکہ میں تو یہ لوگ بشر میں آتے ہیں۔ رسول کے متعلق ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ یعنی خلقت افلاک سے قبل وجود محمدی تھا اور جناب سرکار رسالت فرماتے ہیں اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ میں اور علی ایک نور سے ہیں لہذا نور محمدی تھا تو نور علی بھی تھا جب یہ دونوں تھے تو نور فاطمہ بھی تھا دیگر ائمہ بھی تھے۔ تو کیا یہ صرف انبیاء کی مدد کرتے رہے یا تمام مخلوق کی جس نے پکارا اس اور جس نے نہیں پکارا اس کی بھی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وجود اور مدد کرنا وجود لباس بشریہ محمدیہ و علویہ اور فاطمیہ سے دو ہزار سال پہلے امریکہ جس کو دنیا میں کوئی جانتا بھی نہ تھا ادھر کی دنیا صرف اپنے کو دنیا سمجھتی اور کہتی تھی تو سرزمین امریکہ میں ایک راہبہ ول گبوی رہا کرتی تھی لوگ اس کے پاس اپنی حاجات لے کر جاتے اور اس سے دعا کرواتے چنانچہ ہر طرح کی مصیبت میں لوگ آتے حتیٰ کہ اولاد کے لئے بھی پہلے تو اس راہبہ نے صاف انکار کر دیا کہ وہ اولاد دینے کی اہل

نہیں ہے تو لوگوں نے بیعت اصرار کیا اس وقت انہوں نے رب کو پکارا اے رب یا تو مجھے بچے دینے
کی طاقت تفویض فرما اور یا مجھے موت دیدے جس دن راہبہ نے رو کر گڑ گڑا کر رب کو پکارا
اسی دن رات کو خواب میں ایک برقع پوش خاتون نظر آئی اس نے فرمایا راہبہ سن میرا نام
فاطمہ بتول ہے اس ملک کے جنگل میں ایک بوٹی ہوتی ہے جسے گل طاہرہ کہتے ہیں جس
کے ہر پودے میں پانچ شاخیں ہوتی ہیں اور ہر شاخ میں چودہ پتے لگتے ہیں اور ہر
پتے میں چودہ دندانے ہوتے ہیں۔ ہر ٹہنی پر چودہ کلیاں نکلتی ہیں جب وہ پھول بنتی ہیں
تو ہر پھول میں چودہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں پس اگر بانجھ عورت کو اس پودے کی بوٹی پتوں پھول
اور جڑوں کو شہد میں ملا کر کھلایا جائے اور رحم میں اس کا حلول کیا جائے تو اللہ تعالیٰ
اسکو جلد از جلد اولاد نرینہ عطا فرمائے گا ہمیشہ خدا سے ڈرتی رہنا۔ اس کی نافرمانی نہ کرنا گناہ
اور برائی سے بچتی رہنا کسی سوالی کو در سے واپس نہ کرنا چنانچہ صبح کو اس نے بانجھ عورتوں کو
اس بوٹی کے کھانے اور حلول کرنے کو کہا تو اللہ نے ان کو اولاد عطا کی۔ اس بوٹی کا نام
بدلتے بدلتے گال تھریا ہو گیا آج کل صرف آتیسل گال تھریا استعمال ہوتا ہے مخزن الادویہ
اور قرابادین پرانے نسخوں میں اور آج کل بھی اس کا نام حشیشۃ البتول درج ہے
ریڈ انڈین یعنی سرخ جنگل امریکن ہر سال موسم بہار میں ایک مذہبی تہوار مناتے ہیں آج کل
بھی اس موقعہ پر وہ اپنی قدیم زبان میں وہ ہی الفاظ دہراتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اس
متبرک تقریب کو ہم بڑے احترام کے ساتھ فاطمہ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ اے خدا
تو اس نام کی بدولت ہر حاجت مند کی مراد پوری کر کتاب دی اولڈ آف امریکہ مصنفہ سنرگ
نیز ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ شمارہ اگست ۱۹۷۲ء نیز دریافت ہونے والی کشتی نوح اور
لوح سلیمانی پر چہاردہ معصومین کے اسمائے مبارکہ کا ذکر موجود ہے بحوالہ کتاب
ایلیا مصنفہ حکیم سید محمود گیلانی بہر حال یہ ذوات مقدسہ مکہ معظمہ میں لباس بشر میں تشریف
لائے پہلے ان کا وجود تھا اور وہ امداد کرتے رہے لوگ ان سے مدد مانگتے رہے جناب
سلیمان فارسی مہر تھے اور مولائے کائنات پر اس جہان خاکی میں شباب کی آمد تھی مولا
کھجور تناول فرما رہے تھے اور گٹھلی سلیمان کی طرف پھینک دیتے تھے۔ جناب سلیمانؓ
فارسی نے عرض کیا بچے بوڑھوں سے مذاق نہیں کیا کرتے یہ سن کر ابو طالب کا بیٹا بولا
سلیمان آپ عمر میں میں بچہ۔ اچھا یہ بتاؤ وہ وقت یاد ہے جب آپ ایک جنگل سے گذر

رہے تھے اچانک جھاڑ سے شیر برآمد ہوا اور تمہارے اوپر حملہ کرنے والا تھا ان لمحات میں تم نے مدد کیلئے اپنے رب کو پکارا فوراً ایک گھوڑا سوار ظاہر ہوا شیر جس کو دیکھ کر چلا گیا۔ اور تم نے اسکو ایک تحفہ میں گلدستہ بھی دیا جناب سلیمانؓ نے سن کر عرض کیا۔ علی میں قربان جاؤں یہ واقعہ سچ ہے مگر میں نے تو آج تک کسی سے ذکر نہیں کیا آپ کو کیسے معلوم ہے مولا نے امیرالمومنین علی علیہ السلام نے جواب میں آستین سے وہ گلدستہ نکال کر فرمایا سلیمانؓ یہی تھا سلیمان فارسی یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور عرض کیا مولا یہ سب کچھ کیا ہے آپ کو کیسے پتہ چلا یہ گلدستہ آپ کو کیسے ملا مولانا نے فرمایا سلیمانؓ وہ گھوڑا سوار میں علی ہی تھا۔ سلیمان نے عرض کیا مولا یہ تو بہت مدت کا واقعہ ہے ابھی تو شاید ابو طالب علیہ السلام کی بھی ولادت نہیں ہوئی تھی مولا نے فرمایا سلیمان یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں آنا بھی اسباب کے تحت اور جانا بھی اسباب کے تحت اور رہنا بھی اسباب کے تحت مگر ہم محمدؐ و آل محمد اسباب کے محتاج نہیں بلکہ اسباب ہمارے محتاج ہیں ہمارے متعلق کبھی بھی کسی طرح کا شک نہ کرنا۔

ایک وقت میں سب آوازوں کی سماعت

ایک وقت میں عالمین میں مختلف آوازیں امداد کیلئے پکار رہی ہیں بلند آواز سے اور آہستہ بھی بعض گونگے ہیں۔ اور بعض دل ہی دل میں پکار رہے ہیں ان تمام آوازوں میں یہ شناخت کیسے کرتے ہیں یہ فلاں کی ہے یہ فلاں کی ہے۔ یہ سوال اور خیال اگرچہ بہت وزنی معلوم ہوتا ہے مگر لایعنی ہے۔ قرآنی معلومات اور علم حیاتیات نہ ہونے کی وجہ سے ہے جناب رسول مقبول کا ارشاد ہے جب تم صلوات پڑھتے ہو اسی وقت میرے پاس پہنچ جاتا ہے اور مجھے پتہ چلتا ہے یہ صلوات فلاں کی ہے یہ درود فلاں کا ہے آج کل یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے عالمین کو چھوڑ کر صرف خطہ ارضی پر ناشہ کروڑ بار ایک منٹ میں درود شریف پڑھا جا رہا ہے اور سب کا سب سرکار رسالت کے پاس اسی وقت میں جا رہا ہے اور حضور سن رہے ہیں شناخت بھی فرما رہے ہیں یہ درود فلاں کا یہ فلاں کا ہے نماز پنجگانہ کا واسطہ سورج کے ساتھ ہے صبح صادق ہوتی نماز فجر سورج ڈھلا نماز ظہر اور ڈھلکے آگے بڑھا تو عصر غروب ہوا تو مغرب اور مغرب کی سفیدی پر سیاہی آگئی تو عشاء کا وقت آگیا اور سورج ایک ہی رفتار پر چل رہا ہے مگر خطہ ارضی پر اس کا طلوع و غروب ایک نہیں پاکستان میں اگر صبح کے چھ بجے تو امریکہ رات کے چھ بجے ہیں پاکستان میں رات کے ۸ بجے ہیں لندن میں رات کے دو بجے

ہیں غرضکہ تمام دنیا کا یہی حال ہے دیگر سیاروں کے چاند اور سورج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور طلوع غروب
بھی علیحدہ ہے تو اس سے معلوم ہوا امت محمدیہ زمین ہی نہیں تمام عالمین میں ہے اور نماز پڑھتے
ہیں ہر لمحہ کہیں نہ کہیں نماز پڑھی جا رہی ہے اور نماز میں واجب ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں حضور
یہ سلام سن رہے ہیں جیسے بھی سن رہے ہیں سن ضرور رہے ہیں اور خود حکم فرمایا ہے سلام کرنا
سنت ہے جواب دینا واجب ہے جب عالم آدمی کیلئے جواب دینا واجب ہے تو خاتم النبین
بھی لازماً اور واجباً سلام کا جواب فرماتے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ غفلت اور لاشعوری۔ نفاق فسق
فجور کے پردے اس طرح دل اور کانوں پر پڑے ہوں ہم جواب رسول پاک کا نہ سنیں لہذا
ایک لمحہ میں اُن کو کروڑوں انسانوں کا سلام پہنچ بھی رہا ہے وہ ہر ایک کو فرداً فرداً جواب
بھی دے رہے ہیں اسی طرح پکارنے والے کروڑوں مخلوق کی آواز کو ایک لمحہ میں سن بھی
رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں۔ لہذا جانشین محمد و آل محمد بھی یہی صفت رکھتے ہیں کیونکہ
حضورؐ نے فرمایا ہے۔ اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَاٰخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَاَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَكُلُّنَا
مُحَمَّدٌ۔ ہمارا پہلا محمد آخری محمد اور درمیانہ محمد ہے ہم سب کے سب محمد ہیں نیز محمد و آل
محمد علیہم السلام مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ اُن پر نہ نیند طاری ہو سکتی ہے اور اونگھ
چنانچہ فقہی مسئلہ ہے سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر صحیح بخاری میں ہے جناب
سرور کائنات جب بستر پر عالم خواب میں ہوتے تو اٹھنے پر بلا تجدید وضو نماز ادا فرماتے
جو اس بات کی دلیل ہے ان پر خواب طاری نہیں ہوتا ہر لمحہ اور ہر گھڑی مخلوق کی آواز کو
سن رہے ہیں۔ خداوند عالم کو نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ اب محمد و آل محمد علیہم السلام پر نیند
آجائے تو پھر یہ ذوات قدسیہ مظہر صفات واجب الوجود نہیں رہ سکتے مظہر صفات واجب
الوجود کا یہ خاصہ ہے وہ ہر شے کو دیکھ رہا ہے اور آواز کو سن رہا ہے یہ بشری خاصہ ہے
جب کسی بازار یا میلا۔ بھیڑ وغیرہ سے گذرتا ہے تو وہ نہ آوازوں کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور
نہ اپنے کان میں آوازوں کو برداشت کر سکتا ہے کثیر آوازوں سے پردہ کان ہی پھٹنے لگتا
ہے یہ صرف خاصا محمد و آل محمد علیہم السلام ہے تمام عالمین کی ہر لمحہ آوازوں کو سن رہے
ہیں اور ہر آواز کو علیحدہ علیحدہ شناخت بھی کر رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں محمد
و آل محمد علیہم السلام کے کان کے متعلق قرآن میں بھی ارشاد ہو رہا ہے۔ وَتَعِيَهَا اُذُنٌ
وَّاعِيَةٌ اور ضبط رکھتا ہے تمام آوازوں کو وہ کان جس میں اتنی ظرفیت ہے کہ سب آوازیں سما جاتی ہیں اور
اس میں ثبت ہو جاتی ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام کے کان کی صفت اور تعریف میں اللہ نے اُذُنٌ

مَسَامِعَةٌ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے۔ اُذُنٌ وَاعِیَہ یہ کون سا کان ہے جو تمام آوازوں کو سن رہا ہے اور بیک وقت ضبط اور محفوظ رکھ رہا ہے ہر ایک کا جواب بھی اسی طرح جس طرح سے بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا اور سمجھ رہا محفوظ کر رہا ہے اسی طرح بیک لمحہ جواب بھی دے رہا ہے لہٰذا انتظار جواب کیلئے قطار بنانے اور اپنا نمبر آنے کی انتظار کرنے کی ضرورت نہیں اگر نمبر وار کا سلسلہ ہو جائے تو یہ مظہر صفات واجب الوجود نہ رہیں۔ کیا عظمت ہے اس کان کی جو بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا ضبط کر رہا اور جواب دے رہا ہے لَا تَشْتَبِهُ عَلَيْهِ الْاَصْوَاتُ آوازیں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں ہر ایک آواز کو بیک لمحہ علیحدہ علیحدہ سن رہا محفوظ کر رہا ہے وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت لکھتا ہے۔ اُذُنٌ وَاعِيَةٌ سے مراد جناب علی بن ابی طالب کا کان ہے اور یہ کوئی استبعاد و استعجاب کا مقام نہیں۔ کہ امام تمام آوازوں کو سن لیتا اور فوراً ضبط کرتا ثبت کرتا ہے یہ تو کمال مادۂ کثیفہ سے بنائی ہوئی انسانی مصنوعات میں بھی ہے جیسے ٹیلی فون ریڈیو۔ ٹیلی ویژن۔ وائرلیس وغیرہ اور قوت امامت تو جمیع طاقتوں سے فوق ہے لازماً اور وجوباً اس کی یعنی امام کی قوت ظرفیت ہی اتنی ہے کہ اسمیں تمام آوازیں ضبط و ثبت ہو جاتی ہیں اس کا انکار محمد و آل محمدؐ کے مظہر صفات واجب الوجود ہونے کا انکار ہے جو انکار قرآن اور رسالت و امامت ہے۔

زبان دانی اور امام علیہم السلام

خاصۂ بشریت ہے انسان دنیا کی تمام زبانوں پر حاوی نہیں ہو سکتا دس بارہ پندرہ۔ بیس زبانیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے اسی وجہ سے یہ اشتباہ پیدا ہو گیا ہندی چینی۔ روسی۔ جرمنی۔ پنجابی۔ سرائیکی۔ انگریزی۔ فارسی۔ عبرانی۔ لاطینی۔ افریقی سنسکرت۔ گورمکھی۔ بھاشا۔ عربی۔ گجراتی مارواڑی بلوچی پشتو بلتستی۔ کشمیری اتنی زبانوں میں لوگ پکار رہے ہیں اور پرندے۔ جانور حشرالارض وغیرہ بھی تو کیسے محمد و آل محمد علیہم السلام تمام زبانوں کو سمجھ رہے ہیں ان کی زبان تو عربی تھی لیکن صاحب عقل کو یہ بھی تو خیال آنا چاہیے محمد عربی صرف مکہ اور مدینہ والوں کے نبی نہیں تھے بلکہ۔ ہندی چینی۔ روسی۔ جاپانی وغیرہ تمام رہتے زمین پر اور زمین کے علاوہ جہاں جہاں بھی انسان اور چرند۔ پرند۔ جانور۔ حیوان۔ شجر۔ حجر وغیرہ مخلوقات ہیں سب کے نبی تھے اور کسی مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر وہ لگایا جاتا ہے جو اردو۔ فارسی۔ انگریزی۔ ریاضی۔ الجبرا معاشرہ

وغیرہ سب جانتا ہو اگر وہ صرف فارسی جانتا ہے اور دوسرا کوئی علم اور زبان نہیں جانتا تو وہ تمام
سکول کا ہیڈ ماسٹر نہیں ہو سکتا ہاں صرف اسی زبان پڑھنے والی کلاس کا انچارج ہو سکتا ہے
جب محمدؐ مصطفےٰؐ تمام مخلوق کی زبانوں کو جانتے نہیں تو وہ تمام کے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ ان
کیلئے لازمی ہے کہ وہ تمام عالمین کی زبانوں کو جانتا ہو اور سمجھتا ہو۔ رسول پاک کے عہد
میں۔ فارسی۔ رومی۔ لاطینی۔ عبرانی بولنے والے اور کھجور کا تنے کا کلام کرنا اڑتے ہوئے آسمان
پر چیل کا کہنا پانی جوتی میں چھوٹا سا سانپ بیٹھا ہے۔ وغیرہ انسانوں اور حیوانوں کی زبان
سمجھنے کیلئے کوئی ترجمان تھے رکھے ہوئے کوئی مورخ اور محدث یہ ثابت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی
ترجمان مولا علی نے رکھا ہوا تھا۔ دوسرے خلیفوں نے ترجمان اور کاتب وغیرہ رکھے ہوئے
تھے۔ محمدؐ و آل محمدؐ کا ترجمان نہ رکھنا یہ دلیل ہے کہ وہ تمام زبانوں کو جانتے تھے دیگر پہلا خلیفہ
جناب آدم علیہ السلام جس کے متعلق ارشاد ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ
عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب
اشیاء ملائکہ پر پیش فرمائی ہیں۔ وَمعنىٰ تعليمه اسماء المسميات انه تعالىٰ اراه الاجناس التى خلقها وعلمه
ان هذا اسمه فرس وهذا اسمه بعير وهذا اسمه كذا وعن ابن عباس علمه اسم كل شىء
حتى القصعة والمغرفة تفسیر مدارک زیر آیت وَعَلَّمَ اٰدَمَ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں
کے نام بتانے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام جنسیں دکھا دیں جن کو اس نے پیدا
کیا ہے۔ اور ان کو بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا اور اس کا نام اونٹ اور اس کا نام فلاں حضرت ابن
عباس سے مروی ہے کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھا دیئے یہاں تک کے پیالی اور چلو کے بھی
وَقِيْلَ عَلَّمَ اٰدَمَ اَسْمَآءَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَقِيْلَ اَسْمَآءَ ذُرِّيَّتِهٖ وَقِيْلَ عَلَّمَهُ اللُّغَاتِ كُلَّهَا
تفسیر خازن کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا
ہے کہ ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا ہے کہ ان کو تمام زبانیں سکھا دیں۔ قَوْلُهٗ اَىْ عَلَّمَهٗ
صِفَاتِ الْاَشْيَآءِ وَنُعُوْتَهَا وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ اَنَّ الْمُرَادَ اَسْمَآءُ كُلِّ شَىْءٍ مِّنْ خَلْقٍ
مِّنْ اَجْنَاسِ الْمُحْدَثَاتِ مِنْ جَمِيْعِ اللُّغَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ الَّتِىْ يَتَكَلَّمُ بِهَا وُلْدُ اٰدَمَ
الْيَوْمَ مِنَ الْعَرَبِيَّةِ وَالْفَارِسِيَّةِ وَالرُّوْمِيَّةِ وَغَيْرِهَا۔ تفسیر کبیر میں مذکورہ بالا
آیت کے زیر تحت۔ آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات سکھا دیئے
اور یہی مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں جو مختلف زبانوں

میں جن کو اولاد آدم آج تک بول رہی ہے عربی فارسی، رومی وغیرہ۔ وَعَلَّمَهُ اَحْوَالَهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا مِنَ الْمَنَافِعِ الدِّيْنِيَّةِ وَالدُّنْيَوِيَّةِ وَعَلَّمَ اَسْمَاءَ الْمَلَائِكَةِ وَاَسْمَاءَ ذُرِّيَّتِهٖ وَاَسْمَاءَ الْحَيَوَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ وَصَنْعَةَ كُلِّ شَيْءٍ وَاَسْمَاءَ الْمُدُنِ وَالْقُرٰى وَاَسْمَاءَ الطَّيْرِ وَالشَّجَرِ وَمَا يَكُوْنُ وَاَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ يَخْلُقُهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاَسْمَاءَ الْمَطْعُوْمَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَكُلِّ نَعِيْمٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ وَفِي الْخَبَرِ عَلَّمَهُ سَبْعَ مِائَةِ اَلْفِ لُغَاتٍ تفسیر روح البیان زیر آیت مذکورہ بالا۔ اور حضرت آدمؑ کو چیزوں کے حالات سکھاتے اور جو کچھ ان میں دینی اور دنیاوی نفع ہیں وہ بتاتے اور ان کو فرشتوں کے نام ان کی اولاد اور حیوانات اور جمادات کے نام بتاتے اور ہر چیز کا بنانا بتایا تمام شہروں اور گاؤں کے نام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو ہو چکا یا جو کچھ بھی ہوگا ان کے نام اور جو کچھ قیامت تک پیدا فرمائے گا ان کے نام اور کھانے پینے کی چیزوں کے نام جنت کی ہر نعمت غرضکہ ہر چیز کے نام بتا دیئے اور حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ اسلام کو سات سو ہزار زبانیں سکھا دیں یہ علم ہے زبان دانی کے بارے میں جناب آدم علیہ اسلام کو سات لاکھ زبانیں تو اللہ نے تعلیم دیں جناب محمد مصطفٰےؐ ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے نبی سات لاکھ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار سے ضرب دیا تو ۸۶۸۰۰۰۰۰۰۰ آٹھ ارب اڑسٹھ کروڑ زبانیں جناب محمد مصطفٰےؐ کو دی گئیں اور یہ بھی محدثین میں اقل عدد ہے جس سے ظاہر ہے رسولؐ پاک ان سے زیادہ زبانوں کا علم رکھتے تھے جو فہم بشر سے بالا ہیں اور انسان احاطہ کرنا تو دشوار گن نہیں سکتا یہ زبانیں جو رسول پاک کو دی گئیں تھیں تو جناب علی مرتضٰےؑ ہے ان کا دروازہ اور باقی ائمہ اہل بیت ہیں ان کے علوم کے وارث اور جانشین اور جاننے والے علوم کے۔ لہذا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ وہ ان کو اتنی زبانیں نہیں آتی تھیں وہ سید الانبیاء اور سید الاولیا نہیں ہو سکتا جو ہر شے کی زبانیں نہ جانیں اور نہ سمجھے۔

علم غیب اور محمدؐ و آل محمد علیہم السلام

علم غیب یعنی غیب کا جاننا ہے اور غیب کہتے ہیں جس کو انسان۔ آنکھ، ناک، کان حواس وغیرہ سے محسوس نہ کر سکے اور نہ وہ بلا دلیل ہدایۃ "عقل میں آسکے لہذا ملتان والے کے لئے۔ لاہور، کراچی، دہلی لندن غیب نہیں کیونکہ اگر اس نے آنکھ سے نہیں تو کان سے سنا تو ہے وہ ایسا شہر ہے ایسی گلیاں ایسی آب و ہوا پھول میں خوشبو جسم میں درد۔ سینے میں دل۔ ملک، حور، غلمان، کرسی، عرش

وغیرہ یہ غیب نہیں کیونکہ یہ اور ان کے حالات کان سے سنے ہوتے ہیں یہ آنکھ سے غیب مگر کان سے سنے ہوتے ہیں غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل قائم ہو سکے اور ایک وہ جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے جنت دوزخ ملک۔ حور وغیرہ یہ احادیث اور قرآن کی آیات سے ان کے حالات وغیرہ معلوم ہیں دوسرے جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے قیامت۔ اور موت کب ہو گی۔ بچہ بدبخت ہے یا نیک بخت ان کو دلائل سے معلوم نہیں کر سکتے۔ اَنَّ الْغَیْبَ هُوَ الَّذِیْ یَكُوْنُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّةِ۔ بیشک غیب وہ ہے جو حواس خمسہ سے پوشیدہ ہو۔ وَهُوَ مَخْفِیٌّ عَنِ الْحِسِّ وَالْعَقْلِ غَیْبَةً كَامِلَةً بِحَیْثُ لَا یُدْرَكُ بِوَاحِدٍ مِنْهُمَا اِبْتِدَاءً بِطَرِیْقِ الْبَدَاهَتِ وَهُوَ قِسْمَانِ قِسْمٌ لَا دَلِیْلَ عَلَیْهِ وَهُوَ الَّذِیْ اُرِیْدُ بِقَوْلِهٖ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ وَقِسْمٌ نُصِبَ عَلَیْهِ دَلِیْلٌ كَالصَّانِعِ وَصِفَاتِهٖ وَهُوَ الْمُرَادُ

غیب وہ ہے جو حواس خمسہ اور عقل سے پورا پورا چھپا ہوا ہو اس طرح کہ ذریعہ سے بھی ابتداً کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور وہ ہی غیب قرآن آیات میں جہاں جہاں آیا ہے کہ غیب اللہ کے پاس ہے یا غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں۔ دوسری قسم جس پر دلیل قائم ہو سکتی ہے۔ جیسے فرشتے۔ حور اور امام زمانہ اور رنگ آنکھ سے نظر آ رہا ہے ناک سے بو محسوس ہو رہی ہے لذت کو زبان حاصل کر رہی ہے لہذا کان کے لئے رنگت غائب اور آنکھ کے لئے ذائقہ غائب ہے اور بو ہاتھ کیلئے غائب ہے۔ اب اگر کوئی بو۔ لذت رنگ کو اصلی ہی شکل میں ان کی آنکھ۔ کان۔ زبان وغیرہ سے دیکھ لے۔ تو یہ علم غیب اضافی کہلاتا ہے۔ اس لئے جو چیز موجودہ وقت میں موجود نہیں یا بہت دور یا اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہ آ سکے۔ تو یہ بھی غائب ہے اور اس کا جان لینا علم غیب ہے۔ اور اس طرح تمام عالمین کو مثل کف دست دیکھنا ایک جگہ پر رہ کر یہ علم غیب کا حصول ہے۔ نیز نفس علم کسی چیز کا بھی ہو برا نہیں بری باتوں کا کرنا یا برا کام کرنے کیلئے کسی علم کا حاصل کرنا برا ہے یہ بات ضرور ہے بعض علوم بعض سے افضل ہیں جیسے بعض سورتیں بعض پر فضیلت رکھتی ہیں سورہ توحید کے پڑھنے میں جو ثواب ہے وہ سورہ تبت یدا میں نہیں لہذا اگر کوئی علم برا ہوتا تو وہ خدا کو بھی نہ حاصل ہوتا کیونکہ خدا ہر برائی سے پاک ہے۔ بغض۔ حسد۔ کفر۔ نفاق۔ شرک۔ چوری۔ جادو۔ زنا۔ ریا وغیرہ کا علم حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ انسان ان سے بچے لوہے سے چھری بنانے کا علم اور

بنانا جائز ہے مگر بے گناہ آدمی کو اس چھری سے مارنا برا اور جرم ہے جادو کا حاصل کرنا جائز مگر مقام غلط پر استعمال کرنا گناہ جرم اور برا ہے اللہ نے تمام علوم جناب آدم کو سکھائے اور محمد عربی اور اہل بیت ان تمام علوم کے وارث۔ تمام علوم ما کان اور ما یکون لوح محفوظ پر رقم اور محمد وآل محمد اس کے عالم۔ اللہ عالم بالذات ہے اس کے بغیر بتائے کوئی نہیں جان سکتا لہذا اللہ تعالیٰ نے محمد وآل محمد کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور ارشاد قدرت ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کیلئے کہ تم کو الغیب پر مطلع کرے اور لیکن جن کو رسولوں میں سے چن لیتا ہے وہ الغیب کا علم دے دیتا ہے۔ غیب ہے عام اور الغیب ہے خاص تمام عالمین میں محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں مجتبے لہذا غیب اور الغیب دونوں علم اللہ نے ان کو عطا فرمائے ہیں۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ پس اللہ تعالیٰ اپنے غیب کے اوپر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر مرتضےٰ رسول کو اور مرتضیٰ رسول محمد عربی ہے اور اسی طرح اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ الرحمٰن نے القرآن کا علم دیا۔ انسان کو پھر پیدا کیا۔ القرآن کا بیان بھی تعلیم دیا۔ انسان سے مراد ہے محمد عربی خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَيْ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ تفسیر معالم التنزیل اللہ نے انسان یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کو جو خلقت محمد سے پہلے تھا اور جو خلقت محمد کے بعد تا قیام قیامت اور بعد قیامت ہوگا وہ سب علم دے دیا یعنی علم اور محمد دو جدا جدا نہیں علم بھی اسی وقت پیدا ہوا اور محمد بھی اسی وقت پیدا ہوا اسی کا نام علم ہے اور اسی کا نام محمد ہے لہذا اگر علم محمد کو ذاتی کہا جائے تو اچھا ہے بشر پیدا ہوتا ہے پھر مدرسے میں پڑھتا ہے تو لکھنا پڑھنا آیا درزی کے پاس کچھ سال بیٹھا تو درزی بنا یہ علوم ہیں بالعرض اور جو وقت خلقت ہو جیسے سانس لینا غذا لینا اور حرکت کرنا رونا یہ علوم ہیں بالذات جب سے یہ ذات ہوتی یہ اس میں ہوتے ایسے ہی جب سے محمد وآل محمد ہوئے علم ان میں ہوا لہذا یہ علم ان میں بالعرض نہیں بلکہ خدا نے ان کی ذات میں رکھا ہے لہذا بالذات کہلایا جاتا ہے اور سخاوت علم محمد عربی بیان کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور محمد عربی الغیب کے ظاہر کرنے میں بخیل نہیں۔ آپ جب ہی الغیب کے ظاہر کرنے میں سخی ہوں گے جب آپ کے پاس الغیب کا علم ہو اگر ہو ہی نہ تو بخیل کا کیا مطلب قرآن پاک میں دو آیات ہیں وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اور اس کے ہی پاس ہیں الغیب

کی کنجیاں اور ان کو نہیں جانتا کوئی مگر وہ اور دوسری آیت ہے کہ لہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی کنجیاں اور کون ان کو نہیں جانتا ان دونوں آیات میں ھُوَ اور لہٗ سے مراد ذات محمد عربی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ فرما رہا ہے الغیب اور آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی چابیاں محمد کے پاس ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ دو لفظ ہیں مفاتح اور مقالید دونوں کا پہلا حرف میم لیا اور مفاتح کا آخر ح لیا پھر مقالید کا پہلا میم لیا اور آخری دال لیا تو م۔ ح۔ م۔ د۔ محمد بن گیا لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ سے مراد ذات محمد عربی ہے اور کنجیوں سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں اسی الغیب کا شہر محمد ہے اور دروازہ علی ہے اگر اِلَّا هُوَ سے مراد محمد عربی نہیں اللہ ہے تو قفل لگا کر تنے محفوظ کسی محبوب کیلئے رکھی جاتی ہے اور یہ چابی لگا کر خداوند کریم نے کسی ذات کیلئے قفل کھول کر الغیب کا دروازہ کھولا ہے اور قرآن فرماتا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ بیشک ہم نے آپ کے لئے کھول دیا بہت ہی بڑا کھولنا کیا کھولا ہے وہ رسول فرماتے ہیں اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں ہیں۔ قرآن پاک میں ایسی آیات بھی ہیں جو علم غیب کی نفی کر رہی ہیں۔ مثلاً قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ آپ فرما دیں کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہتا ہوں میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس کی اور بھی آیات ہیں اور ایسی بھی آیات ہیں جو پہلے بیان کی گئی ہیں کہ اللہ نے رسول کو الغیب پر مطلع کیا ہے یہ الغیب کی کنجی ہے۔ تو چار باتیں ہیں جن آیات میں نفی کی گئی ہے وہ ذاتی علم کی ہے یعنی میں بالذات علم الغیب نہیں رکھتا بلکہ اللہ نے بتایا ہے دوسرے کل علم یہ اللہ کا ہے میرے پاس جز علم ہے تیسرے بطور انکسار اور چوتھی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں الغیب جانتا ہوں لہذا دعویٰ کی نفی ہے علم الغیب کی نفی نہیں ہے مذکورہ ایت میں اور دیگر آیات میں لا کا استعمال دو جگہ ہے میں نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں نہیں کہتا میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس سے یہ ظاہر ہے میرے پاس خزانے بھی ہیں اور الغیب کا علم بھی مگر میں دعویٰ نہیں کرتا کسی شے کا پاس ہونا اور دعویٰ نہ کرنا اور بات ہے۔ پاس ہونا اور دعویٰ بھی کرنا یہ اور بات ہے نیز یہ سوال کیا ہے کافروں مشرکوں منافقوں نے اور یہ تینوں ہیں چور لہذا چور کو خزانوں کا پتہ کس نے بتایا ہے آج بھی منافق بے ایمان سوال کرتے ہیں خزانے

کی کنجیاں اور ان کو نہیں جانتا کوئی مگر وہ اور دوسری آیت ہے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی کنجیاں اور کون ان کو نہیں جانتا ان دونوں
آیات میں ہٗ اور لہٗ سے مراد ذات محمد عربی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ فرما رہا ہے الغیب
اور آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی چابیاں محمد کے پاس ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ دو لفظ ہیں
مفاتح اور مقالید دونوں کا پہلا حرف میم لیا اور مفاتح کا آخر ح لیا پھر مقالید کا پہلا میم لیا اور
آخری دال لیا تو م۔ ح۔ م۔ د۔ محمد بن گیا لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ سے مراد ذات محمد عربی ہے اور
کنجیوں سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں اسی الغیب کا شہر محمد ہے اور دروازہ علی ہے اگر اِلَّا
هُوَ سے مراد محمد عربی نہیں اللہ ہے تو قفل لگا کر خزانے محفوظ کسی محبوب کیلئے رکھی جاتی ہے
اور یہ چابی لگا کر خداوند کریم نے کسی ذات کیلئے قفل کھول کر الغیب کا دروازہ کھولا ہے اور
قرآن فرماتا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ بیشک ہم نے آپ کے لئے کھول دیا بہت
ہی بڑا کھولنا کیا کھولا ہے وہ رسول فرماتے ہیں اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھو
زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں ہیں۔ قرآن پاک میں ایسی آیات بھی ہیں جو علم غیب کی نفی
کر رہی ہیں۔ مثلاً قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ آپ
فرما دیں کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہتا ہوں
میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس کی اور بھی آیات ہیں اور ایسی بھی آیات ہیں جو پہلے بیان
کی گئی ہیں کہ اللہ نے رسول کو الغیب پر مطلع کیا ہے یہ الغیب کی کنجی ہے۔ تو چار باتیں ہیں
جن آیات میں نفی کی گئی ہے وہ ذاتی علم کی ہے یعنی میں بالذات علم الغیب نہیں رکھتا بلکہ اللہ
نے بتایا ہے دوسرے کل علم یہ اللہ کا ہے میرے پاس جز علم ہے تیسرے بطور انکسار
اور چوتھی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں الغیب جانتا ہوں لہذا دعویٰ کی نفی ہے علم الغیب
کی نفی نہیں ہے مذکورہ ایت میں اور دیگر آیات میں لا کا استعمال دو جگہ ہے میں نہیں
کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور لا میں نہیں کہتا میں الغیب کا علم رکھتا ہوں
اس سے یہ ظاہر ہے میرے پاس خزانے بھی ہیں اور الغیب کا علم بھی مگر میں دعویٰ نہیں
کرتا کسی شے کا پاس ہونا اور دعویٰ نہ کرنا اور بات ہے۔ پاس ہونا اور دعویٰ بھی کرنا یہ
اور بات ہے نیز یہ سوال کیا ہے کافروں مشرکوں منافقوں نے اور یہ تینوں ہیں چور لہذا
چور کو خزانوں کا پتہ کس نے بتایا ہے آج بھی منافق بے ایمان سوال کرتے ہیں خزانے

اور الغیب کا تو چوروں کو نہ رسول نے بتایا اور نہ آل رسول نے تو عارف اور علما کا بھی فرض ہے چوروں سے اس خزانے کی حفاظت کرنا اللہ اور محمد و آل محمد علیہم السلام میں کوئی فرق ہے ضرور ہے جو علم اللہ کو حاصل ہے وہ محمد و ال محمد علیہم السلام میں کو نہیں اور جو علم محمد و آل محمد علیہم اسلام کو ہے وہ باقی انبیاء۔ رسل۔ قطب۔ ابدال۔ غوث وغیرہ تمام مخلوقاتِ عالمین کو نہیں جو اللہ کو ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کو نہیں وہ علم اللہ کیلئے شہادت اور محمد و آل محمد علیہم السلام کیلئے غیب اور اللہ عند الرسول و آل رسول عالم الغیب ہوا اور جو علم محمد و آل محمد علیہم السلام کو باقی تمام مخلوقات عالمین کو نہیں وہ محمد و آل محمد علیہم السلام کیلئے علم شہادت اور مخلوقات کے لئے غیب لہذا مخلوقات کیلئے اس غیب کے جو مخلوقات کو معلوم نہیں محمد و ال محمد علیہم السلام عالم الغیب ہیں جو علم اللہ کا ہے وہ ہے غیب الغیب اسی پر وقتاً فوقتاً جب چاہے اور جس قدر چاہے اللہ محمد و آل محمد علیہم السلام کو عطا کرتا رہتا ہے اس غیب کی محمد عربی کے پاس چابی ہے اور اسی کا علی دروازہ ہے یہی اللہ۔ محمد و آل محمد علیہم السلام اور دیگر مخلوقات کے درمیان امتیازی فرق ہے۔ لیکن لوگوں نے علم غیب بنا رکھا ہے پانچ باتوں کو۔ یعنی قیامت کب ہو گی۔ اور بارش کب ہو گی۔ اور رحم عورت میں کیا۔ کل کو فلاں آدمی کیا کرے گا۔ وہ فلاں آدمی کہاں مرے گا سورہ لقمان کی آیت کے یہ فقرے لے کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ الغیب ہے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کو معلوم نہیں۔ اگر یہ باتیں ہی علم غیب ہیں تو محمد و آل محمد کے پاس سب سے زیادہ یہی علم ہے فرمان رسول ہے لَا تَقُومُ السَّاعَةُ اِلَّا فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ قیامت قائم نہ ہو گی مگر جمعہ کے دن علم قیامت ہوا مقام بدر میں آپ نے صحابہ کو فرمایا کل یہاں فلاں فلاں قتل ہو گا کافروں میں سے اور وہی ہوا آپ نے حضرت علی کے متعلق فرمایا خیبر میں۔ میں کل اس کو علم دوں گا جو کرار غیر فرار ہو گا خدا اس کے ہاتھ پر فتح دے گا آپ نے فرمایا میرا حسین کربلا کی زمین پر شہید ہو گا۔ آپ نے فرمایا میری بیٹی فاطمہ کے تین بیٹے ہوں گے ایک نام حسن دوسرے کا نام حسین اور تیسرے کا نام محسن اور حضورؐ نے بہت مدت تک پیش گوئی کی گیارہویں جانشین کے ایک بیٹا پیدا ہو گا وہ مہدی ہو گا اس کا نام میرا نام ہو گا۔ آپ نے بادلوں کو دیکھ کر فرمایا یہ فلاں جگہ جا کر برسے گا اور یہ فلاں جگہ ایسے ہی دیگر افراد ائمہ اہل بیت نے یہ علوم بیان فرماتے ہیں۔ آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل انہارا اندازہ و امور

غیب اند کہ جز خدائے تعالیٰ کسے آں راندانند گر آنکہ دے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بدانا طعات۔ مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ کے بتلاتے ہوئے عقل کے انداز سے کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان کو خدا کے سوائے کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے بتادے وحی الہام سے بارش کب ہو گی آندھی۔ جھکڑ زلزلہ۔ سورج گرہن۔ چاند گرہن کے متعلق صاحبان سائنس موسم کے مطابق روزانہ بتلاتے ہیں اور وہ ایسے ہی ہوتا ہے اکثر ڈاکٹر بتاتے ہیں مریض سے جاؤ یہ اس وقت تک مر جائے گا اور ایک سرے سے دیگر دیہاتی دائی تک بتا دیتی ہے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی حمل ہے یا نہیں یہ باتیں علم غیب نہیں الغیب وہ ہے جو بیان ہوا یہ تو محمد وآل محمدؐ کے صدقے سے غلامان محمد وآل محمد علیہم رکھتے ہیں یہ کوئی کمال علم غیب نہیں ہے۔

تکالیف خدا نہیں دیتا

انسانوں کا مصائب میں مبتلا ہونا حالات کا خراب ہونا بیماری کا پیدا ہونا اور جو بھی تکالیف انسانوں کو آتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نہیں دیتا۔ ماں جو اپنی اولاد سے پیار کرے یا ان کی حرکات نازیبا سے ان سے پیار نہ کرے مگر وہ یہ کوشش نہیں کرتی نہ ارادہ کرتی ہے کہ اولاد میں کوئی تکلیف پیدا ہو یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے بلکہ اگر کوئی بیمار بھی ہو جائے تو ناراض ماں اسکی صحت کی تمنا رکھتی اور دعا کرتی ہے کہ یہ بیماری دور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تو والدین سے زیادہ مخلوق پر مہربان ہے۔ وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مصائب میں مبتلا کر دیئے جائیں بلکہ وہ تو مخلوق کو مصائب سے نکال دیا جاتے۔ لہذا مصائب کا نزول اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ انسانوں کے اپنے افعال و اعمال سے پیدا کردہ ہیں وَمَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا (حدید) اور نہیں پہنچی تم کو کوئی مصیبت زمین میں اور نہ خود تمہارے نفسوں میں مگر یہ کہ وہ پہلے سے کتاب میں موجود ہوتی ہے قبل اس کے ہم اس کو ظاہر کریں۔ نزلہ۔ زکام۔ بخار۔ ٹی بی۔ کینسر چوٹ۔ اور مہلک امراض دیگر روحانی امراض وبا وغیرہ آفات بلیات جو بھی انسان پر آتی ہیں یہ پہلے سے کتاب میں موجود ہیں کتاب سے مراد قرآن نہیں۔ لوح محفوظ نہیں اور نہ خط تقدیر میں درج ہیں۔ بلکہ یہاں کتاب سے مراد ہیں وہ نقوش جو لاشعوری اور غفلت یا شعور و بیداری میں ورق نفس پر نقش ہوتے ہیں اگر تم کو شعور ہو ورق نفس

کہنا کہ یہ سب کچھ ہے خدا کوئی نہیں یہ بھی سراسر غلطی اور گناہ ہے خدا۔ خدا ہے اور محمد و آل محمد
محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں انسان لاشعوری بغفلت لاعلمی کی وجہ سے وہ حرکات کرتے ہیں جس کی
وجہ سے وہ مقدمات۔ بیماری۔ مصائب۔ آفات۔ غربت وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں جب انسان
کو سمجھ آتی ہے اور اس نے یا محمد یا علی یا فاطمہ۔ یا حسن۔ یا حسین وغیرہ نام سے کسی بزرگ کو آواز
دی رو کر توبہ کر کے وہ آئے تو یہ منظور آفات سے دور کر گئے اسی کا نام لوگوں کے نزدیک
حاجت روائی مشکل کشائی ہے اور اسلام قرآن میں تزکیۂ نفس ہے۔ اسی کیلئے انبیاء۔ اصل
اور محمد و آل محمد علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں افعال یہ کر رہے ہیں خدا کہہ رہا ہے میں کر رہا
ہوں ان کا کیا اس کا کیا اور ان کا کہا اس کا کہا ان کا شفا دینا اس کا شفا دینا ان کا کرم کرا اس کا کرم کرنا ہے

حاضر و ناظر ہونا

اب یہ کہنا ایک وقت میں کروڑوں مخلوق پکار رہی ہے یہ کیسے سن
رہے ہیں اور وہاں ہر جگہ جا کر اُن کی مشکل کو دور کر رہے ہیں پہلے
میں عرض کر چکا ہوں جسے خدا سن رہا ہے یہ سن رہے ہیں جیسے وہ ہر جگہ ہے ویسے یہ
ہر جگہ ہیں کیونکہ یہ مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ یہ خیالات لوگوں کے دلوں میں صحیح
عرفان رسالت اور امامت نہ ہونے کی وجہ سے ہے اگر وہ صحیح طور پر قرآن اور احادیث
کی روشنی میں نفس امارہ سے نجات حاصل کر کے کتاب نفس کا ایک ورق بھی پڑھ لیں
تو یہ اعتراضات نہ کریں۔ مگر ایسا نہیں بلکہ مختلف طبائع اور متضاد فکر کر کے لوگوں نے
محمد و آل محمد علیہم السلام کو اپنے اپنے فکر اور دماغ عقل کے مطابق سمجھنا چاہا قرآن
مجید کی مقاصد اور مطالب میں بعض مقامات پر سہواً اور بعض پر سہراً غلط اور اپنے مفید
تر مطالب کیلئے تاویلیں کیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام کو بالکل متضاد طریقوں پر پیش کیا
بعض نے اتنا بڑھایا کہ عبد اور معبود کے فرق کو ختم کر دیا اور بعض نے اتنا گھٹایا کہ اپنے
جیسا معمولی انسان بنا دیا غرضکہ نفس امارہ کے غلاموں اور غفلت میں پڑے ہوئے لاشعوری
کے مریضوں نے بہت ٹھوکریں کھائیں جس کا اثر یہ ہوا بہت سارے جاہل نبی اور امام
بن بیٹھے اور اسلام میں گمراہی کا باب کھل گیا فرقے مذہب جماعتیں بن گئیں اور بات
ایمان و کفر تک آگئی جو محمد و آل محمدؐ علیہم السلام کو نور۔ مشکل کشا۔ حاجت روا۔ معصوم
زندہ جاوید۔ حاضر ناظر۔ سورج چاند۔ سیارے ستارے اور مدبر کائنات مانے وہ
کافر جو اپنے جیسا خاکی۔ مجبور۔ خاطی۔ مردہ وغیرہ مانے وہ مومن مجھے جہاں تک

شگو تحریر کرنا ہے وہ ہر مسلمان سے ہے رسالت اور امامت ایک عہدہ ہے۔ کمالاتِ دو قسم کے ہوتے
ہیں ایک کمالات ذات اور ایک کمالات عہدہ۔ تبلیغ احکام الٰہی تعلیم فرمان الٰہی یہ کمالات عہدہ رسالت اور
امامت ہیں نہ کہ کمالات ذات۔ مشکل کشائی۔ حاجت روائی۔ عالم الغیب حاضر و ناظر وغیرہ یہ ہیں کمالات
ذات۔ اور عہدے ہمیشہ کمالات ذات کی وجہ سے ملا کرتے ہیں۔ عہدے سے کمالات نہیں ملتے قابلیت
ہے تو ایم۔ اے کی ڈگری ملتی ہے شعور۔ فکر۔ دماغ۔ اس کی ڈگری ہے تو عہدہ جنس یا کمشنری یا وزارت
ملتا ہے اگر ذات میں یہ کمالات نہیں تو عہدہ نہیں ملتا اور جنس یا کمشنر بن کے کبھی ایم اے
اے وغیرہ کی ڈگری نہیں ملتی لہذا خداوند عالم نے تمام عالمین میں محمد و آل محمد علیہم السلام کو علم
غیب۔ حاجت روائی مشکل کشائی۔ حاضر و ناظر۔ مدبر عدل و انصاف عصمت میں بلند دیکھا تو نبوت
امامت۔ خلافت۔ ولایت۔ شہادت کے عہدے دیدیئے اپنی حکومت کا مختار بنا کر اپنا
نائب اعظم وزیر اعظم بنا دیا اب جو یہ چاہیں وہ چاہے اور جو وہ چاہے یہ چاہیں انکا کرنا
اس کا کرنا اور اس کا قول انکا قول ہے میں علوم دینیہ کی اسناد بھی رکھتا ہوں پیشنماز اور
مقرر۔ مبلغ بھی ہوں اور تعلیم طب رکھتا ہوں ڈاکٹر بھی ہوں پیشنمازی ایک عہدہ ہے جو
قوم نے مجھے دیا ہے اور ڈاکٹری میرا ذاتی پیشہ ہے کمال ہے اب جو یہ کہے پیشنماز ڈاکٹر
نہیں ہو سکتا کیونکہ پیشنمازی کے فرائض میں ڈاکٹری نہیں وہ لاعلم بے سمجھ ہے اسی طرح
رسالت امامت کا عہدہ تبلیغ احکام ہے۔ حاضر ناظر مشکل کشائی وغیرہ ذاتی کمالات
ہیں۔ لہذا جو کہے نبی اور امام مبلغ احکام خدا ہے وہ کسی کو کچھ دینے لینے کی طاقت
نہیں رکھتا غیب نہیں رکھتا مشکل کشائی نہیں کر سکتا وہ جاہل بے علم معرفت سے دور ہے
کیونکہ رسالت امامت عہدہ ہے اور یہ امور ذاتی کمالات ہیں لہذا میں حاضر و ناظر کے
متعلق لکھتا ہوں۔ حاضر کے لغوی معنیٰ سامنے موجود ہونا حضرۃ المجلس القاضی و
حاضر الغائب حضوراً قدم من غیبتہ لغات المصباح المنیر اور چند معنی ناظر کے ہیں دیکھنے
والا۔ آنکھ کا تل۔ نظر۔ ناک کی رگ آنکھ کا پانی۔ والناظر السواد الاصغر من العین
الذی یُبصر بہ الانسان شخصہ المصباح المنیر والناظر السواد فی العین او
البصر بنفسہ وعرق فی الانف وفیہ ماءُ البصر قاموس اللغات الناظر
فی المقلۃ السواد الاصغر الذی فیہ انسان العین مختار الصحاح ابن
ابی بکر رازی جہاں تک ہماری نظر کام کرے ہم ناظر ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس

ہو یعنی تعریف کر سکیں وہاں تک حاضر ہیں۔ ہم آسمان تک دیکھ سکتے ہیں تو آسمان تک ناظر ہیں۔
لیکن حاضر نہیں کیونکہ وہاں تک ہماری دسترس نہیں ہے اور جن اشیاء کو ہم دیکھ بھی رہے ہیں ہاتھ
بڑھا کر ان کو اٹھا بھی سکتے ہیں وہاں تک ہم ناظر بھی ہیں اور حاضر بھی اصطلاح اسلام میں حاضر ناظر
کے یہی معنی مراد ہیں یعنی نبی اور امام قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالمین کو مثل کف دست
دیکھ رہا ہے نزدیک و دور کی آوازیں سن رہا ہے ایک لمحہ میں تمام عالمین کی سیر کر رہا ہے حاجت
مندوں کی حاجت روائی کر رہا ہے یہ کمال روحانی ہے یا جسمانی جسم مثالی سے یا وہ جسم جو قبر میں ہے
یا حیات ظاہری میں کسی ایک جگہ موجود ہے ارشاد قدرت ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ جان لو کہ تم سب میں،
رسول اللہ قدرت کا یہ خطاب ازواج یا اہل بیت سے نہیں بلکہ تمام امت سے ہے اور وقتی طور پر صحابہ سے
صحابہ بھی ایک جگہ پر نہیں تھے بلکہ مقامات پر مختلف شہروں اور قصبوں میں تھے تو حضور ہر جگہ امت کے ساتھ
اور امت ہر جگہ موجود لہذا آپ ہر جگہ موجود نیز ارشاد قدرت ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ
اے رسول کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کو کہ کیا حال کیا۔ واقعہ اصحاب فیل
اور قوم عاد حضور کی ظاہرہ ولادت سے پہلے کا ہے اور فرمایا خدا نے الم تر کیا آپ نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے
نیز ملاحظہ ہو اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ کیا انہوں نے نہ دیکھا ان سے پہلے ہم نے کتنی قومیں ہلاک کر ڈالیں
یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور کفار نے اپنے پہلوں کو نہیں دیکھا۔ مگر فرمایا گیا
کیا نہ دیکھا لہذا کفار بھی اپنی پیدائش سے پہلے وہاں موجود نہ تھے اور حضور بھی نہیں۔ تو
پھر معاذ اللہ یہ آیات قرآن لغو ہوئیں نہیں دیکھا دونوں نے۔ حضور موجود تھے۔ کفار
موجود نہ تھے مگر وہ اجڑے ہوئے تباہ شدہ مکانات برباد مکہ کے کھنڈرات دیکھتے
تھے کفار مکہ ان کھنڈرات سے اپنے سفروں میں گزارا کرتے تھے۔ اس لیے فرمایا گیا ہے
کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔ تو یہ ان کھنڈرات کو دیکھ کر عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ رسول
پاک نے ظاہرًا نہ دنیا کی سیر فرمائی اور نہ قوم عاد کے اُجڑے ہوئے ملک کو دیکھا اس لئے
ماننا پڑتا ہے کہ حضور کا یہاں نور ذات سے دیکھنا مراد ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا
رَّحِيْمًا ۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے محبوب تمہارے حضور حاضر
ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کیلئے ارشاد فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ
قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ گنہگاروں کی بخشش کی سبیل

صرف یہ ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر شفاعت کے طلبگار ہوں اور حضور کریمانہ شفقت فرمائیں اور یہ آیت میں نہیں ہے کہ مدینہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے طلبگار ہوں۔ اگر یہ ہو تو فقیر، غریب، محتاج مدینہ پہنچنے سے قاصر ہے اور بخشش بھی پھر نہیں ہو سکتی۔ اور مالدار بھی تمام عمر میں ایک دفعہ یا زیادہ سے زیادہ دو بار مدینہ آتے ہیں اور گناہ دن رات کرتے ہیں۔ لہذا تکلیف مافوق الطاقت لہذا مطلب صاف یہ ہے وہ تمہارے پاس موجود ہیں۔ تم جہاں بھی ہو لہذا ان کے حضور میں حاضر ہو جاؤ۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا پس کیا ہوگا جب ہم ہر امت میں سے بلائیں گے ان کا حال بتانے والا اور اے محبوب تم ان سب کے حال بتانے والے ہو گے۔ دوسری آیت يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اے نبی تحقیق ہم نے تجھکو شاہد اور بشیر و نذیر بنا کر اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا اور سراج المنیر بنا کے بھیجا ہر دو آیات میں لفظ شہید اور شاہد ہے دونوں شہد سے ہیں اور لفظ شہید جب متعدی بنفسہ ہو تو اس کا معنی حضر ہوتا ہے ورنہ علمہ۔ لہذا دونوں جگہ حاضر اور ناظر معنی میں استعمال ہوتا ہے اس موضوع پر آیات قرآنیہ بہت ہیں میں ان ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالی کیلئے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر کیونکہ اگر یہ کہا جائے تو اللہ جگہ میں محدود ہو جائے گا اور جو جگہ میں محدود ہو جائے وہ خدا نہیں لہذا خدا اس سے بالاتر ہے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صفت خدا نہیں بلکہ یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام ہے اور ان ذوات قدسیہ کو حاضر و ناظر کہنا ایمان ہے کفر نہیں ہے يَا حَاضِرُ يَا نَاظِرُ لَيْسَ بِكُفْرٍ در مختار جلد سوم باب المرتدین اے حاضر اے ناظر کہنا کفر نہیں ہے نیز اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا کَانَّهٗ لما کان اول مخلوق خلقہ اللہ کان شاهدًا بوحدانیتہ الحق وشاهدًا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والارکان والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک والجن والشیطن والانسان وغیر ذالک لئلا یشذ عنہ ما یمکن للمخلوق واسرار افعالہ وعجائبہ فشاهد خلقہ وماجری اللہ علیہ من الاکرام والاخراج من الجنۃ بسبب المخالفۃ وما تاب اللہ علیہ الی اخر ماجری اللہ علیہ وشاهد خلق ابلیس وماجری علیہ قال بعض الکبار ان مع کل سعید رفیقۃ من روح النبی علیہ السلام هی الرقیب العتید علیہ ولما قبض

الروح المحمدی من آدم الذی کان به دائماً لا یُفِلُّ تفسیر روح البیان پارہ ۲۶
سورہ فتح زیر آیت انا ارسلنٰک کیونکہ حضور اللہ کی پہلی مخلوق ہیں اس لئے اس کی واحدنیت
کے گواہ ہیں اور ان چیزوں کو مشاہدہ کرنے والے ہیں جو عدم سے وجود میں آئے ارواح
نفوس۔ اجسام معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ فرشتے اور انسان وغیرہ تاکہ آپ سے اوپر
رب کے وہ اسرار اور عجائب مخفی نہ رہیں جو کسی مخلوق کیلئے ممکن ہیں پس حضور نے حضرت
آدم کا پیدا ہونا ان کی تعظیم ہونا اور خطا پر جنت سے علیحدہ ہونا اور پھر توبہ قبول ہونا آخر تک
کے سارے معاملات جو ان پر گذرے سب کو دیکھا اور ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اس پر
گذرا اس کو بھی دیکھا۔ بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ہر سعید کے ساتھ حضور رہتے ہیں اور یہی
رقیب عتید سے مراد ہے جس وقت ذات محمدی حضرت آدم سے دور ہوئی تو ان سے ترک اولی
ہوا ایک حدیث میں ہے جب زانی زنا کرتا ہے تو روح ایمان اس سے نکل جاتی ہے روح
البیان میں بیان ہی ہے کہ روح سے مراد جناب محمد مصطفیٰ کی ذات گرامی ہے۔ اَقِیْمُوْا صُفُوْ
فَکُمْ فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَائِیْ (مشکوۃ باب تویہ) اپنی صفیں سیدھی رکھو کیونکہ ہم تم کو
اپنے پیچھے سے بھی دیکھتے ہیں۔ وے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت مطلع است بر مقربان
درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است (مجمع البرکات شیخ عبدالحق محدث دہلوی حضور علیہ السلام
امت کے احوال اعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچانے والے اور حاضر و
ناظر ہیں۔ باایں چندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علماء امت ہست یک کس را دریں مسئلہ خلافی
نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است
و بر اعمال امت حاضر و ناظر است و طالبان حقیقت را و توجہاں آنحضرت را مفیض و مربی است
(اوخال الشان) اس اختلاف و مذاہب کے باوجود جو علماء میں ہے اس میں کسی کا اختلاف
نہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقی زندگی سے بغیر تاویل مجاز کے احتمال کے باقی اور دائم ہیں
اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت کے طلبگار اور حاضرین بارگاہ کے فیض
رساں اور مربی ہیں سنی علامہ امام غزالی لکھتا ہے اِذَا دَخَلْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَاِنَّہٗ علیہ
السلام یحضر فی المسجد جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہم السلام کو سلام کرو کیونکہ
آپ مسجدوں میں ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ نماز یں تشہد کے اندر
حضور پر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیُّھَا النبی کہہ کر سلام کرے بعضے عرفا گویند کہ ایں خطاب بجہت

سریان حقیقت محمدیہ است در ذراند موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ شود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد اشعۃ اللمعات کتاب الصلواۃ بعض عارفین نے کہا ہے کہ تشہد میں یہ خطاب اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہے پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ قربت کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے واقف ہو جائے غرضکہ سنی اور شیعہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ ان ہی کی صفت ہے نہ کہ خدا کی صفت ہے کیونکہ خداوند کریم وہ ذات ہے لایجوری عَلَیْہِ زَمَانٌ ولا یَشْتَمِلُ علیہ مکانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرتا ہے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے ان کی عمریں ہوتی ہیں جیسے چاند سورج انسان وغیرہ لہذا خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنا بے دینی ہے یہ صفت محمد وآل محمد علیہم السلام کی ہے اور ان میں یہ صفت بالذات نہیں بلکہ بعطائے الٰہی ہے اور اس کو ماننا عین ایمان ہے مولائے کائنات کا ایک وقت میں چالیس جگہ حاضر ہونا حیات رسالت میں ثابت ہے جناب مولائے امیرالمومنین نے فرمایا ہے۔ مومن۔ منافق۔ کافر مشرک کوئی آدمی نہیں مرتا جب تک میں اس کے سرہانے جاکر حکم نہ دوں ایک وقت میں روئے زمین پر کتنی موتیں واقع ہو رہی ہیں ہر جگہ علی موجود ہے اور جب نکیرین قبر میں آتے ہیں تو سرہانے مولا کی کرسی لگتی ہے فرشتے تیرا رب کون ہے رسول کون ہے دین کیا ہے قبلہ کیا ہے اور امام کیا ہے کتاب کیا ہے ان تمام سوالوں کے جواب کے بعد جب میت بتا دیتی ہے اللہ میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا نبی ہے اور اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے جناب علی میرا پہلا امام ہے اور امام حسن سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک نام بتا دیتا ہے اس وقت فرشتے پوچھتے ہیں۔ مَاتَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ۔ صحیح بخاری باب المیت اور مشکواۃ باب المیت کیا کہتا ہے تو اس مرد کے بارے میں یعنی پانچوں سوالوں کے جواب دینے پر نجات ہی نجات ہے اس پر کہ یہ کرسی پر بیٹھنے والا کون ہے صاحب عرفان مومن فوراً بتا دے گا یہ میرا مولا علی ہے ایک وقت میں کتنی قبریں بنتی ہیں روئے زمین پر اور ہر جگہ مولا قبر میں تشریف لاتے ہیں امام زین العابدین نے فرمایا جہاں اور جب مجلس امام حسین علیہ السلام بپا ہوتی ہے چہاردہ

معصوم اور شہداتے کربلا میری پھوپھی زینب جناب سکینہ کو لے کر ضرور حاضر ہوتی ہیں۔ایک وقت میں خطہ ارضی پر کتنی مجالس ہوتی ہیں اور کہاں کہاں یہ ہستیاں موجود ہوتی ہیں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تمام رونے والوں کے ساتھ ہے اور ان کے آنسو اپنے رومال میں لیتی ہیں لہٰذا، محمد و آل محمد علیہم السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار قرآن کا انکار اسلام۔توحید۔اور ایمان کا انکار ہے اب رہی یہ بات محمد مصطفیٰ مولا علی مدینہ اور نجف میں ہیں امام حسین کربلا میں ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں تو آپ لوگ مدینہ نجف اور کربلا کیوں جاتے ہیں لہٰذا خداوند کریم ہر جگہ ہے تم لوگ کعبہ میں کیوں جاتے ہو کیا محمد و آل محمد علیہم السلام چکلہ اور گندی نالی میں ہیں اگر ہیں تو ان کی توہین نہیں لہٰذا کیا خداوند کریم چکلے میں شراب خانے قمار خانہ میں اور گندگی نالی میں ہے اگر ہے تو اس کی توہین نہیں جو جواب اس کا وہ ہی محمد و آل محمد کے بارے میں ہے خداوند کریم عقل کی دولت دے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات پڑھنے کی طاقت دے اور سیرت کو سمجھنے کی توفیق دے۔

کیا خداوند کریم نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے متعلق بھی یہ حکم دیا ہے کہ

بَقِيَّةُ اللّٰه:

صاحبان ایمان اپنی تکالیف مصائب۔مشکلات میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور جناب فاطمہ زہرا جناب علی علیہ السلام دیگر ائمہ معصومین کو پکاریں۔آواز دیں۔مدد مانگیں۔حاجات طلب کریں۔جبکہ اس نے یہ فرمایا ہے۔اياك نعبد واياك نستعين۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں لہٰذا کسی کو مددگار حاجت روا مشکل کشا ماننا گناہ اور شرک ہے ہاں ان کو مشکل کشا حاجت روا مانو اور مدد کیلئے پکارو جن کو ان کاموں کیلئے اللہ نے مقرر کیا ہے لہٰذا سرکار رسالت اور ائمہ معصومین نے کئی جگہ اپنے خطبات میں فرمایا ہے۔نَحْنُ وَجْهُ اللّٰهِ نَحْنُ بَابُ اللّٰهِ نَحْنُ نَفْسُ اللّٰهِ نَحْنُ آيَاتُ اللّٰهِ نَحْنُ جَنْبُ اللّٰهِ نَحْنُ عَيْنُ اللّٰهِ نَحْنُ بَيْتُ اللّٰه نَحْنُ لِسَانُ اللّٰهِ نَحْنُ صِبْغَةُ اللّٰه نَحْنُ بَقِيَّةُ اللّٰهِ۔ نَحْنُ صِرَاطُ اللّٰهِ وغیرہ لہٰذا اب قرآن پاک میں آیتیں اور حکم خداوندی کو پڑھ کر ایمان کو درست کرکے سر جلاء العیون سے جلاء العیون حاصل کیجئے۔ارشاد ربانی ہے بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ٥ (هود) بقیۃ اللہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تمہارے اوپر نگہبان نہیں ہوں بقیۃ اللہ نگران نگہبان۔محافظ ہے ہر طرح سے بیماری بے روزگاری بے اولادی بے عزتی۔پریشانی۔حیرانی۔گھبراہٹ

معصوم اور شہداء سے کربلا میری پھوپھی زینب جناب سکینہ کو لے کر ضرور حاضر ہوتی ہیں۔ ایک وقت میں خطہ ارضی پر کتنی مجالس ہوتی ہیں اور کہاں کہاں یہ ہستیاں موجود ہوتی ہیں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تمام رونے والوں کے ساتھ ہے اور ان کے آنسو اپنے رومال میں لیتی ہیں لہذا محمد و آل محمد علیہم السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار قرآن کا انکار اسلام۔ توحید۔ اور ایمان کا انکار ہے اب رہی یہ بات محمد مصطفےٰ مولا علی مدینہ اور نجف میں ہیں امام حسین کربلا میں ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں تو آپ لوگ مدینہ نجف اور کربلا کیوں جاتے ہیں لہذا خداوند کریم ہر جگہ ہے تم لوگ کعبہ میں کیوں جاتے ہو کیا محمد و آل محمد علیہم السلام چکلہ اور گندی نالی میں ہیں اگر ہیں تو ان کی توہین نہیں لہذا کیا خداوند کریم چکلے میں شراب خانے قمار خانہ میں اور گندگی نالی میں ہے اگر ہے تو اس کی توہین نہیں جو جواب اس کا وہ ہی محمد و آل محمد کے بارے میں ہے خداوند کریم عقل کی دولت دے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات پڑھنے کی طاقت دے اور سیرت کو سمجھنے کی توفیق دے

کیا خداوند کریم نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے متعلق بھی یہ حکم دیا ہے کہ

بَقِيَّةُ اللهِ: صاحبان ایمان اپنی تکالیف مصائب۔ مشکلات میں جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور جناب فاطمہ زہرا جناب علی علیہ السلام دیگر ائمہ معصومین کو پکاریں۔ آواز دیں۔ مدد مانگیں۔ حاجات طلب کریں۔ جبکہ اس نے یہ فرمایا ہے۔ اياك نعبد واياك نستعين۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں لہذا کسی کو مددگار حاجت روا مشکل کشا ماننا گناہ اور شرک ہے ہاں ان کو مشکل کشا حاجت روا مانو اور مدد کیلئے پکارو جن کو ان کاموں کیلئے اللہ نے مقرر کیا ہے لہذا سرکار رسالت اور ائمہ معصومین نے کئی جگہ اپنے خطبات میں فرمایا ہے۔ نَحْنُ وَجْهُ اللهِ نَحْنُ بَابُ اللهِ نَحْنُ نَفْسُ اللهِ نَحْنُ آيَاتُ اللهِ نَحْنُ جَنْبُ اللهِ نَحْنُ عَيْنُ اللهِ نَحْنُ بَيْتُ اللهِ نَحْنُ لِسَانُ اللهِ نَحْنُ صِبْغَةُ اللهِ نَحْنُ بَقِيَّةُ اللهِ۔ نَحْنُ صِرَاطُ اللهِ وغیرہ لہذا اب قرآن پاک میں آیتیں اور حکم خداوندی کو پڑھ کر ایمان کو درست کر کے سر جلاء العیون سے جلاء العیون حاصل کیجئے۔ ارشاد ربانی ہے بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ (ھود) بقیۃ اللہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تمہارے اوپر نگہبان نہیں ہوں بقیۃ اللہ نگران نگہبان۔ محافظ ہے ہر طرح سے بیماری بے روزگاری بے اولادی بے عزتی۔ پریشانی۔ حیرانی۔ گھبراہٹ

غرضکہ ہر کام میں اللہ نے صاحبان ایمان پر محافظ بنایا ہے بقیۃ اللہ اور خود فرمایا ہے
میں اب تمہارے اوپر محافظ نہیں یعنی مصائب میں مشکلات۔ پریشانیوں میں مقدمات بغربت
ہو رزق نہ ہو بیماری ہو تو میں نے تمہارے اوپر اے صاحبان ایمان بقیۃ اللہ کو مقرر
کر دیا ہے اب تم لوگ اس ہی کو پکارنا وہ تمہاری ہر طرح سے مدد کرے گا جو مانگو گے
وہ دے گا وہ ہم سے جدا نہیں اور ہم اس سے علیحدہ نہیں اس کا فعل ہمارا فعل اس کا
قول ہمارا قول اس کا دینا ہمارا دینا اس کا انکار ہمارا انکار جو بھی مومن ہے وہ بقیۃ اللہ
سے مانگے بقیۃ اللہ سے مراد جو اللہ نے باقی رکھا۔ یعنی جسکو بقا ہے فنا نہیں۔ موت نہیں
اور کائنات میں جن کو موت نہیں فنا نہیں وہ ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام ان کے گھر جلا ئے
در گرائے زہر دیا۔ تیروں سے لاش کو چھلنی کیا اور سم اسپاں سے جسم اقدس پامال کیا مگر وہ
زندہ ہیں۔ وہ کھاتے پیتے اور چلتے پھرتے ہیں مگر ہم کو ان کی خوراک اور زندگی کا شعور نہیں
ارشاد قدرت ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ امواتاه بل احیا۔ اور نہ کہو
تم جو سبیل اللہ میں قتل ہو جائے اموات مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ سبیل اللہ ہے محمد و آل محمد
علیہم السلام کی محبت۔ اطاعت تابعداری اور ان کی مخالفت ہے طاغوت کی محبت شیطان
کی اطاعت ظلم کی تابعداری اس لئے فرمان رسول ہے مَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ
مَاتَ شَهِيدًا جو آل محمد کی محبت میں مرجائے وہ شہید زندہ ہے اور زندہ رہنے کا نام
بقا اور یہ زندگی اور بقا میں فرق ہے لباس خاک میں بشر ہو کر سینۂ زمین پر رہنے کا
نام زندگی اور بشریت کے لباس کو چاک کر کے انسانی جامے میں اصلی صورت میں رہنے
کا نام ہے بقا۔ جو آل محمد اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جسکو سبیل اللہ
کہا گیا ہے جان دیدے وہ مسلمانوں کی نظر میں اور قرآن میں شہید ہے اور شہید مردہ
نہیں زندہ ہے وہ رزق بھی پاتا ہے چلتا ہے پھرتا ہے لوگوں کی آواز کو سنتا ہے اور ان
کی مدد بھی کرتا ہے جب محمد و آل محمد علیہ السلام کی محبت میں جان دینے والا شہید زندہ ہے
بقا پا گیا تو اب محمد و آل محمد علیہ السلام مردہ کیسے وہ بھی باقی ہیں زندہ ہیں لہذا جناب مصطفٰے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ زہرا جناب مطلبے کائنات حلال مشکلات علی مرتضٰے جناب فاطمہ
زہرا و امام حسن مجتبٰے۔ امام حسین مظلوم کربلا۔ زین العابدین۔ امام محمد باقر۔ امام جعفر
صادق امام موسیٰ کاظم جضرت امام علی رضا۔ حضرت امام محمد تقی جناب امام علی تقی اور حضرت

حسن عسکری نیز قائم آل محمد یہ ذوات قدسہ باقی ہیں اور قیامت تک قیامت کے بعد تک یہ زندہ ہیں باقی ہیں بقیۃ اللہ ہیں چلتے ہیں پھرتے ہیں لوگوں کی اور دیگر مخلوق کی آواز کو سن رہے ہیں۔ جو بھی جس حال میں ان کو پکار رہا ہے یہ اس کو آواز بھی دے رہے ہیں یہ الگ بات ہے کوئی اس آواز کو نہ سن سکے چہاردہ معصوم از خلقت کائنات تا قیامت اور بعد قیامت بقیۃ اللہ ہیں تمام عالم کو فنا ہے صرف وہ زندہ رہے گا جس کا واسطہ ان ذوات مقدسہ سے ہے دور آدمؑ زمانہ نوحؑ۔ عصر خلیلؑ۔ وقتِ کلیمؑ لمحاتِ زندگی عیسٰیؑ میں یہی بقیۃ اللہ تھے اور آج تک ہیں نیز قیامت تک بعد قیامت تک اگر یہ بقیۃ اللہ نہیں تو مسلمانوں سے چیلنج ہے وہ بتائیں بقیۃ اللہ محمد و آل محمدؐ علیہم السلام کے علاوہ کون ہیں۔ اور یقیناً نہیں بتا سکتے کیونکہ اور کوئی نہیں ہیں صرف یہی ہیں جب یہ ہی ذواتِ مقدسہ بقیۃ اللہ ہیں تو پروردگار عالم خالق ارض و سما نے ان ذوات مقدسہ بقیۃ اللہ کو مومنین پر محافظ بنایا ہے مومنین اپنے مصائب دکھ درد بیماری میں ان کو پکارتے ہیں اور پکارتے رہیں گے جو مومن نہیں وہ ان کو نہیں پکارتے اور نہ وہ لوگ ان کی امداد کے قائل ہیں جب وہ اللہ اور اس کے کلام کو ہی نہیں مانتے اور ان ایات کو اپنی مرضی سے جدھر چاہیں موڑ لیتے ہیں اور جو چاہیں مطلب نکال لیتے ہیں پھر محمد و آل محمدؐ علیہم السلام کی ان بے ایمان لوگوں کی نظر میں کیا حیثیت ہے مولا کے قنبر جناب فاطمہ امام حسنؑ اور حسینؑ دیگر ائمہ معصومین بہ حاجت۔ حاجت روا مشکل کشا ہیں ہی مومنین کے لئے غیر جائیں جہنم میں۔ پولیس۔ مجسٹریٹ۔ ڈپٹی کمشنر۔ وکیل۔ ڈاکٹر سے یہ تکالیف میں مدد مانگ لیتے ہیں اور مدرسوں کا سالانہ جلسہ کرکے رئیسوں سے روپیہ زمینداروں سے گندم وغیرہ مانگ لیتے ہیں اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے اگر مومن بقیۃ اللہ سے مانگے یا اس کو آواز دے تو کفر اور شرک کا فتویٰ اللہ اور غیر اللہ کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان میں مشرکوں کافروں منافقوں کی عورتیں جو بانجھ ہیں ڈاکٹروں کے پاس آتی ہیں بیماری دور کریں اولاد ہو تو کیا یہ عورت مشرک ہو گئی نہیں دنیا عالم اسباب ہے بتائیں یہ لوگ خالق نے کب ان کی مدد کی کوئی ذریعہ وسیلہ بنایا اس سے مدد ہو گئی وہ وسیلے کا محتاج ہے اگر خود وہ کرے تو اللہ نہ رہے۔ جب بچہ پیدا ہونے کیلئے عورت۔ مرد۔ دائی۔ ڈاکٹر وغیرہ وسیلہ پیدا کیا اسی طرح بیماری سے بچنے کیلئے اور حصول رزق کیلئے کوئی بھی ان اسباب کو خدا نہیں کہتا اور نہ کہنے کیلئے تیار ہے ان تمام عالمین کے

اسباب میں جو سب سے بلند و بالا پائیدار مستقل نہ فنا ہونے والا ہے وہ بقیۃ اللہ اور صاحب عقل ہمیشہ ایسے کو مدد کیلئے پکارتا ہے جو سرکاری طور پر حکومت کا مقرر کردہ ہو بے طمع ہو لالچ نہ ہو اور خود غرض نہ ہو جس وقت جب بھی اس کو آواز دی جائے آندھی ہو زلزلہ ہو سیلاب ہو طوفان ہو دوپہر ہو آدھی رات ہو گھر ہو شہر بازار گاؤں، قصبہ جنگل، صحرا دریا کا کنارہ یا دریا کے بیچ مچھلی کے پیٹ میں ہو یا غار میں پہاڑ کے اوپر ہو کسی اژدہے کے منہ میں خیبر کے آگے ہو یا بستر مرگ پر ہسپتال میں۔ ڈاکوؤں کے نرغہ میں ہو یا زیر تلوار۔ زندان میں ہو یا تختہ دار پہ صاحب زبان ہو یا گونگا۔ بلند آواز سے پکار رہا ہو یا آہستہ زبان سے یا دل سے سر شام یا پچھلی رات کو جو بھی وقت ہو کوئی وقت مقرر نہیں یا محمدؐ یا علیؑ یا فاطمہؑ یا حسنؑ یا حسینؑ چہاردہ معصومین میں سے جس بقیۃ اللہ کا نام لیا وہ تشریف لائے مدد کی اور گئے نہ ان کے آنے کا پتہ چلا اور نہ جانے کا علم ہوا تو یہ کہ وہ تکلیف چلی گئی مومن کا ایمان ہے کہ بقیۃ اللہ ہمارا محافظ ہے اولاد۔ مال رزق۔ شفا زندگی ادائیگی قرض۔ بخت اور حصول تخت غرضکہ تمام آفات و بلیات اور نماز روزہ اعمال عبادت ریاضت میں ان کو آواز دے رہا ہے وہ باذن اللہ تمام امور میں امداد فرما رہے کافر۔ مشرک۔ منافق انکاری ہے اور اعتراض کر رہا ہے کرتا رہے گا محمد و آل محمد علیہم السلام اہل ایمان کی مدد بحکم خدا تا قیامت اور بعد قیامت فرماتے رہیں گے خداوند کریم مسلمانوں کو سوانح حیات محمد و آل محمد علیہم السلام جلاء العیون پڑھنے کی توفیق دے اور ایمان کی دولت سے مالا مال کرے پھر یہ بھی بقیۃ اللہ کو پکاریں اپنے مصائب میں

ختم شدہ

خادم الشریعت

سید ظہور الحسن کوثر بن سید مہر علی شاہ عفا اللہ عنہما

خطیب شیعہ

محلہ دیگراں ہمایوں روڈ ملتان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

اصول کافی جلد اوّل

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
باب ۲۳	اخذ بالسنۃ وشواہد کتاب	۱۴۰
	کتاب التوحید	
باب ۱	حدوث عالم واثبات المحدث	۱۴۵
باب ۲	اس کا بیان کہ اللہ شے ہے	۱۶۴
باب ۳	وہ نہیں پہچانا گیا مگر اپنی ذات سے	۱۶۷
باب ۴	ادنیٰ معرفت	۱۶۹
باب ۵	باب المعبود	۱۷۱
باب ۶	باب الکون والمکان	۱۷۳
باب ۷	باب النسبت	۱۷۸
باب ۸	کیفیت میں کلام کرنے کی ممانعت	۱۸۰
باب ۹	ابطال رویت	۱۸۴
باب ۱۰	اس وصف کی نہی جو خدا نے اپنے لیے نہیں بیان کیا	۱۹۴
باب ۱۱	نہی جسم وصورت	۱۹۹
باب ۱۲	[illegible] - صفات الذات	۲۰۴
باب ۱۳	تتمہ باب سابق	۲۰۸
باب ۱۴	ارادہ صفات فعل سے ہے اور تمام صفات فعل	۲۱۰
باب ۱۵	حدوث الاسماء	۲۱۵
باب ۱۶	اسماء کے معنی اور ان کا اشتقاق	۲۱۹
باب ۱۷	تتمہ باب سابق - اسمائے اللہ اور اسمائے مخلوق کے معنی میں فرق	۲۲۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
باب ۱۸	تاویل لفظ صمد	۲۳۴
باب ۱۹	حرکت وانتقال	۲۳۷
باب ۲۰	بیان عرش وکرسی	۲۴۳
باب ۲۱	بیان روح	۲۵۴
باب ۲۲	جوامع التوحید	۲۵۵
باب ۲۳	باب النوادر	۲۶۱
باب ۲۴	باب البداء	۲۷۶
باب ۲۵	سات چیزوں کے بغیر آسمان و زمین میں کچھ پیدا نہیں ہوسکتا	۲۸۴
باب ۲۶	باب مشیئت وارادہ	۲۸۶
باب ۲۷	ابتلاء واختیار	۲۹۱
باب ۲۸	سعادت وشقاوت	۲۹۱
باب ۲۹	خیر وشر	۲۹۴
باب ۳۰	الجبر والقدر والامر بین الامرین	۲۹۶
باب ۳۱	الاستطاعۃ	۳۰۵
باب ۳۲	بیان وتعریف ولزوم حجت	۳۰۹
باب ۳۳	تتمہ باب سابق	۳۱۲
باب ۳۴	مخلوق پر خدا کی حجتیں	۳۱۳
باب ۳۵	ہدایت من جانب اللہ ہے	۳۱۵

۱۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ وما ظلمونا الخ کے متعلق کہ ذات باری تعالیٰ بہت زیادہ بزرگ و برتر اور اجل و ارفع ہے اس سے کہ اس پر ظلم کیا جائے بلکہ اس نے اپنے نفس سے مراد ہمارے نفوس لئے ہیں اس نے ہمارے اوپر ظلم کو اپنا ظلم قرار دیا ہے اور ہماری ولایت کو اپنی ولایت بتایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنو یعنی وہ امام جو ہم میں سے ہیں دوسرے موقع پر فرمایا ۔ وما ظلمونا ولکن کانوا انفسہم یظلمون ۔

باب بست و چہارم (۲۴)

باب البداء

٥(بَابُ الْبَدَاءِ)٥

۱۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَجَّالِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ثَعْلَبَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَحَدِهِمَا عليهما السلام قَالَ: مَا عُبِدَ اللهُ بِشَيْءٍ مِثْلِ الْبَدَاءِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام مَا عُظِّمَ اللهُ بِمِثْلِ الْبَدَاءِ.

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا کی عبادت بدا کی برابر اور کسی چیز سے نہیں کی گئی اور بروایت ہشام بن سالم، حضرت نے فرمایا بدا کی برابر عظمت الٰہی کا اظہار اور کسی چیز سے نہیں ہوا۔

۲۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَحَفْصِ ابْنِ الْبَخْتَرِيِّ وَغَيْرِهِمَا، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: «يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ» قَالَ: فَقَالَ: وَهَلْ يُمْحَى إِلَّا مَا كَانَ ثَابِتاً وَهَلْ يُثْبَتُ إِلَّا مَا لَمْ يَكُنْ.

۲۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا یمحو اللہ ما یشاء و یثبت
فرمایا محو ہوگی وہی چیز جو پہلے ثابت ہوا اور نہیں ثابت مگر وہی چیز جو پہلے نہ ہو۔

٣- عَلِيٌّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً حَتَّى يَأْخُذَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ خِصَالٍ: الْإِقْرَارَ لَهُ بِالْعُبُودِيَّةِ وَخَلْعَ الْأَنْدَادِ وَأَنَّ اللهَ يُقَدِّمُ مَا يَشَاءُ وَيُؤَخِّرُ مَا يَشَاءُ.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے، خدا نے کسی کو نبی نہیں بنایا جب تک تین باتوں کا عہد نہیں لے لیا اول اس کا اقرار کہ وہ خدا کا بندہ ہے دوسرے خدا کا کوئی شریک نہیں تیسرے خدا جس کو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موخر کرتا ہے۔

٤- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ حُمْرَانَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «قَضَى أَجَلاً وَأَجَلٌ مُسَمًّى عِنْدَهُ» قَالَ هُمَا أَجَلَانِ: أَجَلٌ مَحْتُومٌ وَأَجَلٌ مَوْقُوفٌ.

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سورۂ انعام کی اس آیت کے متعلق پوچھا و قضی اجلاً و اجل مسمی۔ فرمایا موت دو قسم کی ہوتی ہے ایک اجل محتوم یعنی جس کا علم خدا کے بعض بندوں کو ہو جیسے انبیاء کو بعض لوگوں کی موت کا وقت بتا دیا جاتا ہے دوم اجل موقوف جس کا علم خدا کے سوا دوسرے کو نہیں ہوتا۔

٥- أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِالْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْحَسَنِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ خَلَفِ بْنِ حَمَّادٍ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ مَالِكٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: «أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئاً» قَالَ: فَقَالَ: لَا مُقَدَّراً وَلَا مُكَوَّناً، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ: «هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئاً مَذْكُوراً» فَقَالَ: كَانَ مُقَدَّراً غَيْرَ مَذْكُورٍ.

۵۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سورۂ مریم کی اس آیت کے متعلق، ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا، پہلے درآنحالیکہ وہ کچھ نہ تھا حضرت نے فرمایا نہ اس کی کوئی صورت تھی نہ رحم اور نہ استقرار، پھر میں نے سورۂ دہر کی اس آیت کے متعلق پوچھا کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا کہ وہ کوئی ذکر کی ہوئی چیز نہ تھا فرمایا علم الٰہی میں تھا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔

٦۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ: فَعِلْمٌ عِنْدَ اللهِ مَخْزُونٌ لَمْ يُطْلِعْ عَلَيْهِ أَحَداً مِنْ خَلْقِهِ وَ عِلْمٌ عَلَّمَهُ مَلَائِكَتَهُ وَ رُسُلَهُ، فَمَا عَلَّمَهُ مَلَائِكَتَهُ وَ رُسُلَهُ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لَا يُكَذِّبُ نَفْسَهُ وَلَا مَلَائِكَتَهُ وَلَا رُسُلَهُ وَعِلْمٌ عِنْدَهُ مَخْزُونٌ يُقَدِّمُ مِنْهُ مَا يَشَاءُ وَيُؤَخِّرُ مِنْهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ مَا يَشَاءُ.

۶۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم تو وہ ہے جو خدا کے پاس ہے اور کسی دوسرے کو اس پر اطلاع نہیں اور ایک علم وہ جو اس نے ملائکہ و مرسلین کو دیا ہے اور جو اس نے فرشتوں اور رسولوں کو علم دیا ہے تو اس میں نہ وہ اپنے نفس کی تکذیب کرتا ہے اور نہ اپنے ملائکہ اور مرسلین کی اور جو علم اس کے پاس محفوظ ہے اس میں وہ جس چیز کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے

٧۔ وَ بِهٰذَا الْأَسْنَادِ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنِ الْفُضَيْلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: مِنَ الْأُمُورِ أُمُورٌ مَوْقُوفَةٌ عِنْدَ اللهِ يُقَدِّمُ مِنْهَا مَا يَشَاءُ وَيُؤَخِّرُ مِنْهَا مَا يَشَاءُ.

۷۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سُنا کچھ امور ایسے ہیں جن کا علم صرف اللہ کو ہے وہ جسے چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے۔

٨۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ سَمَاعَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، وَ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ:

اِنَّ لِلّٰهِ عِلْمَيْنِ عِلْمٌ مَكْنُونٌ مَخْزُونٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا هُوَ، مِنْ ذٰلِكَ يَكُونُ الْبَدَاءُ وَعِلْمٌ عَلَّمَهُ مَلَائِكَتَهُ وَرُسُلَهُ وَأَنْبِيَاءَهُ فَنَحْنُ نَعْلَمُهُ.

۸۔ راوی کہتا ہے فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ کے علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم مکنون و مخزون ہے خدا کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا اور اسی سے بدا کا تعلق ہے اور ایک وہ علم ہے جو اس نے اپنے ملائکہ اور مرسلین و انبیاء کو دیا ہے ہمارے علم کا تعلق اسی سے ہے۔

۹۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام قَالَ: مَا بَدَا لِلّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا كَانَ فِي عِلْمِهِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ لَهُ.

۹۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ کسی چیز میں اللہ کے لیے بدا واقع نہیں ہوا مگر یہ کہ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ اس کے علم میں تھا

۱۰۔ عَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْدُ لَهُ مِنْ جَهْلٍ.

۱۰۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ خدا کو جہالت سے کبھی بدا واقع نہیں ہوا۔

۱۱۔ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام هَلْ يَكُونُ الْيَوْمَ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ فِي عِلْمِ اللّٰهِ بِالْأَمْسِ؟ قَالَ: لَا، مَنْ قَالَ هٰذَا فَأَخْزَاهُ اللّٰهُ، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَلَيْسَ فِي عِلْمِ اللّٰهِ؟ قَالَ: بَلَى، قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ.

۱۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا کوئی امر آج ایسا ہے جس کا علم ایک دن پہلے خدا کو نہ ہو۔ فرمایا نہیں جو ایسا کہے خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ میں نے کہا کیا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے

وہ سب علم الٰہی میں ہے فرمایا بے شک مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہر بات کا اس کو علم تھا۔

١٢ـ عَلِيٌّ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ مَالِكٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِي الْقَوْلِ بِالْبَدَاءِ مِنَ الْأَجْرِ مَا فَتَرُوا عَنِ الْكَلَامِ فِيهِ.

۱۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اگر لوگ جانتے کہ اقرار بدا میں کتنا ثواب عظیم ہے تو وہ اس کے متعلق گفتگو کرنے میں روگردانی نہ کرتے (کیونکہ وہ ایمان بالغیب ہے۔)

١٣ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن بعض أصحابنا، عن محمّد بن عمرو الكوفيّ أخي يحيى، عن مرازم بن حكيم قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: ما تنبّأ نبيٌّ قطّ، حتّى يقرّ لله بخمس خصال: بالبداء والمشيئة والسجود والعبوديّة والطاعة.

۱۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ کوئی نبی، نبی نہیں بنایا گیا مگر پانچ چیزوں کا اقرار کرنے کے بعد بدا، مشیت سجدہ، بندگی اور اطاعت۔

١٤ـ وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ جَهْمِ بْنِ أَبِي جَهْمَةَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَخْبَرَ مُحَمَّداً صلى الله عليه وآله بِمَا كَانَ مُنْذُ كَانَتِ الدُّنْيَا وَ بِمَا يَكُونُ إِلَى انْقِضَاءِ الدُّنْيَا وَ أَخْبَرَهُ بِالْمَحْتُومِ مِنْ ذٰلِكَ وَ اسْتَثْنَى عَلَيْهِ فِيمَا سِوَاهُ.

۱۴۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے خدا نے آگاہ کیا حضرت رسول خدا کو، جب سے دنیا بنی اور جب تک ختم نہ ہوگی تمام باتوں سے اور خبر دی حضرت کو وقت معین پر ہونے والی چیزوں سے اور مستثنیٰ کیا ماسوا کو یعنی کچھ باتیں ایسی تھیں کہ ان کا علم حضرت کو نہ دیا گیا۔

١٥ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الرَّيَّانِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ: سَمِعْتُ الرِّضَا عليه السلام يَقُولُ: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً قَطُّ إِلَّا بِتَحْرِيمِ الْخَمْرِ وَ أَنْ يُقِرَّ لِلّٰهِ بِالْبَدَاءِ.

۱۵۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام کو فرماتے سنا، خدا نے نہیں مبعوث کیا کسی نبی کو مگر یہ کہ

اس پر شر اکا جزام کیا اور بدار کا اس سے اقرار لیا۔

۱۶۔ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سُئِلَ الْعَالِمُ عليه السلام كَيْفَ عِلْمُ اللهِ؟ قَالَ عَلِمَ وَ شَاءَ
وَ أَرَادَ وَقَدَّرَ وَقَضَى وَأَمْضَى ، فَأَمْضَى مَا قَضَى وَقَضَى مَا قَدَّرَ وَقَدَّرَ مَا أَرَادَ ، فَبِعِلْمِهِ كَانَتِ الْمَشِيئَةُ وَ
بِمَشِيئَتِهِ كَانَتِ الْإِرَادَةُ وَ بِإِرَادَتِهِ كَانَ التَّقْدِيرُ وَبِتَقْدِيرِهِ كَانَ الْقَضَاءُ وَ بِقَضَائِهِ كَانَ الْإِمْضَاءُ وَالْعِلْمُ
مُتَقَدِّمٌ عَلَى الْمَشِيئَةِ وَالْمَشِيئَةُ ثَانِيَةٌ وَالْإِرَادَةُ ثَالِثَةٌ وَالتَّقْدِيرُ وَاقِعٌ عَلَى الْقَضَاءِ بِالْإِمْضَاءِ، فَلِلّٰهِ تَبَارَكَ
وَ تَعَالَى الْبَدَاءُ فِيمَا عَلِمَ مَتَى شَاءَ وَ فِيمَا أَرَادَ لِتَقْدِيرِ الْأَشْيَاءِ ، فَإِذَا وَقَعَ الْقَضَاءُ بِالْإِمْضَاءِ فَلَا بَدَاءَ
فَالْعِلْمُ فِي الْمَعْلُومِ قَبْلَ كَوْنِهِ وَالْمَشِيئَةُ فِي الْمُنْشَإِ قَبْلَ عَيْنِهِ وَالْإِرَادَةُ فِي الْمُرَادِ قَبْلَ قِيَامِهِ وَالتَّقْدِيرُ
لِهٰذِهِ الْمَعْلُومَاتِ قَبْلَ تَفْصِيلِهَا وَ تَوْصِيلِهَا عِيَاناً وَوَقْتاً وَالْقَضَاءُ بِالْإِمْضَاءِ هُوَ الْمُبْرَمُ مِنَ الْمَفْعُولَاتِ
ذَوَاتِ الْأَجْسَامِ الْمُدْرَكَاتِ بِالْحَوَاسِّ مِنْ ذَوِي لَوْنٍ وَ رِيحٍ وَوَزْنٍ وَ كَيْلٍ وَ مَا دَبَّ وَ دَرَجَ مِنْ إِنْسٍ
وَجِنٍّ وَطَيْرٍ وَسِبَاعٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِّ ، فَلِلّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِيهِ الْبَدَاءُ مِمَّا لَا عَيْنَ
لَهُ فَإِذَا وَقَعَ الْعَيْنُ الْمَفْهُومُ الْمُدْرَكُ فَلَا بَدَاءَ وَاللهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ، فَبِالْعِلْمِ عَلِمَ الْأَشْيَاءَ قَبْلَ كَوْنِهَا ،
وَ بِالْمَشِيئَةِ عَرَّفَ صِفَاتِهَا وَ حُدُودَهَا وَ أَنْشَأَهَا قَبْلَ إِظْهَارِهَا وَ بِالْإِرَادَةِ مَيَّزَ أَنْفُسَهَا فِي أَلْوَانِهَا وَ
صِفَاتِهَا وَبِالتَّقْدِيرِ قَدَّرَ أَقْوَاتَهَا وَعَرَّفَ أَوَّلَهَا وَآخِرَهَا وَبِالْقَضَاءِ أَبَانَ لِلنَّاسِ أَمَاكِنَهَا وَدَلَّهُمْ عَلَيْهَا وَ
بِالْإِمْضَاءِ شَرَحَ عِلَلَهَا وَ أَبَانَ أَمْرَهَا وَذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ.

۱۶۔ راوی نے پوچھا کیونکر جانا اللہ نے نظام مخلوقات کو، آیا ایجاد سے قبل علم تھا کہ بعد میں ہوا۔ فرمایا اس نے
جانا، ارادہ کیا، اندازہ کیا، حکم دیا۔ اس کو جاری کیا، پس جاری کیا جس کا حکم دیا اور جو حکم دیا، اس کا اندازہ کیا اور جو
اندازہ کیا وہ ارادہ کیا پس علم کے ساتھ اس کی مشیت ہے اور مشیت کے ساتھ ارادہ ہے اور ارادہ کے ساتھ اندازہ ہے
اندازہ کے ساتھ حکم ہے اور حکم کے ساتھ اجراء ہے پس علم مقدم ہے مشیت پر، مشیت کا نمبر دوسرا ہے اور ارادہ کا
تیسرا اور تقدیر یعنی اندازہ واقع ہوتا ہے حکم بالاجرا پر پس خدا کے لئے بدا ہے۔ علم میں جبکہ اس کی مشیت ہوا اور اس
میں ارادہ کیا چیزوں کے اندازے کے لحاظ سے۔ پس جب قضا بغیر امضا ہو تو اس میں بدا نہیں۔ پس معلوم کا علم اس کے ہونے

سے پہلے ہے مشیّت منشا رہیں قبل اس کے وجود کے ہے۔ اور ارادہ مراد میں قبل اس کے قیام کے ہے اور تقدیر ان معلومات میں قبل تفصیل کے ہے اور قبل اجزاء کے ملنے کے ظاہراً اور بلحاظ وقت اور جو قضا امضا کے ساتھ ہو وہ مستحکم ہے ان کے دوسرے امور سے جو ان صاحبان جسم سے متعلق ہوں جو حواس سے محسوس ہوتے ہیں اور جو صاحب رنگ و وزن و ناپ ہیں اور ان میں داخل ہے انس و جن، پرندوں اور درندوں وغیرہ کا جو حواس سے ان کا ادراک ہوتا ہے تو اللہ کے لئے ان میں بداء ہوتا ہے جن کا وجود نہیں اور جب غیر مفہوم مدرک بحواس ہو تو بداء نہیں۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ پس اپنے علم سے اس نے اشیاء کو جانا ان کے پیدا ہونے سے قبل اور مشیّت سے ان کی صفات کو پہچانا اور ان کے حدود و انشاء کو قبل ان کے ظاہر کرنے کے اور ارادہ سے جدا کیا ان کے نفسوں کو ان کے الوان سے اور صفات سے اور تقدیر سے انداز کیا۔ ان کی روزیوں کا اور پہچانا گیا ان کا اوّل ان کے آخر سے اور قضا سے جدا کیا ان لوگوں کو ان کے اماکن سے اور ان کی طرف ہدایت کی اور امضاء سے ان کے اسباب کی شرح کی اور ان کے امر کو ظاہر کیا۔ یہ ہے عزیز و حکیم خدا کی تقدیر۔

توضیح: قبل اس کے کہ ہم مسئلہ بداء پر مختصر سی روشنی ڈالیں ان اصطلاحوں کا مفہوم بیان کرنا ضروری ہے جو مذکورہ بالا احادیث میں مذکور ہیں ایجاد کائنات سے تعلق رکھنے والی چھ چیزیں ہیں۔

اوّل: علم یعنی علم الٰہی میں ہر شے ابھی خلقت سے قبل تھی علم الٰہی بالذات ہے نقص اور زیادتی سے اس کا تعلق نہیں ملائکہ اور مخصوص بندوں کو بعض کا علم دیا ہے بعض کا نہیں تاکہ وہ علم میں اس کے محتاج رہیں۔

دوسرے: مشیّت یعنی خواہش نظام عالم مثلاً اس نے پہلے پانی ایجاد کیا جو تمام اجسام کا مادہ ہے جیسا کہ فرماتا ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی اور اجسام مادیہ سے اشیاء کائنات کو ایجاد کیا

تیسرے: ارادہ اور مشیّت کے بعد اس پانی سے کسی دوسرے امر کے عمل میں لانے کا قصد ہے۔ مثلاً اس پانی کو خوشگوار بنایا تاکہ اس سے اہل جنّت اور اہل اطاعت کو بنائے اور بعض پانی کھاری بنایا کہ اس سے اہلِ جہنم اور اہل معصیت کو بنائے۔

چوتھے: تقدیر یعنی ارادہ کی تاکید فعل دیگر کے لئے تاکہ نظام کائنات کی بنیاد قائم ہو مثلاً زمین و آسمان کا اس طرح ایجاد کرنا کہ ان سے رات اور دن پیدا ہوں اور ان میں چھ ماہ کے دن سال میں راتوں سے بڑے ہوں اور ۶ ماہ کی راتوں سے چھوٹے اور ان سے چار فصلیں بنیں تاکہ ان سے لوگوں کو رزق حاصل ہو یہ ہے اندازہ الٰہی جس پر عمل ہو رہا ہے

پانچویں: قضا اور اس کا تعلق نظامِ عالم کی بقیہ تمام چیزوں سے ہے یعنی انسان کا مکلف بنانا، انبیاء کی بعثت

اور کتابوں کا نازل کرنا وغیرہ

چھٹے:۔ امضا یعنی نظام عالم کا باقی رکھنا اس وقت تک کہ اس کا فائدہ مرتب ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ اوّل علم الٰہی ہے دوسرے مشیئت، تیسرے ارادہ، چوتھے تقدیر، پانچویں قضا، چھٹے امضا یعنی اس عالم کون وفساد میں جو امور واقع ہو رہے ہیں وہ مذکورہ بالا چیزوں کے تحت ہیں ان میں بعض کا علم خدا نے اپنے بندوں کو دیا ہے بعض کا نہیں۔ بس جو امر بندوں کے علم وگمان کے خلاف ظہور میں آئے اس کو بداء کہتے ہیں۔

مسئلہ بداء:۔ یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کو ایک بار ایجاد کرنے کے بعد خدا معطل ہو گیا اب وہ کچھ نہیں کرتا۔ قرآن اس کی حکایت یوں کرتا ہے یہودیوں نے کہا "ید اللہ مغلولۃ" (خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں) جواب میں فرماتا ہے انہیں کے ہاتھ بندھیں، ان کی اس گفتار پر لعنت" بل یداہ مبسوطتان" (بلکہ اللہ کے ہاتھ تو کھلے ہوئے ہیں)" کل یوم ہو فی شان" (ہر روز اس کی ایک نئی شان) فلاسفہ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا، عقل اوّل نے عقل دوم کو اسی طرح عقول عشرہ کی خلقت ہوئی اور یہی دنیا کا روبار چلانے والے ہیں، خدا کا اب کسی کام سے تعلق نہیں۔ اسلام کے نزدیک یہ دونوں عقیدے باطل ہیں حقیقت یہ ہے کہ جو افعال انسان کے ارادہ اختیار سے متعلق ہیں خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں البتہ اچھے اور برے افعال کی جزا اور سزا کا تعلق اس سے ہے نیز یہ کہ ایسے ہی امور میں بداء واقع ہوتا ہے یعنی جو بات بندوں کے وہم وگمان میں نہیں ہوتی، خدا کی طرف سے وہ ظاہر کی جاتی ہے۔ علم الٰہی کی دو صورتیں ہیں ایک کا نام لوح محفوظ ہے یعنی وہ امور جن کا علم خدا کے سوا کسی دوسرے کو ہے ہی نہیں۔ دوسرے لوح محو واثبات (یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب) ہے فرشتوں اور انبیاء کا علم اسی سے متعلق ہے اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن اس کا علم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہیں ہوتا یہ تبدیلی کسی خاص مصلحت کی بناء پر کسی شرط کے تحت واقع ہوتی ہے اس شرط کا علم انبیاء اور ملائکہ کو نہیں ہوتا۔ مثلاً لوح محو واثبات میں ایک شخص کی عمر پچاس سال ہے انبیاء کے علم کا تعلق چونکہ اسی لوح سے ہے لہذا ایک نبی اسی علم کی بناء پر کسی کو یہ خبر دیتا ہے کہ وہ فلاں وقت مر جائے گا لیکن وہ نہیں مرتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرگ کے ساتھ علم الٰہی میں ایک شرط تھی جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہ تھا اور وہ شرط یہ تھی کہ اگر وہ شخص صدقہ دے گا تو یہ بلا ہٹ جائے گی یا صلۂ رحم کرے گا تو اس کی عمر میں اتنے سال بڑھ جائیں گے چنانچہ جب یہ صورت پیش آتی ہے تو اس کو بداء کہتے ہیں اس سے ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا معطل نہیں وہ اپنے علم بالذات کا اظہار کرتا رہتا ہے دوسرے یہ پتہ چلے کہ اللہ اور بندوں کے علم میں کیا فرق ہے تیسرے جس مصلحت کی بناء پر بداء ہوا ہے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچے۔ چوتھے انبیاء اس کی طرف اپنے علم میں محتاج رہیں اور یہ کہتے رہیں

وبذذنعلیہا۔

بدا سے نہ خدا کا علم لازم آتا ہے نہ پہلے عمل پر پچھتانا یا اپنی غلطی کا احساس کر کے اس کی اصلاح کرنا جیسے کہ حضرات اہلسنت نے بدا کا غلط مفہوم سمجھ کر ہم پر اعتراض کیا ہے معاذ اللہ بدا کی یہ صورت ہو تو ذرا بتائیں کہ شریعتوں کا منسوخ کرنا کیا معاذ اللہ اس بنا پر تھا کہ خدا نے پہلے احکام میں غلطی کی تھی اور ان کی اصلاح کے لئے دوسری شریعت بھیجی بس جو مصلحت نسخ شرائع میں ہوتی ہے اسی طرح کوئی مصلحت بدا میں ہوتی ہے بدا کی بہت سی مثالیں قرآن میں موجود ہیں جیسے موسیٰ سے تیس رات کے وعدے کے بعد چالیس رات کرنا، قوم یونس پر عذاب کی خبر دے کر پھر عذاب نہ لانا، ذبح اسمٰعیل کو خواب میں دکھانا پھر بچا لینا وغیرہ۔ بدا کی مکمل بحث، ہمارے رسالہ" مسئلہ بدا و عصمت انبیاء" میں دیکھو۔

باب بست و پنجم (۲۵)

سات چیزوں کے بغیر آسمان و زمین میں کچھ پیدا نہیں ہوسکتا

(بَابٌ)

فِي أَنَّهُ لَا يَكُونُ شَيْءٌ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا بِسَبْعَةٍ

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى؛ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ جَمِيعاً عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْكَانَ جَمِيعاً، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: لَا يَكُونُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا بِهٰذِهِ الْخِصَالِ السَّبْعِ: بِمَشِيئَةٍ وَ إِرَادَةٍ وَقَدَرٍ وَقَضَاءٍ وَ إِذْنٍ وَ كِتَابٍ وَ أَجَلٍ، فَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَقْدِرُ عَلَى نَقْضِ وَاحِدَةٍ فَقَدْ كَفَرَ

وَ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَ ابْنِ مُسْكَانَ مِثْلَهُ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، آسمان و زمین میں کوئی شے بغیر ان سات خصلتوں کے ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجۃ

خلافت رسالت نبوت، امامت

ترجمہ اصول کافی جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دوصد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ناشر ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مطبع ______ قریشی آرٹ پریس

کتابت ______ سید محمد رضا زیدی

ہدیہ ______ ۲۰۰ روپے

سال اشاعت ______ مارچ ۲۰۰۴ء

۶۳۔ اثبات امامت اعقاب ہیں۔
۶۴۔ ہر امام کے متعلق نصوص۔
۶۵۔ نص امامت حسنؑ بن علیؑ۔
۶۶۔ نص بر امامت حسین بن علی۔
۶۷۔ نص بر امامت علی بن الحسینؑ
۶۸۔ نص بر امامت امام محمد باقرؑ
۶۹۔ نص بر امامت امام جعفر صادقؑ
۷۰۔ نص بر امامت موسیٰ کاظمؑ
۷۱۔ نص بر امامت امام رضاؑ
۷۲۔ نص بر امامت امام محمد تقیؑ
۷۳۔ نص بر امامت امام محمد نقیؑ
۷۴۔ نص بر امامت امام حسن عسکریؑ
۷۵۔ نص بر امامت حضرت حجت علیہ السلام
۷۶۔ ان لوگوں کا ذکر جنھوں نے حضرت حجتؑ کو دیکھا تھا
۷۷۔ حضرت حجت کا نام لینے کی نہی۔
۷۸۔ حال غیبت۔
۷۹۔ مسئلہ غیبت۔
۸۰۔ امر امامت میں حق و باطل کے دعوے کا فیصلہ۔
۸۱۔ کراہیت توقیت۔
۸۲۔ خالص کو غیر خالص سے جدا کرنا۔
۸۳۔ جس نے امام کو پہچانا اس کے لئے تقدم و تاخیر مضر نہیں۔
۸۴۔ باطل کا دعویٰ امامت۔
۸۵۔ اس کا بیان جس نے بے معرفتِ امام عبادت کی۔
۸۶۔ اس کا بیان جو بے معرفتِ امام مرگیا۔
۸۷۔ حق اہلبیت کو جاننے والا اور انکار کرنے والا
۸۸۔ لوگوں پر امام کے مرنے پر کیا واجب ہے۔
۸۹۔ امام کب جانتا ہے کہ حق امامت اس کی طرف منتقل ہوا۔
۹۰۔ حالات آئمہ علیہم السلام
۹۱۔ امام کو امام ہی غسل دیتا ہے۔
۹۲۔ آئمہ کی کیفیت ولادت
۹۳۔ آئمہ کے ابدان و ارواح و قلوب کی خلقت۔
۹۴۔ تسلیم اور فضیلت مسلمین
۹۵۔ لوگوں پر واجب ہے کہ مناسک بجا لانے کے بعد امام کے پاس آئیں اور معالم دین میں ان کی طرف رجوع کریں۔
۹۶۔ ملائکہ آئمہ کے پاس آتے ہیں ان کے فرش پر قدم رکھتے ہیں اور ان کو خبر دیتے ہیں۔
۹۷۔ جن آئمہ کے پاس آتے ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔
۹۸۔ آئمہ علیہم السلام کے فیصلے۔
۹۹۔ علم کی سیرابی خانۂ آلِ محمدؐ سے ہوتی ہے۔
۱۰۰۔ امر حق جو لوگوں کو ملا ہے وہ آئمہ سے ملا ہے۔
۱۰۱۔ احادیث آئمہ صعب و مستصعب ہیں۔
۱۰۲۔ نبیؐ نے کیا نصیحت کی آئمہ مسلمین کے لئے۔
۱۰۳۔ حق امام سے کیا واجب ہے۔
۱۰۴۔ زمین ساری امام کی ہے۔
۱۰۵۔ سیرتِ امامؑ۔
۱۰۶۔ نوادر۔
۱۰۷۔ ولایت کے بارے میں تنزیل۔
۱۰۸۔ روایات آئمہ و ملائکہ متعلق ولایت۔
۱۰۹۔ معرفت اولیاء آئمہ

سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے اور جن پر اللہ کی لعنت ہے اے رسولؐ! تم ان کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ کیا ان کے لئے کوئی حصہ ہے ملک یعنی امامت وخلافت سے تو وہ لوگوں کو ایک ریشہ بھی دینے والے نہیں امام نے فرمایا کہ الناس سے مراد ہم ہیں اور نقیر وہ ریشہ ہے جو خرما کی گٹھلی کے وسط میں ہوتا ہے اور خدا نے فرمایا ہے کیا وہ حسد کرتے ہیں ان چیزوں پر جو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کو دی ہیں فرمایا امام نے اس آیت میں محسودین سے مراد ہم ہیں کہ اس بنا پر کہ اللہ نے ہم کو امامت عطا کی ہے اور اپنی تمام مخلوق میں اور کسی کو نہیں دی۔ پھر فرماتا ہے ہم نے اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور ہم نے ان کو ملک عظیم دیا یعنی ہم نے ان میں رسولؐ اور انبیاء اور آئمہ بنائے۔ پس کیسی عجیب بات ہے کہ ان فضائل کا اولاد ابراہیم میں تو اقرار کرتے ہیں اور آل محمدؐ کی فضیلت سے انکار ہے پھر خدا فرماتا ہے بعض ان میں سے ایمان لے آئے اور بعض نے روگردانی کی اور جہنم کے شعلے ان کے لئے کافی ہیں جن لوگوں نے ہماری آیات سے انکار کیا۔ ہم ان کو جہنم کی آگ میں ڈالیں گے اور جب ان کے بدن کی کھالیں گل کر چھوٹ پڑیں گی تو ان کے بدلے اور جلد ہم بدل دیں گے تاکہ وہ اچھی طرح عذاب کا مزہ چکھ لیں، بے شک اللہ بڑی عزت والا اور حکمت والا ہے۔

٢۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحابِنا ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ الْفُضَيْلِ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ تَبارَكَ وَتَعالىٰ : «أَمْ يَحْسُدُونَ النّاسَ عَلىٰ ما آتاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ» قالَ. نَحْنُ الْمَحْسُودُونَ.

٢۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیہ ام یحسدون الناس ، میں ہم وہ محسود ہیں جن سے لوگ حسد کرتے ہیں۔

٣۔ مُحَمَّدُبْنُ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدٍ الأَحْوَلِ ، عَنْ حُمْرانَ بْنِ أَعْيَنَ قالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام : قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : «فَقَدْ آتَيْنا آلَ إِبْراهِيمَ الْكِتابَ»؟ فَقالَ: النُّبُوَّةَ ؛ قُلْتُ: «الْحِكْمَةَ»؟ قالَ: الْفَهْمَ وَالْقَضاءَ، قُلْتُ: «وَآتَيْناهُمْ مُلْكاً عَظِيماً»؟ فَقالَ :الطّاعَةَ.

٣۔ حمران بن اعین کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی اور فرمایا کتاب سے مراد نبوت ہے اور حکمت سے فہم اور قضایا کا فیصل کرنا اور اتیناھم ملکاً عظیما سے مراد اطاعت ہے۔

٤۔ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشّاءِ ، عَنْ حَمّادِبْنِ عُثْمانَ، عَنْ أَبِي الصَّبّاحِ

قَالَ: سَأَلْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ» فَقَالَ: يَا أَبَا الصَّبَّاحِ نَحْنُ وَاللهِ النَّاسُ الْمَحْسُودُونَ.

۴۔ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ ام یحسدون الناس الخ کے متعلق پوچھا فرمایا واللہ وہ محسود ہم ہیں۔

۵ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ: «فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً» قَالَ: جَعَلَ مِنْهُمُ الرُّسُلَ وَالْأَنْبِيَاءَ وَالْأَئِمَّةَ، فَكَيْفَ يُقِرُّونَ ۴/۵۴
فِي آلِ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام وَيُنْكِرُونَهُ فِي آلِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله؟! قَالَ: قُلْتُ: «وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً»؟ قَالَ: الْمُلْكُ الْعَظِيمُ أَنْ جَعَلَ فِيهِمْ أَئِمَّةً، مَنْ أَطَاعَهُمْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَاهُمْ عَصَى اللهَ، فَهُوَ الْمُلْكُ الْعَظِيمُ.

۵۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ فقد آتینا آل ابراھیم الخ کے متعلق اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اولاد ابراہیم میں نبی رسول اور امام بنائے پس کیسی عجیب بات ہے کہ اولاد ابراہیم میں تو یہ فضیلت مانتے ہیں اور آل محمد میں انکار کرتے ہیں اور اس آیت میں ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ اولاد ابراہیم میں خدا نے امام بنائے جس نے اس کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی پس یہی ملک عظیم ہے۔

سترہواں باب

آئمہ علیہم السلام وہ علامات ہیں جن کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں کیا ہے

(بَابُ) ۱۷

أَنَّ الْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ هُمُ الْعَلَامَاتُ الَّتِي ذَكَرَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ

۱ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ الْمُسْتَرِقِّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ الْجَصَّاصُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ: «وَ عَلَامَاتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ» قَالَ: النَّجْمُ رَسُولُ اللهِ ۲۱۶/۱۶
صلى الله عليه وآله وَالْعَلَامَاتُ هُمُ الْأَئِمَّةُ عليهم السلام.

۱۔ رسالتمآب نے فرمایا وہ ستارے جن سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے وہ رسول اللہ

أَنْ يُعَمِّمَهُ بِعِمامَتِهِ وَأَنْ يُرَبِّعَ قَبْرَهُ وَيَرْفَعَهُ أَرْبَعَ أَصابِعَ وَأَنْ يُحِلَّ عَنْهُ أَطْمارَهُ عِنْدَ دَفْنِهِ، ثُمَّ قالَ لِلشُّهُودِ: انْصَرِفُوا رَحِمَكُمُ اللهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يا أَبَتِ - بَعْدَ مَا انْصَرَفُوا - ما كانَ في هٰذا بِأَنْ تُشْهِدَ عَلَيْهِ فَقالَ: يا بُنَيَّ! كَرِهْتُ أَنْ تُغْلَبَ وَأَنْ يُقالَ: إِنَّهُ لَمْ يُوصَ إِلَيْهِ، فَأَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لَكَ الْحُجَّةُ.

۸۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ میرے والد نے امر امامت کے لئے جو امور تھے میرے سپرد کئے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو مجھ سے فرمایا گواہوں کو بلاؤ۔ میں نے قریش کے چار شخص بلائے۔ جن میں عبداللہ بن عمر کا غلام نافع بھی تھا پھر فرمایا۔ لکھو یہ وہ وصیت ہے جو یعقوب نے اپنے بیٹوں کو کی تھی۔ فرمایا۔ اے بیٹو! خدا نے تمہارے لئے دین کا اصطفا کیا ہے بس تم مسلمان ہو کر مرنا۔ وصیت کرتا ہے محمد بن علی بن جعفر بن محمد اور اس کو یہ حکم دیتا ہے کہ مجھے کفن دیں اس چادر کا جس میں نماز جمعہ پڑھا کرتا تھا اور میرا عمامہ باندھیں اور چوکور قبر بنائیں اور چار انگل سے زیادہ بلند کریں اور وقت بند اپنے لباس کے بند کھول دیں۔ پھر گواہوں سے فرمایا۔ اب تم جاؤ۔ خدا تم پر رحم کرے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے کہا۔ یہ گواہی آپ نے کیوں کرائی۔ فرمایا۔ مجھے یہ برا معلوم ہوا کہ لوگ کہیں کسی کے لئے وصیت نہیں کی اور تم مغلوب ہو۔ میں نے چاہا کہ یہ تمہارے لئے حجت ہو۔

اُنہتروال باب

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر نص

(بابُ ٦٩)

الْإِشارَةِ وَالنَّصِّ عَلىٰ أَبِي الْحَسَنِ مُوسىٰ عَلَيْهِ السَّلامُ

١ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِاللهِ الْقَلّاءِ عَنِ الْفَيْضِ بْنِ الْمُخْتارِ قالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام: خُذْ بِيَدِي مِنَ النّارِ، مَنْ لَنا بَعْدَكَ؟ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو إِبْراهِيمَ عليه السلام - وَهُوَ يَوْمَئِذٍ غُلامٌ - فَقالَ: هٰذا صاحِبُكُمْ، فَتَمَسَّكْ بِهِ.

۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ دوزخ سے بچانے میں میری مدد کیجئے یہ فرمائیے کہ آپ کے بعد امام کون ہے اسی وقت موسیٰ کاظم علیہ السلام آگئے وہ اس وقت کم سن تھے فرمایا یہ ہے تمہارا امام اسی کی پیروی کرو۔

٢ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحابِنا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخَزّازِ، عَنْ ثُبَيْتٍ، عَنْ مُعاذِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قالَ: قُلْتُ لَهُ: أَسْأَلُ اللهَ الَّذِي رَزَقَ أَباكَ

مِنْكَ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ أَنْ يَرْزُقَكَ مِنْ عَقِبِكَ قَبْلَ الْمَمَاتِ مِثْلَهَا، فَقَالَ: قَدْ فَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُوَ؟ -جُعِلْتُ فِدَاكَ- فَأَشَارَ إِلَى الْعَبْدِ الصَّالِحِ وَهُوَ رَاقِدٌ فَقَالَ: هٰذَا الرَّاقِدُ - وَهُوَ غُلَامٌ -.

۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا میں سوال کرتا ہوں اس خدا سے جس نے آپ کے آباء طاہرین کو آپ جیسی صفات عطا فرمائی کہ وہ رسولِ خدا کے بعد بھی آپ ہی جیسے کو معین کرے فرمایا۔ خدا نے ایسا کیا ہے میں نے پوچھا وہ کون ہے آپ نے اشارہ کیا۔ عبد صالح (امام موسیٰ کاظمؑ) کی طرف وہ اس وقت سو رہے تھے اور وہ اس وقت کم سن تھے۔

۳ - وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْأَرَّجَانِيُّ الْفَارِسِيُّ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ فِي السَّنَةِ الَّتِي اُخِذَ فِيهَا أَبُوالْحَسَنِ الْمَاضِي عليه السلام فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ صَارَ فِي يَدِ هٰذَا وَمَا نَدْرِي إِلَى مَا يَصِيرُ؟، فَهَلْ بَلَغَكَ عَنْهُ فِي أَحَدٍ مِنْ وُلْدِهِ شَيْءٌ؟ فَقَالَ لِي: مَا ظَنَنْتُ أَنَّ أَحَداً يَسْأَلُنِي عَنْ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ، دَخَلْتُ عَلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِي مَنْزِلِهِ فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتِ كَذَا فِي دَارِهِ فِي مَسْجِدٍ لَهُ وَهُوَ يَدْعُو وَعَلَى يَمِينِهِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ يُؤَمِّنُ عَلَى دُعَائِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَدْ عَرَفْتَ انْقِطَاعِي إِلَيْكَ وَ خِدْمَتِي لَكَ، فَمَنْ وَلِيُّ النَّاسِ بَعْدَكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ مُوسَى قَدْ لَبِسَ الدِّرْعَ وَسَاوَى عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: لَا أَحْتَاجُ بَعْدَ هٰذَا إِلَى شَيْءٍ!

۳۔ راوی کہتا ہے میں نے عبد الرحمٰن بن حجاج سے پوچھا جس سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قید کیے گئے کہ یہ بزرگ اس شخص (مراد ہارون یا سندی بن شاہک) کے ہاتھوں میں ہیں میں نہیں جانتا کہ اس قید کا انجام کیا ہوگا۔
پس آیا ان کی اولاد کے متعلق تمہیں کچھ خبر ہے کہ کون امام جعفر کے بعد امام ہوگا۔ اس نے کہا ایسا سوال مجھ سے سوائے تمہارے کسی نے نہیں کیا۔ سنو میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا وہ گھر کے اس حصے میں تھے جہاں عبادت کیا کرتے تھے حضرت دعا فرما رہے تھے اور آپ کے داہنی طرف موسیٰ بن جعفرؑ آمین کہہ رہے تھے میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے پاس میرا آنا بند ہو جائے گا لہٰذا یہ بتائیے کہ آپ کے بعد امام کون ہوگا فرمایا موسیٰ نے۔ زرہ رسولؐ پہنی تو ان کے بدن پر ٹھیک آئی میں نے کہا بس میں سمجھ گیا۔ اب زیادہ بیان کی ضرورت نہیں۔

٤ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ مُوسَى الصَّيْقَلِ، عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام فَدَخَلَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عليه السلام وَهُوَ غُلَامٌ، فَقَالَ: اسْتَوْصِ بِهِ وَضَعْ أَمْرَهُ

۱۱۔ راوی کہتا ہے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ حضرت موسیٰ کے گہوارے کے پاس کھڑے ان سے سرگوشی کر رہے تھے میں بیٹھ گیا جب حضرت سرگوشی سے فارغ ہوئے تو میں حضرت کے پاس گیا۔ فرمایا اپنے مولا کے پاس جاؤ اور سلام کرو۔ میں نے سلام کیا۔ امام موسیٰؑ نے نہایت فصیح زبان میں جواب دیا۔ پھر فرمایا تم جاؤ اپنی لڑکی کا نام بدل دو جو تم نے کل رکھا ہے وہ ایسا نام ہے جس سے خدا بغض رکھتا ہے اور میرے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام میں نے حمیرا رکھا تھا حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا ان کے حکم کو بجا لاؤ باعث فلاح ہوگا۔ میں نے اس کا نام بدل دیا۔

۱۲ـ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: دَعَا أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام يَوْماً وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ لَنَا: عَلَيْكُمْ بِهٰذَا، فَهُوَ وَاللهِ صَاحِبُكُمْ بَعْدِي.

۱۲۔ راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام کاظم کو ایک دن بلایا۔ ہم حضرت کے پاس تھے ہم سے فرمایا۔ اپنے اس ساتھی کو جان لو میرے بعد تمہارا امام یہی ہے۔

۱۳ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلٍ أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ زِرْبِيٍّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ النَّحْوِيِّ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ الْمَنْصُورُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ وَبَيْنَ يَدَيْهِ شَمْعَةٌ وَفِي يَدِهِ كِتَابٌ، قَالَ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ رَمَى بِالْكِتَابِ إِلَيَّ وَهُوَ يَبْكِي، فَقَالَ لِي: هٰذَا كِتَابُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ يُخْبِرُنَا أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ـ ثَلَاثاً ـ وَأَيْنَ مِثْلُ جَعْفَرٍ؟ ثُمَّ قَالَ لِي: اُكْتُبْ قَالَ: فَكَتَبْتُ صَدْرَ الْكِتَابِ، ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ: إِنْ كَانَ أَوْصَى إِلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ بِعَيْنِهِ فَقَدِّمْهُ وَاضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْجَوَابُ أَنَّهُ قَدْ أَوْصَى إِلَى خَمْسَةٍ وَاحِدُهُمْ أَبُو جَعْفَرٍ الْمَنْصُورُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُاللهِ وَمُوسَى وَحُمَيْدَةُ.

۱۳۔ ابو ایوب نحوی سے روایت ہے کہ منصور بادشاہ عباسی نے نصف شب کے وقت مجھے بلایا۔ میں گیا تو دیکھا کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے شمع رکھی ہوئی ہے اور ہاتھ میں ایک خط ہے میں نے سلام کیا اس نے وہ خط مجھے دے دیا۔ درآنحالیکہ وہ رو رہا تھا مجھ سے کہا یہ خط محمد بن سلیمان حاکم مدینہ کا ہے اس نے خبر دی ہے کہ محمد بن جعفر کا انتقال ہوگیا ہے۔ پھر اس نے تین مرتبہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہا اور یہ بھی کہا اب جعفر کی مثل کون ہے پھر مجھ سے کہنے لگا اس خط کا جواب لکھو۔ جب میں نے خط کا آغاز لکھ لیا۔ تو اس نے کہا لکھو اگر انھوں نے اوقاف کے متعلق

صرف اپنی طرح ایک شخص کے متعلق وصیت کی ہے تو اسے بلا کر گردن مار دے۔ حاکم مدینہ نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ انھوں نے پانچ شخصوں کے متعلق وصیت کی ہے منصور بن محمد سلیمان، عبداللہ بن جعفر اور اپنی بیوی حمیدہ بربریہ مادر موسیٰ کے لئے۔

توضیح: اس سے معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بعلم امامت منصور کے ارادہ کو معلوم کر لیا تقاضیہ یہ نص ہے امامت پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کیونکہ باقی چار میں امامت کی اہلیت نہ تھی

١٤ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ بِنَحْوٍ مِنْ هٰذَا إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ أَوْصَىٰ إِلَىٰ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَنْصُورِ وَعَبْدِاللهِ وَمُوسَىٰ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَمَوْلًى لِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ: فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: لَيْسَ إِلَىٰ قَتْلِ هٰؤُلَاءِ سَبِيلٌ.

۱۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا وہ لہو و لعب نہیں کرتا اسی اثنا میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک بکری کا بچہ لئے ہوئے آگئے اور اس سے کہنے لگے اپنے رب کو سجدہ کر یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا۔ بے شک امام لہو و لعب نہیں کرتا۔

١٥ ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَفْوَانَ الْجَمَّالِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام عَنْ صَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ، فَقَالَ: إِنَّ صَاحِبَ هٰذَا الْأَمْرِ لَا يَلْهُو وَلَا يَلْعَبُ، وَأَقْبَلَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَىٰ ـ وَهُوَ صَغِيرٌ ـ وَمَعَهُ عَنَاقٌ مَكِّيَّةٌ وَهُوَ يَقُولُ لَهَا: اسْجُدِي لِرَبِّكِ. فَأَخَذَهُ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام وَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَقَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي مَنْ لَا يَلْهُو وَلَا يَلْعَبُ.

۱۵۔ نضر بن سعید نے بھی یہ روایت نقل کر کے اتنا لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے وصیت کی منصور و عبداللہ و موسیٰ و محمد بن جعفر اور اپنے ایک غلام کے لئے منصور نے کہا۔ اب ان لوگوں کے قتل کی کوئی صورت نہ رہی، کیوں کہ منصور کا نام بھی شامل وصیت تھا۔

١٦ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا، عَنْ عُبَيْسِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ الرُّمَّانِيُّ، عَنْ فَيْضِ بْنِ الْمُخْتَارِ قَالَ: إِنِّي لَعِنْدَ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام إِذْ أَقْبَلَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَىٰ عليه السلام ـ وَهُوَ غُلَامٌ ـ فَالْتَزَمْتُهُ وَقَبَّلْتُهُ، فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام: أَنْتُمُ السَّفِينَةُ وَهٰذَا مَلَّاحُهَا قَالَ: فَحَجَجْتُ مِنْ قَابِلٍ وَمَعِي أَلْفَا دِينَارٍ فَبَعَثْتُ بِأَلْفٍ إِلَىٰ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام وَأَلْفٍ إِلَيْهِ؛ فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَىٰ أَبِي عَبْدِاللهِ قَالَ: يَا فَيْضُ! عَدَلْتَهُ بِي؟ قُلْتُ: إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِقَوْلِكَ، فَقَالَ: أَمَا وَاللهِ مَا أَنَا فَعَلْتُ

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر ان کے اذن اور اجازت سے۔ اور آپ نے بغیر آنحضرت سے اذن لئے لوگوں کو داخل کر دیا (یعنی ابوبکر و عمر کو دفن کرا دیا) حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ اے ایمان والو نبی کی آواز سے اونچی آواز نہ کرو۔ تم نے اپنے باپ کو اور ان کے فاروق کو رسول اللہ کے پاس دفن کر دیا حالانکہ خدا فرماتا ہے جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے نیچا رکھتے ہیں وہ ہیں جن کے دلوں کا اللہ نے تقویٰ سے امتحان لیا ہے تم نے ان دونوں کو رسولؐ اللہ کے پاس دفن کر دیا۔ حالانکہ انھوں نے اس امر کی رعایت نہ کی جس کا رسول اللہ نے حکم دیا تھا بے شک اللہ نے حرام کیا ہے مردہ مومنین پر اس چیز کو جو حرام کی ہے زندوں پر۔ خدا کی قسم اے عائشہ دفن حسنؑ جو تمہیں برا معلوم ہو رہا ہے اگر اپنے باپ رسول اللہ کے پاس دفن ہونا ضروری ہوتا تو تم دیکھتیں کہ تمہاری مرضی کے خلاف وہ ضرور دفن کئے جاتے۔

پھر محمد حنفیہ نے کہا۔ آپ ایک دن خچر پر سوار ہوئیں، ایک دن اونٹ پر۔ پس اس پر بھی اپنے نفس پر قابو حاصل نہ کیا اور عداوت بنی ہاشم میں مالک زمین بھی نہ ہوئیں یہ سن کر انھوں نے فرمایا۔ اے ابن حنفیہ یہ (امام حسینؑ) تو کئی فاطموں سے نسبت رکھتے ہیں۔ مگر تم کلام کرنے والے کون؟ امام حسینؑ نے فرمایا تم محمد کو فواطم سے کیسے ہٹاتی ہو۔ واللہ ان کو بھی تین فاطموں نے پیدا کیا ہے۔ فاطمہ مخزومی زوجہ عبدالمطلب، فاطمہ بنت اسد مادر علیؑ اور فاطمہ عامری نے۔

عائشہ نے کہا تم اپنے بیٹے کو یہاں سے ہٹاؤ اور ان کو لے جاؤ کیونکہ تم عداوت والے ہو۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ پس امام حسین جنازہ کو بقیع میں لے گئے اور وہاں دفن کر دیا۔

چھیاسٹھواں باب

اشارہ اور نص امامت علی بن الحسین علیہ السلام پر

(بَابٌ) ٦٦

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ عَلَىٰ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا

١ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ وَأَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ يُونُسَ ، عَنْ أَبِي الْجَارُودِ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ : إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عليهما السلام لَمَّا حَضَرَهُ الَّذِي حَضَرَهُ دَعَا ابْنَتَهُ الْكُبْرَىٰ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْحُسَيْنِ عليه السلام فَدَفَعَ إِلَيْهَا كِتَاباً مَلْفُوفاً وَوَصِيَّةً ظَاهِرَةً وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام مَبْطُوناً مَعَهُمْ لَا يَرَوْنَ إِلَّا أَنَّهُ لِمَا بِهِ ، فَدَفَعَتْ فَاطِمَةُ الْكِتَابَ إِلَىٰ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام ثُمَّ صَارَ وَاللهِ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ إِلَيْنَا يَا زِيَادُ ، قَالَ : قُلْتُ : مَا فِي ذَٰلِكَ الْكِتَابِ جَعَلَنِيَ

اللهُ فِداكَ ؟ قالَ : فِيهِ وَاللهِ مايَحْتاجُ إِلَيْهِ وُلْدُ آدَمَ مُنْذُ خَلَقَ اللهُ آدَمَ إِلى أَنْ تَفْنَى الدُّنْيا ، وَاللهِ إِنَّ فِيهِ الْحُدُودَ ، حَتّٰى أَنَّ فِيهِ أَرْشَ الْخَدْشِ .

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جب حسینؑ بن علی کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ کبریٰ کو بلایا اور ان کو ایک ملفوف تحریر اور وصیت نامہ دیا اور حضرت علی بن الحسین علیہ السلام اس زمانہ میں مرض اسہال میں مبتلا تھے پس فاطمہ نے وہ کتاب علی بن الحسین کو دی۔ پھر یہ کتاب واللہ ہمارے پاس رہی۔ اے زیاد (راوی) راوی کہتا ہے میں نے پوچھا۔ میں آپ پر فدا ہوں اس میں کیا تھا۔ فرمایا بنی آدم کی وہ تمام ضرورتیں جب سے آدم پیدا ہوئے ختم دُنیا تک، اس میں جرائم کی سزائیں بھی تھیں یہاں تک کہ ایک چرکہ کی سزا بھی۔

٢ ــ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحابِنا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنِ ابْنِ سِنانٍ ، عَنْ أَبِي الْجارُودِ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قالَ : لَمّا حَضَرَ الْحُسَيْنَ عليه السلام ماحَضَرَهُ ، دَفَعَ وَصِيَّتَهُ إِلَى ابْنَتِهِ فاطِمَةَ ظاهِرَةً فِي كِتابٍ مُدَرَّجٍ ، فَلَمّا أَنْ كانَ مِنْ أَمْرِ الْحُسَيْنِ عليه السلام ما كانَ . دَفَعَتْ ذٰلِكَ إِلى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليهما السلام ، قُلْتُ لَهُ : فَما فِيهِ ـ يَرْحَمُكَ اللهُ ـ ؟ فَقالَ : مايَحْتاجُ إِلَيْهِ وُلْدُ آدَمَ مُنْذُ كانَتِ الدُّنْيا إِلى أَنْ تَفْنى .

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب امام حسین علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی وصیت ملفوف اپنی بیٹی فاطمہ کے سپرد کی بعد شہادت امام حسینؑ فاطمہ نے وہ وصیت علی بن الحسینؑ کے سپرد کی۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا۔ خدا کی آپ پر رحمت ہو اس میں کیا تھا فرمایا وہ تمام باتیں جن کی محتاج اولادِ آدم آغاز آفرینش سے ختم دنیا تک ہوگی۔

٣ ــ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحابِنا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قالَ : إِنَّ الْحُسَيْنَ صَلَواتُ اللهِ عَلَيْهِ لَمّا صارَ إِلَى الْعِراقِ اسْتَوْدَعَ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها الْكُتُبَ وَالْوَصِيَّةَ فَلَمّا رَجَعَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام دَفَعَتْها إِلَيْهِ .

وَفِي نُسْخَةِ الصَّفْوانِيِّ :

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف جانے لگے تو آپ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تحریریں اور وصیتیں سپرد کیں۔ جب امام زین العابدین علیہ السلام قید یزید سے رہا ہو کر آئے تو ام سلمہؓ نے وہ

ان کے سپرد کیں۔

٤ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ فَلِيحِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: وَاللهِ إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَعِنْدَهُ وُلْدُهُ إِذْ جَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيُّ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَخَلَا بِهِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله أَخْبَرَنِي أَنِّي سَأُدْرِكُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يُكَنَّى أَبَا جَعْفَرٍ، فَإِذَا أَدْرَكْتَهُ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ، قَالَ: وَمَضَى جَابِرٌ وَرَجَعَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فَجَلَسَ مَعَ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَإِخْوَتِهِ فَلَمَّا صَلَّى الْمَغْرِبَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: أَيُّ شَيْءٍ قَالَ لَكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيُّ؟ فَقَالَ: قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قَالَ: إِنَّكَ سَتُدْرِكُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِي اِسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يُكَنَّى أَبَا جَعْفَرٍ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ هَنِيئاً لَكَ يَا بُنَيَّ! مَا خَصَّكَ اللهُ بِهِ مِنْ رَسُولِهِ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِكَ(١)، لَا تُطْلِعْ إِخْوَتَكَ عَلَى هٰذَا فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْداً، كَمَا كَادُوا إِخْوَةُ يُوسُفَ لِيُوسُفَ عليه السلام.

۴۔ راوی کہتا ہے میں علی بن الحسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ کے پاس آپ کے صاحبزادے بھی تھے کہ جابر بن عبد اللہ انصاری آئے سلام کیا اور امام محمد باقرؑ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے اور فرمایا مجھے رسول اللہؐ نے خبر دی ہے کہ تم ایک شخص کو میرے اہلِ بیت سے پاؤ گے جس کا نام محمد بن علی ہوگا اور کنیت ابوجعفر، ان سے میرا سلام کہہ دینا، یہ کہہ کر وہ چلے گئے جب امام محمد باقرؑ پلٹ کر اپنے باپ اور بھائی کے پاس آئے تو حضرت نے علیؑ بن الحسینؑ سے پوچھا۔ جابرؓ نے تم سے کیا کہا فرمایا کہتے تھے کہ رسول اللہ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے اہلبیت میں ایک شخص کو پاؤ گے جس کا نام محمد بن علی ہوگا تم اس کو میرا سلام پہنچا دینا حضرت نے فرمایا مبارک ہو تم کو اے فرزند! کہ اللہ نے رسولؐ کی اس خصوصیت کو تمام خاندان میں تم سے مخصوص کیا اس کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا وہ تمہارے ساتھ وہی چال چلیں گے جو برادران یوسفؑ نے یوسف علیہ السلام سے چلی تھی۔

سڑسٹھواں باب

امامت امام محمد باقر علیہ السلام پر نص

(باب) ٦٧

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

١ ـ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْكُوفِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

ان کے سپرد کیں۔

٤ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ فَلِيحِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: وَاللهِ إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَعِنْدَهُ وُلْدُهُ إِذْ جَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيُّ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَخَلَا بِهِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله أَخْبَرَنِي أَنِّي سَأُدْرِكُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يُكَنَّى أَبَا جَعْفَرٍ، فَإِذَا أَدْرَكْتَهُ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ، قَالَ: وَمَضَى جَابِرٌ وَرَجَعَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام فَجَلَسَ مَعَ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عليه السلام وَإِخْوَتِهِ فَلَمَّا صَلَّى الْمَغْرِبَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ لِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام: أَيُّ شَيْءٍ قَالَ لَكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ الْأَنْصَارِيُّ؟ فَقَالَ: قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قَالَ: إِنَّكَ سَتُدْرِكُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِي اِسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يُكَنَّى أَبَا جَعْفَرٍ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ هَنِيئاً لَكَ يَا بُنَيَّ! مَا خَصَّكَ اللهُ بِهِ مِنْ رَسُولِهِ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِكَ[1]، لَا تُطْلِعْ إِخْوَتَكَ عَلَى هَذَا فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْداً، كَمَا كَادُوا إِخْوَةُ يُوسُفَ لِيُوسُفَ عليه السلام.

۴۔ راوی کہتا ہے میں علی بن الحسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ کے پاس آپ کے صاحبزادے بھی تھے کہ جابر بن عبداللہ انصاری آئے سلام کیا اور امام محمد باقرؑ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے اور فرمایا مجھے رسولؐ اللہ نے خبر دی ہے کہ تم ایک شخص کو میرے اہلِ بیت سے پاؤ گے جس کا نام محمد بن علی ہوگا اور کنیت ابوجعفر، ان سے میرا سلام کہہ دینا، یہ کہہ کر وہ چلے گئے جب امام محمد باقرؑ پلٹ کر اپنے باپ اور بھائی کے پاس آئے تو حضرت نے علیؑ بن الحسینؑ سے پوچھا۔ جابرؓ نے تم سے کیا کہا فرمایا کہتے تھے کہ رسول اللہ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے اہلبیت میں ایک شخص کو پاؤ گے جس کا نام محمد بن علی ہوگا تم اس کو میرا سلام پہنچا دینا حضرت نے فرمایا مبارک ہو تم کو اے فرزند! کہ اللہ نے رسولؐ کی اس خصوصیت کو تمام خاندان میں تم سے مخصوص کیا اس کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا وہ تمہارے ساتھ وہی چال چلیں گے جو برادران یوسفؑ نے یوسف علیہ السلام سے چلی تھی۔

سڑسٹھواں باب

امامت امام محمد باقر علیہ السلام پر نص

(باب) ٦٧

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

١ ـ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْكُوفِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

سَهْلٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْبِلَادِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: لَمَّا حَضَرَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عليهما السلام الْوَفَاةُ قَبْلَ ذَلِكَ أَخْرَجَ سَفَطاً أَوْ صُنْدُوقاً عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ احْمِلْ هَذَا الصُّنْدُوقَ، قَالَ: فَحُمِلَ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ إِخْوَتُهُ يَدَّعُونَ فِي الصُّنْدُوقِ فَقَالُوا: أَعْطِنَا نَصِيبَنَا فِي الصُّنْدُوقِ فَقَالَ: وَاللهِ مَا لَكُمْ فِيهِ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ لَكُمْ فِيهِ شَيْءٌ مَا دَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ فِي الصُّنْدُوقِ سِلَاحُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وَكُتُبُهُ.

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کی موت کا وقت آیا تو آپ نے ایک صندوق نکالا۔ پھر فرمایا۔ اے محمد اسے اٹھاؤ۔ پس اسے چار آدمیوں نے اٹھایا۔ حضرت کی وفات کے بعد ان کے بھائیوں نے دعویٰ کیا کہ صندوق میں جو کچھ ہے وہ ہمیں بھی دو۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اگر اس میں تمہارا کچھ حصہ ہوتا تو میرے پدر بزرگوار صرف مجھ کو نہ دیتے۔ اس صندوق میں رسول اللہ کے ہتھیار اور کتابیں تھیں۔

٢ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: الْتَفَتَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليهما السلام إِلَى وُلْدِهِ - وَهُوَ فِي الْمَوْتِ - وَهُمْ مُجْتَمِعُونَ عِنْدَهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا الصُّنْدُوقُ اذْهَبْ بِهِ إِلَى بَيْتِكَ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ وَلَكِنْ كَانَ مَمْلُوّاً عِلْماً.

۲۔ راوی کہتا ہے امام زین العابدین علیہ السلام متوجہ ہوئے اپنے لڑکوں کی طرف درآنحالیکہ وہ حضرت کے پاس جمع تھے۔ پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے محمد اس صندوق کو اپنے گھر لے جاؤ۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں اس میں درہم و دینار نہ تھے بلکہ وہ علم سے بھرا ہوا تھا۔

٣ - مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى ابْنِ حَزْمٍ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهِ بِصَدَقَةِ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَإِنَّ ابْنَ حَزْمٍ بَعَثَ إِلَى زَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ وَكَانَ أَكْبَرَهُمْ، فَسَأَلَهُ الصَّدَقَةَ، فَقَالَ زَيْدٌ: إِنَّ الْوَالِيَ كَانَ بَعْدَ عَلِيٍّ الْحَسَنُ وَبَعْدَ الْحَسَنِ الْحُسَيْنُ وَبَعْدَ الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَبَعْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، فَابْعَثْ إِلَيْهِ فَبَعَثَ ابْنُ حَزْمٍ إِلَى أَبِي، فَأَرْسَلَنِي أَبِي بِالْكِتَابِ إِلَيْهِ حَتَّى دَفَعْتُهُ إِلَى ابْنِ حَزْمٍ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا: يَعْرِفُ هَذَا

وُلْدُ الْحَسَنِ[۲] ؟ قَالَ : نَعَمْ كَمَا يَعْرِفُونَ أَنَّ هٰذَا لَيْلٌ وَلٰكِنَّهُمْ يَحْمِلُهُمُ الْحَسَدُ وَلَوْ طَلَبُوا الْحَقَّ بِالْحَقِّ لَكَانَ خَيْراً لَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ يَطْلُبُونَ الدُّنْيَا .

الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِاللهِ عليه السلام يَقُولُ : إِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى ابْنِ حَزْمٍ - ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ ابْنُ حَزْمٍ إِلَىٰ زَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ وَكَانَ أَكْبَرَ مِنْ أَبِي عليه السلام .

عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْوَشَّاءِ مِثْلَهُ .

۳ - امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی امیہ کے بادشاہ عمر بن عبدالعزیز نے ابن حزم حاکم مدینہ کو لکھا کہ اوقات علی و عمر و عثمان کی فہرست بنا کر بھیج دے اس نے زید بن الحسن سے جو خاندان میں سب سے بڑے تھے فہرست طلب کی انھوں نے لکھا چونکہ علی کے بعد متولی حسن ہوئے ان کے بعد حسینؑ ان کے بعد علی بن الحسین اور ان کے بعد امام محمد باقر ہیں لہذا ان سے مانگ، ابن حزم نے اپنا آدمی میرے پدر بزرگوار کے پاس بھیجا۔ حضرت نے کاغذات میرے ہاتھ ابن حزم کے پاس بھیجے۔ میں نے اسے جا کر دیئے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا اولاد امام حسن اوقات کے ان ولیوں کو جانتی تھی فرمایا۔ ضرور جانتے تھے لیکن حسد ان پر غالب آیا۔ اگر وہ حق کو حق کے ساتھ طلب کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ لیکن انھوں نے دنیا کو طلب کیا۔

راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابن حزم کو لکھا۔ اس کے بعد وہی بیان فرمایا جو گزر چکا ہے پھر فرمایا ابن حزم نے اپنا آدمی زید بن الحسنؑ کے پاس بھیجا، اور وہ میرے باپ سے بڑے تھے۔

اڑسٹھواں باب

امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت پر نص

(بَابُ) ۶۸

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ عَلَىٰ أَبِي عَبْدِاللهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا

۱ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ الْوَشَّاءِ ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيِّ قَالَ : نَظَرَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام إِلَىٰ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام يَمْشِي فَقَالَ : تَرَىٰ هٰذَا ؟ هٰذَا مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ : «وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ»

۱۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے امام جعفر صادقؑ کو چلتا دیکھ کر کہتے ہوئے سنا۔ تم یہ چال دیکھتے ہو یہ وہی ہے جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو روئے زمین پر ضعیف بنا دیئے گئے ہیں ان کو امام بنائیں گے اور ہم ان کو وارث بنائیں گے۔

٢ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : لَمَّا حَضَرَتْ أَبِي عليه السلام الْوَفَاةُ قَالَ : يَاجَعْفَرُ ! اُوصِيكَ بِأَصْحَابِي خَيْراً ، قُلْتُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ وَاللهِ لَأَدَعَنَّهُمْ وَالرَّجُلُ مِنْهُمْ يَكُونُ فِي الْمِصْرِ فَلَا يَسْأَلُ أَحَداً .

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے پدر بزرگوار کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھ سے فرمایا۔ اے جعفرؑ میں تجھ سے اپنے اصحاب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں ان سب کو بلاؤں گا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی اس حال میں نہ رکھوں گا کہ شہر میں کسی سے بھی علم و مال کا سوال کرے۔

٣ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْمُثَنَّى ، عَنْ سَدِيرٍ الصَّيْرَفِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ : إِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ لَهُ الْوَلَدُ يُعْرَفُ فِيهِ شِبْهُ خَلْقِهِ وَخُلُقِهِ وَشَمَائِلِهِ ، وَإِنِّي لَأَعْرِفُ مِنِ ابْنِي هٰذَا ، شِبْهَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَشَمَائِلِي يَعْنِي أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام .

۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آدمی کی سعادت اس میں ہے کہ اس کا بیٹا اس سے صورت و سیرت اور اخلاق و عادات میں اس سے مشابہ ہو۔ میں یہ بات اپنے اس فرزند میں پاتا ہوں کہ وہ مجھ سے صورت و اخلاق و عادات میں مشابہ ہے اور فرزند سے مراد امام جعفر صادق تھے۔

٤ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ طَاهِرٍ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَأَقْبَلَ جَعْفَرٌ عليه السلام فَقَالَ أَبُوجَعْفَرٍ عليه السلام : هٰذَا خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَوْ أَخْيَرُ.

۴۔ راوی کہتا ہے میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ خلق خدا میں سب سے بہتر ہے۔

٥ ـ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ ، عَنْ طَاهِرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَأَقْبَلَ جَعْفَرٌ عليه السلام فَقَالَ أَبُوجَعْفَرٍ عليه السلام : هٰذَا خَيْرُ الْبَرِيَّةِ.

۵۔ راوی کہتا ہے میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا۔ یہ خلق خدا میں سب سے بہتر ہے۔

٦ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ طَاهِرٍ قَالَ : كُنْتُ قَاعِداً عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَأَقْبَلَ جَعْفَرٌ عليه السلام فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام : هٰذَا خَيْرُ الْبَرِيَّةِ .

۶۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام خلقِ خدا میں سب سے بہتر ہیں۔

٧ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ يَزِيدَ الْجُعْفِيِّ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ : سُئِلَ عَنِ الْقَائِمِ عليه السلام فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فَقَالَ : هٰذَا وَاللهِ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله ، قَالَ عَنْبَسَةُ : فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ ، فَقَالَ : صَدَقَ جَابِرٌ ، ثُمَّ قَالَ : لَعَلَّكُمْ تَرَوْنَ أَنْ لَيْسَ كُلُّ إِمَامٍ هُوَ الْقَائِمَ بَعْدَ الْإِمَامِ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ ؟.

۷۔ جابر بن یزید جعفی سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کسی نے حضرت سے قائم آل محمدؐ کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے امام جعفر صادق علیہ السلام پر ہاتھ رکھ کر فرمایا واللہ یہ قائم آل محمدؐ ہے عنبسہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے انتقال کے بعد میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا جابر نے سچ بیان کیا کہ تمہارا گمان یہ ہے کہ ہر امام اپنے سے پہلے امام کے بعد قائم نہیں ہوتا۔

توضیح :۔ یہاں قائم سے مراد امام آخر نہیں ہیں بلکہ امور دین کا قائم کرنے والا اور احکام شریعت کا نگراں اور اس کا جاری کرنے والا مراد ہے۔

٨ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ، عَنْ عَبْدِالْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام قَالَ : إِنَّ أَبِي عليه السلام اسْتَوْدَعَنِي مَا هُنَاكَ ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ : ادْعُ لِي شُهُوداً فَدَعَوْتُ لَهُ أَرْبَعَةً مِنْ قُرَيْشٍ ، فِيهِمْ نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ : اكْتُبْ : هٰذَا مَا أَوْصَى بِهِ يَعْقُوبُ بَنِيهِ « يَا بَنِيَّ إِنَّ اللهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ » وَ أَوْصَى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِي بُرْدِهِ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ الْجُمُعَةَ وَ

بقر ۳۲

ذٰلِكَ ، بَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَعَلَهُ بِهِ

۱۶۔فیض بن مختار سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جبکہ وہ لڑکے تھے آگئے میں نے ان کو پکڑ لیا اور بوسہ دیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تم کشتی ہو اور یہ تمہارا ملاح ہے۔فیض کہتے ہیں کہ اگلے سال میں حج کو گیا میرے پاس دو ہزار دینار تھے میں نے ایک ہزار امام جعفر صادق علیہ السلام کو بھیجے اور ایک ہزار موسیٰ کاظم علیہ السلام کو۔ اس کے بعد جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا۔ اے فیض! تم نے مجھے موسیٰ کے برابر کر دیا۔ میں نے کہا آپ ہی نے تو فرمایا تھا کہ یہ تمہارے ملاح ہیں۔ فرمایا واللہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ کے حکم سے۔

ستّرواں باب
امام رضا علیہ السلام کی امامت پر نص

(بَابُ ٧٠)

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ عَلَىٰ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ

١ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ نُعَيْمٍ الصَّحَّافِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَهِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ وَعَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ بِبَغْدَادَ ، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ: كُنْتُ عِنْدَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ جَالِساً فَدَخَلَ عَلَيْهِ ابْنُهُ عَلِيٌّ فَقَالَ لِي: يَا عَلِيَّ بْنَ يَقْطِينٍ! هٰذَا عَلِيٌّ سَيِّدُ وُلْدِي أَمَا إِنِّي قَدْ نَحَلْتُهُ كُنْيَتِي ، فَضَرَبَ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ بِرَاحَتِهِ جَبْهَتَهُ ، ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ كَيْفَ قُلْتَ؟ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ: سَمِعْتُ وَاللّٰهِ مِنْهُ كَمَا قُلْتُ ، فَقَالَ هِشَامٌ: أَخْبَرَكَ أَنَّ الْأَمْرَ فِيهِ مِنْ بَعْدِهِ.

أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ نُعَيْمٍ الصَّحَّافِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ ـ وَفِي نُسْخَةِ الصَّفْوَانِيِّ ـ قَالَ: كُنْتُ أَنَا ، ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

ا۔صحاف سے مروی ہے کہ ہشام ابن الحکم اور علی بن یقطین بغداد میں تھے۔علی بن یقطین نے بیان کیا کہ میں ایک روز امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے فرزند علی آگئے ۔مجھ سے کہا اے علی بن یقطین یہ علی میری اولاد کا سردار ہے میں نے اپنی کنیت اسے دی۔ ہشام نے یہ سن کر اس کی پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا تم یہ کیسے کہتے ہو علی بن یقطین نے کہا۔ واللہ میں نے ایسے ہی سنا ہے ہشام نے کہا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد وہی امام ہونگے

اور راویوں نے بھی صحاف سے یہی روایت کی ہے۔

۲ ـ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ نُعَيْمٍ الْقَابُوسِيِّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ : إِنَّ ابْنِي عَلِيّاً أَكْبَرُ وُلْدِي وَأَبَرُّهُمْ عِنْدِي وَأَحَبُّهُمْ إِلَيَّ وَهُوَ يَنْظُرُ مَعِي فِي الْجَفْرِ وَلَمْ يَنْظُرْ فِيهِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ .

۲۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے میرا فرزند علی اکبر اولاد ہے اور ان میں سب سے زیادہ نیک ہے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ میرے ساتھ جفر میں نظر کرتا ہے اور نہیں نظر کرتا اس میں مگر نبی یا وصیؑ نبی۔

۳ ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبَّادٍ الْقَصْرِيِّ جَمِيعاً ، عَنْ دَاوُدَ الرَّقِّيِّ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ عليه السلام : جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي قَدْ كَبُرَ سِنِّي ، فَخُذْ بِيَدِي مِنَ النَّارِ ، قَالَ فَأَشَارَ إِلَى ابْنِهِ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام ، فَقَالَ : هٰذَا صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي .

۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام موسیٰ علیہ السلام سے کہا میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے نارِ جہنم سے بچائیے حضرت نے امام رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ہے تمہارا امام میرے بعد۔

٤ ـ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ عليه السلام : أَلَا تَدُلُّنِي إِلَى مَنْ آخُذُ عَنْهُ دِينِي؟ فَقَالَ : هٰذَا ابْنِي عَلِيٌّ إِنَّ أَبِي أَخَذَ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي إِلَى قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله
فَقَالَ : يَا بُنَيَّ ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ : «إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً» وَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بقرہ ۲/۳۰
إِذَا قَالَ قَوْلاً وَفَى بِهِ .

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا۔ آپ مجھے بتائیے کہ آپ کے بعد معاملات دینی کا تعلق ہم کس سے رکھیں، فرمایا۔ یہ میرا بیٹا علی ہے میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبر رسولؐ پر لے جا کر فرمایا۔ بیٹا خدا نے فرمایا ہے کہ میں روئے زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں پس خدا اپنے وعدے کو وفا کرنے والا ہے۔

٥ ـ أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ اللُّؤْلُؤِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ دَاوُدَ الرَّقِّيِّ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام : إِنِّي قَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَ دَقَّ عَظْمِي وَإِنِّي سَأَلْتُ أَبَاكَ عليه السلام فَأَخْبَرَنِي بِكَ، فَأَخْبِرْنِي [مَنْ بَعْدَكَ؟] فَقَالَ: هٰذَا أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا .

۵۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا میرا اب بڑھاپا ہے اور میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں میں نے آپ کے پدر بزرگوار سے بھی سوال کیا تھا پس اب آپ بتایئے کہ آپ کے بعد کون امام ہوگا فرمایا۔ ابوالحسن رضا۔

٦ ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ مَرْوَانَ الْقَنْدِيِّ وَكَانَ مِنَ الْوَاقِفَةِ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَىٰ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَعِنْدَهُ ابْنُهُ أَبُوالْحَسَنِ عليه السلام ، فَقَالَ لِي : يَا زِيَادُ ، هٰذَا ابْنِي فُلَانٌ، كِتَابُهُ كِتَابِي وَكَلَامُهُ كَلَامِي وَرَسُولُهُ رَسُولِي وَمَا قَالَ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ .

۶۔ راوی کہتا ہے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آیا ان کے پاس ان کے فرزند امام رضا علیہ السلام تھے مجھ سے فرمایا۔ اے زید! یہ میرا فلاں بیٹا ہے اس کی تحریر میری تحریر ہے اور اس کا کلام میرا کلام ہے اس کا قاصد میرا قاصد ہے جو یہ کہے سچ ہے۔

٧ ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ قَالَ : حَدَّثَنِي الْمَخْزُومِيُّ وَكَانَتْ أُمُّهُ مِنْ وُلْدِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام قَالَ: بَعَثَ إِلَيْنَا أَبُوالْحَسَنِ مُوسَىٰ عليه السلام فَجَمَعَنَا ثُمَّ قَالَ لَنَا : أَتَدْرُونَ لِمَ دَعَوْتُكُمْ ؟ فَقُلْنَا : لَا ، فَقَالَ : اشْهَدُوا أَنَّ ابْنِي هٰذَا وَصِيِّي وَالْقَيِّمُ بِأَمْرِي وَخَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي ، مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدِي دَيْنٌ فَلْيَأْخُذْهُ مِنِ ابْنِي هٰذَا وَمَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدِي عِدَةٌ فَلْيَنْجِزْهَا مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنْ لِقَائِي فَلَا يَلْقَنِي إِلَّا بِكِتَابِهِ .

۷۔ مخزومی نے جس کی ماں نسل جعفر بن ابی طالب سے تھی بیان کیا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہمیں بلا کر فرمایا۔ تم جانتے ہو میں نے کیوں بلایا ہے ہم نے کہا نہیں، فرمایا اس لئے کہ گواہ بنو اس بات کے کہ میرا بیٹا میرا وصی ہے اور میرے امر امامت کا قائم کرنے والا ہے اور میرا خلیفہ ہے میرے بعد، پس جس کا میرے اوپر قرضہ ہو وہ میرے اس بیٹے سے لے لے اور جس سے میں نے وعدہ کیا ہو وہ اس سے پورا کرائے اور جس کو (قید خانہ میں) مجھ سے ملنا ضروری ہو وہ اس کی تحریر کے ساتھ مجھ سے ملے۔

٨ ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ جَمِيعاً ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ قَالَ : خَرَجَتْ إِلَيْنَا أَلْوَاحٌ مِنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام ـ وَهُوَ فِي الْحَبْسِ ـ : عَهْدِي إِلَىٰ أَكْبَرِ وُلْدِي أَنْ يَفْعَلَ كَذَا وَأَنْ يَفْعَلَ كَذَا ، وَفُلَانٌ لَا تُنِلْهُ شَيْئاً حَتَّىٰ أَلْقَاكَ أَوْ يَقْضِيَ اللهُ عَلَيَّ الْمَوْتَ .

۸۔ حسین مختار سے مروی ہے ہمیں کچھ تحریریں ملیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اس میں تحریر تھا کہ میرا عہد

وَكَانَ فِي الْوَصِيَّةِ الَّتِي فَضَّ الْعَبَّاسُ تَحْتَ الْخَاتَمِ هٰؤُلاءِ الشُّهُودُ : إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ جَعْفَرُ بْنُ صَالِحٍ وَ سَعِيدُ بْنُ عِمْرَانَ. وَ أَبْرَزُوا وَجْهَ أُمِّ أَحْمَدَ فِي مَجْلِسِ الْقَاضِي وَ ادَّعَوْا أَنَّهَا لَيْسَتْ إِيَّاهَا حَتّٰى كَشَفُوا عَنْهَا وَعَرَفُوهَا ، فَقَالَتْ عِنْدَ ذٰلِكَ: قَدْوَاللهِ قَالَ سَيِّدِي هٰذَا : إِنَّكِ سَتُؤْخَذِينَ جَبْراً وَتُخْرَجِينَ إِلَى الْمَجَالِسِ ، فَزَجَرَهَا إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ قَالَ: اسْكُتِي فَإِنَّ النِّسَاءَ إِلَى الضَّعْفِ مَا أَظُنُّهُ قَالَ مِنْ هٰذَا شَيْئاً ، ثُمَّ إِنَّ عَلِيّاً عليه السلام الْتَفَتَ إِلَى الْعَبَّاسِ فَقَالَ : يَا أَخِي إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّهُ إِنَّمَا حَمَلَكُمْ عَلَى هٰذِهِ الْغَرَائِمُ وَ الدُّيُونُ الَّتِي عَلَيْكُمْ ، فَانْطَلِقْ يَا سَعِيدُ فَتَعَيَّنْ لِي مَا عَلَيْهِمْ ، ثُمَّ اقْضِ عَنْهُمْ وَلَا وَاللهِ لَا أَدَعُ مُوَاسَاتَكُمْ وَبِرَّكُمْ مَا مَشَيْتُ عَلَى الْأَرْضِ فَقُولُوا مَا شِئْتُمْ فَقَالَ الْعَبَّاسُ ما تُعْطِينَا إِلَّا مِنْ فُضُولِ أَمْوَالِنَا ، وَ مَا لَنَا عِنْدَكَ أَكْثَرُ فَقَالَ : قُولُوا مَا شِئْتُمْ فَالْعِرْضُ عِرْضُكُمْ فَإِنْ تُحْسِنُوا فَذَاكَ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ وَ إِنْ تُسِيئُوا فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَاللهِ إِنَّكُمْ لَتَعْرِفُونَ أَنَّهُ مَا لِي يَوْمِي هٰذَا وَلَدٌ وَلَا وَارِثٌ غَيْرُكُمْ وَلَئِنْ حَبَسْتُ شَيْئاً مِمَّا تَظُنُّونَ أَوِ ادَّخَرْتُهُ فَإِنَّمَا هُوَ لَكُمْ وَمَرْجِعُهُ إِلَيْكُمْ وَاللهِ مَا مَلَكْتُ مُنْذُ مَضٰى أَبُوكُمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَيْئاً إِلَّا وَقَدْ سَيَّبْتُهُ حَيْثُ رَأَيْتُمْ ، فَوَثَبَ الْعَبَّاسُ فَقَالَ : وَاللهِ مَا هُوَ كَذٰلِكَ وَمَا جَعَلَ اللهُ لَكَ مِنْ رَأْيٍ عَلَيْنَا وَلٰكِنْ حَسَدُ أَبِينَا لَنَا وَإِرَادَتُهُ مَا أَرَادَ مِمَّا لَا يُسَوِّغُهُ اللهُ إِيَّاهُ وَلَا إِيَّاكَ وَإِنَّكَ لَتَعْرِفُ وَإِنِّي أَعْرِفُ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى بَيَّاعَ السَّابِرِيِّ بِالْكُوفَةِ وَلَئِنْ سَلِمْتُ لَأُغْصِصَنَّهُ بِرِيقِهِ وَأَنْتَ مَعَهُ ، فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام : لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ، أَمَّا إِنِّي يَا إِخْوَتِي فَحَرِيصٌ عَلَى مَسَرَّتِكُمْ ، اَللهُ يَعْلَمُ ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي أُحِبُّ صَلَاحَهُمْ وَأَنِّي بَارٌّ بِهِمْ وَاصِلٌ لَهُمْ رَفِيقٌ عَلَيْهِمْ أُعْنِي بِأُمُورِهِمْ لَيْلاً وَنَهَاراً فَاجْزِنِي بِهِ خَيْراً وَإِنْ كُنْتُ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ فَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ فَاجْزِنِي بِهِ مَا أَنَا أَهْلُهُ إِنْ كَانَ شَرّاً فَشَرّاً وَ إِنْ كَانَ خَيْراً فَخَيْراً ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْهُمْ وَ أَصْلِحْ لَهُمْ وَ اخْسَأْ عَنَّا وَ عَنْهُمُ الشَّيْطَانَ وَأَعِنْهُمْ عَلَى طَاعَتِكَ وَ وَفِّقْهُمْ لِرُشْدِكَ أَمَّا أَنَا يَا أَخِي ! فَحَرِيصٌ عَلَى مَسَرَّتِكُمْ، جَاهِدٌ عَلَى صَلَاحِكُمْ ؛ وَاللهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ : مَا أَعْرَفَنِي بِلِسَانِكَ وَلَيْسَ لِمِسْحَاتِكَ عِنْدِي طِينٌ ؛ فَافْتَرَقَ الْقَوْمُ عَلَى هٰذَا وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ.

۱۵۔ یزید بن سلیط سے مروی ہے کہ جب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے وصیت کی تو گواہ بنایا ابراہیم بن محمد جعفری، اسحاق بن جعفر بن محمد و جعفر بن صالح و معاویہ جعفر (اولاد جعفر طیار) وہ یحییٰ بن الحسین بن زید بن علی و سعد ابن عمران انصاری و محمد بن الحارث انصاری و یزید بن سلیط انصاری اور محمد بن جعفر کو اور حضرت خود اس وصیت کو لکھنے

والے تھے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے عبد و رسولؐ ہیں اور قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور جو لوگ قبروں میں ہیں خدا ان کو اُٹھائے گا اور اس کا وعدہ حق ہے اور حساب حق ہے اور قضا حق ہے اور خدا کے روبرو کھڑا ہونا حق ہے اور جو محمد مصطفےٰؐ پر نازل ہوا حق ہے اور جو روح الامین لے کر آئے وہ حق ہے اسی عقیدہ پر میں زندہ ہوں اور اسی عقیدہ پر میں مروں گا اور اسی عقیدہ پہ روزِ قیامت میں اٹھوں گا انشاء اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس وصیت کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور یہ وہی خصوصیت ہے جو میرے بعد امیر المؤمنین نے کی اور ان کے وصی محمد بن علی نے اس سے پہلے، میں نے حرف بحرف وہی لکھا اور ایسی ہی وصیت میرے والد جعفر بن محمد نے کی تھی اور میں نے وصیت کی ہے اپنے فرزند علی کے لئے اور اپنے بیٹوں کے لئے جو اس کے ساتھ ہیں اور میں ان کی صلاحیت سے مانوس ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ ان سے اقرار لے کہ یہ میرے فرزند علی رضا کے لئے ہے نہ کہ اور بھائیوں کے لئے میں نے اپنے فرزند علی کو وصیت کی ہے اپنے صدقات اور اوقاف کے متعلق اور اپنے غلاموں اور ان بچوں کے متعلق جو پیدا ہو چکے ہیں اور اپنے بیٹوں کے لئے ابراہیم اور عباس و قاسم و اسمٰعیل اور احمد کے لئے اور اُم احمد (کنیز امام موسیٰ کاظمؑ) کے لئے اور میرے فرزند علی کے لئے وصیت کی ہے کہ میری ازواج کے لئے ایک تہائی صدقات میرے والد کے اوقات سے اور ایک تہائی میرے اوقاف سے دیں باقی جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں صاحب مال کی طرح چاہے فروخت کریں چاہے ہبہ کریں، عطا کریں یا تصدق کریں ان پر جن کے نام میں نے لئے ہیں اور ان پر جن کے نام نہیں لئے۔

وہ مثل میری ذات کے ہے میرے مال و اولاد کے معاملے میں چاہیں تو ان بھائیوں کو جن کا ذکر میں نے اپنی تحریر میں کر دیا ہے اپنے پاس رکھیں اور اگر ناپسند کریں تو ان کو علیحدہ کر دیں اس بارے میں ان پر کوئی الزام نہ ہوگا اور نہ رائے بدلنے کی ضرورت پیش آئے گی کہ اگر ان میں سے کچھ ایسے ہوں کہ اپنا سلوک بدل دیں تو ان کو ساتھ لیں ان کا انحصار ان کی رائے پر ہے۔

اگر (خاندان میں) کوئی اپنی بہن کی شادی کرنا چاہے تو بغیر امام کی اجازت کے اور امر کے شادی نہ کرے کیونکہ وہ قوم کے مناکح کے اچھے جاننے والے ہیں اور اگر کوئی بادشاہ یا کوئی شخص کسی امر کی بجا آوری میں مانع ہو یا حائل ہو۔ ان امور (اوقاف وغیرہ) کے درمیان جو میں نے اپنے وصیت نامے میں ذکر کئے ہیں تو وہ اللہ اور رسولؐ سے الگ ہے اللہ اور رسول اس سے بیزار ہیں اس پر اللہ کی لعنت اور غضب ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت اور ملائکہ ومقربین کی انبیاء و مرسلینؑ اور تمام مسلمانوں کی لعنت۔

اور کسی بادشاہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے اوقات و صدقات وغیرہ کے متعلق علیؑ کو باز رکھے ہماری طرف سے علیؑ کے کام باز رکھے۔

کوئی باز پرس نہیں اور نہ میری اولاد میں کسی کو یہ حق ہے میری طرف سے مال کے وہ مالک ہیں۔

اور وہ راست گو ہیں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے اگر وہ مال کم بتائیں تو صحیح ہے اور اگر زیادہ بتائیں تو صحیح ہے میں نے وصیت نامہ میں علیؑ کے ساتھ اپنی اولاد کے جو نام رکھے ہیں تو صرف ان کی عزت افزائی اور نیک نامی کے لئے اور انتظامی امور میں ان کا کوئی دخل نہیں۔

اور میری اولاد کی مائیں اگر اپنے گھروں میں پردہ کے اندر رہیں تو ان کو نفقہ اتنا ہی ملے گا جتنا میری زندگی میں ملتا رہا ہے اگر علی اس کو مناسب سمجھیں، اور میری لڑکیوں کے لئے بھی یہی صورت ہے کوئی بھائی اپنی بہن کی اور کوئی ماں اپنی بیٹی کی ترویج بغیر علی کے مشورہ کے کرے گی اور نہ اس کا حق بادشاہ کو ہے اور نہ چچوں کو مگر علیؑ کی رائے اور مشورہ کے بعد اگر اس کے خلاف انھوں نے عمل کیا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی اور انھوں نے میرے فرزند کے اختیارات میں جھگڑا کیا درآنحالیکہ وہ مناکح قوم کا سب سے زیادہ جاننے والا ہے اگر وہ ترویج کرنی چاہے تو کر دے اور نہ کرنی چاہے تو نہ کرے اور میں نے یہی وصیت جو اس کتاب میں ہے لڑکیوں کو بھی کر دی ہے اور میں نے ان پر خدا کو گواہ قرار دیا ہے اور علیؑ اور اُمِ احمد بھی ان پر گواہ ہیں اور نہیں جائز کسی کو میری اس تحریر کو کھولے اور نہ اس کا اعلان کرے۔ درآنحالیکہ وہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور نامزد کیا ہے پس جو اس کے خلاف کرے گا اس کا مظلمہ اس پر ہوگا اور جو نیکی کرے گا تو اس کا فائدہ اس کی ذات کو پہنچے گا اور خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں اور درود ہو محمد اور ان کی آل پر۔ اور کسی بادشاہ وغیرہ کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس تحریر کی مہر کو جس کے نیچے میں نے مہر لگا دی ہے توڑے اور جو ایسا کرے گا تو اس پر اللہ کی لعنت ہوگی اور غضب خدا کا نازل ہوگا اور لعنت ہوگی لعن کرنے والوں کی اور ملائکہ و مقربین کی، انبیاء اور مومنین کی، جماعت کی اور یہ تحریر حضرت نے لکھی اور مہر لگائی ابوابراہیم علیہ السلام نے اور گواہوں نے بھی مہر لگائی اور درود ہو محمد و آل محمد پر۔

ابن الحکم نے بیان کیا کہ روایت کی مجھ سے عبداللہ بن آدم جعفری نے یزید بن سلیط سے کہ ابوابراہیم طلحی قاضی مدینہ تھا جب امام موسیٰ کاظمؑ کا انتقال ہو گیا تو ان کے بھائی طلحی قاضی کے پاس آئے اور عباس ابن موسیٰ نے ان سے کہا کہ اس تحریر کے نیچے خزانہ اور جواہرات ہیں علی نے (امام رضا علیہ السلام نے) ان کو چھپا لیا ہے اور ہم کو محروم کر کے ان پر قبضہ کر لیا ہے اور ہمارے پدر بزرگوار نے جو کچھ مال چھوڑا ہے انھوں نے اس سب پر قبضہ کر لیا ہے اور ہمیں مفلس بنا دیا ہے اور خودداری ملحوظ نہ ہوتی تو میں ایک ایک چیز کو سب کے سامنے بیان کر دیتا۔ (مطلب یہ ہے کہ شیعہ بہت سا مال خمس ہمارے باپ کو لا کر دیا کرتے تھے یہ تحریر اسی کے متعلق ہے)

ابراہیم بن محمد جو اس تحریر کے گواہوں میں سے تھے آگے بڑھے اور کہنے لگے تم جو کچھ بیان کر رہے ہو ہم اسے قبول نہیں کرتے اور تمہارے اس بیان کی تصدیق نہیں کرتے اور ہمارے نزدیک ملعون و ذلیل ہو۔ ہم تمہارے جھوٹ کو طفلی اور بزرگی دونوں حالتوں میں جاننے والے ہیں تمہارے والد تمہاری حالت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اگر تم میں کوئی خوبی ہوتی تو تمہارے باپ تمہاری

ظاہری و باطنی صورت میں ضرور اسکے جاننے والے ہوتے ۔ تو ضرور تم کو امین بناتے ۔ لیکن انھوں نے کبھی دو خرموں پر بھی تم کو امین نہیں بنایا۔

پھر ان کے چچا اسحاق بن جعفر اس کی طرف بڑھے اور اس کا گریبان پکڑ کر کہا، تو نادان کمزور عقل اور احمق ہے تجھ سے یہ گستاخانہ باتیں آج بھی اور کل بھی علی کے بارے میں سرزد ہوتیں تمام قوم نے ان کی تصدیق و اعانت کی۔

ابو عمران قاضی نے کہا امام رضا علیہ السلام سے، اے علی ابو الحسن کافی ہے میرے لئے لعنت، آپ کے باپ کی دستاویز میں امام موسیٰ کاظم نے لکھا جو بادشاہ یا کوئی حاکم اس مہر کو توڑے تو اس پر خدا و مرسلین اور ملائکہ کی لعنت ہو) آپکے والد نے آپ کو اختیار دیا ہے قسم خدا کی ہر باپ اپنے بیٹے کے متعلق سب سے زیادہ جاننے والا ہوتا ہے۔

خدا کی قسم آپ کے پدر بزرگوار میرے نزدیک نہ تو خفیف العقل تھے اور نہ ضعیف الرائے ۔ عباس نے قاضی سے کہا کہ اللہ تمہاری حفاظت کرے اس مہر کو توڑیئے اور جو کچھ اس کے نیچے لکھا ہے اسے پڑھیئے، اس نے کہا میں تو مہر کو نہ توڑوں گا۔ تمہارے باپ کی لعنت میرے لیئے کافی ہے عباس نے کہا، میں توڑوں گا اس نے کہا تم جانو، عباس نے مہر کو توڑا تو اس میں تھا کہ ان لوگوں کو تولیت سے خارج کرو۔ اس کے مالک صرف علی (امام رضا) ہیں اور ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اطاعتِ علی میں داخل ہوں باخوشی یا باکراہت اور یہ کہ صدقات وغیرہ سے ان کو علیحدہ رکھا جائے۔ اس مہر کا توڑنا ان لوگوں کے لئے مصیبت رسوائی اور ذلت کا باعث بن گیا اور امام رضا علیہ السلام کے لئے سبب خیر ہوا۔

جب وصیت نامہ کی مہر عباس نے توڑی تو اس کے نیچے حسب ذیل گواہوں کی گواہی تھی ابراہیم بن محمد، اسحاق بن جعفر، جعفر بن صالح و سعید بن عمران، انھوں نے ام احمد کا چہرہ کھول دیا۔ قاضی کی کچہری میں ان کا دعویٰ تھا کہ یہ ام احمد نہیں اس لئے انھوں نے ان کے چہرہ سے پردہ ہٹایا۔

پھر انھوں نے پہچان لیا تب ام احمد نے کہا، واللہ میرے سردار (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے ایسا ہی کہا تھا کہ تو عنقریب پکڑی جائے گی جبراً اور گھر سے مجلس کی طرف نکالی جائے گی اس پر اسحاق بن جعفر نے ڈانٹا اور کہا عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں۔ انھوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔

پھر امام رضا علیہ السلام نے عباس سے فرمایا۔ اے بھائی میں جانتا ہوں کہ یہ باتیں تم نے ان قرضوں کی وجہ سے کی ہیں جو لوگوں کے تم پر ہیں پس اے سعید! تم میرے ساتھ چلو اور بتاؤ ان پر کتنا قرضہ ہے میں اس کو ادا کر دوں گا واللہ میں جب تک زمین پر چلتا ہوں تم سے ہمدردی کرنا اور نیکی کرنا نہیں چھوڑوں گا اب تم بتاؤ کیا چاہتے ہو۔

عباس نے کہا آپ ہم کو ہمارے زائد مال سے دینا چاہتے ہیں حالانکہ ہمارے حق کا مال آپ کے پاس بہت زیادہ ہے حضرت نے فرمایا تم جو چاہو کہو، ہماری عرض تمہاری عرض ہے اگر اچھی بات کہو گے تو خدا سے اس کا اچھا بدلہ پاؤ گے اور اگر برا کرو گے تو اللہ غفور الرحیم ہے اور تم کو معلوم ہے کہ ابھی تک میرے لڑکا نہیں ہے اور تمہارے سوا اور کوئی میرا وارث

نہیں اگر جیسا تمہارا گمان ہے میں نے کوئی شئے روک رکھی ہے یا ذخیرہ کرلی ہے تو وہ تم ہی کو ملے گی اور خدا کی قسم جب سے والد ماجد مرے ہیں جو چیز مجھے ملی ہے میں نے اسے متفرق کر دیا ہے۔ جیسا کہ تم نے دیکھا ہے (یعنے سب پر تقسیم کر دیا ہے)

یہ سن کر عباس اُچھل پڑا اور کہنے لگا واللہ ایسا نہیں ہے۔ اللہ کا کوئی حکم ہمارے خلاف نہیں ہے بلکہ تم نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے از روئے حسد کیا ہے اور ہمارے باپ نے جو ارادہ کیا تھا وہ نہیں جائز کیا اللہ نے، نہ ان کے لئے نہ تمہارے لئے اور تم اس بات کو جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں صفوان بن یحییٰ (وکیل امام رضاؑ) جو کوفہ کا پارچہ فروش ہے اس نے ہمارے حق کی چیز کو فروخت کیا) اگر میں زندہ ہوں تو اس کو اور تم کو شرمندہ ضرور کروں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا نہیں ہے مدد اور قوت مگر خدائے عظیم سے اے میرے بھائیو! میں تمہاری مسرت کا حریص ہوں، خدا اس کو جانتا ہے خدایا اگر تو جانتا ہے کہ میں ان کی درستیٔ حال کو دوست رکھتا ہوں اور ان کے ساتھ نیکی کرنے والا ہوں اور صلۂ رحم کرنے والا ہوں اور ان پر مہربان ہوں اور رات دن ان کے معاملات میں انکی مدد کرتا ہوں تو مجھے اس کی بہتر جزا دے۔ اور اگر ایسا نہیں اور تو علام الغیوب ہے تو میرے ساتھ وہ کر جس کا میں اہل ہوں، شر کا بدلہ شر ہے اور خیر کا خیر، خداوندا ان کی اصلاح کر اور ان کے معاملات کو درست کر اور رحم سے اور ان سے شیطان کو دور رکھ اور ذلیل کر، اپنی اطاعت میں ان کی مدد کر اور ہدایت کی توفیق دے اور جو کچھ میں کہتا ہوں اللہ اس کا وکیل ہے عباس نے کہا میں آپ کی چرب زبانی جانتا ہوں آپ کی بات کی میرے نزدیک کوئی وقعت نہیں۔ یہ بدکلامی سن کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور محمد و آلِ محمد پر درود بھیجا۔

١٦ـ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ عُبَيْدِاللهِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ ، عَنِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلىٰ أَبِي الْحَسَنِ مُوسىٰ عليه السلام مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقْدَمَ الْعِرَاقَ بِسَنَةٍ وَعَلِيٌّ ابْنُهُ جَالِسٌ بَيْنَ يَدَيْهِ ، فَنَظَرَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ! أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ حَرَكَةٌ ، فَلَاتَجْزَعْ لِذٰلِكَ ، قَالَ : قُلْتُ : وَ مَا يَكُونُ جُعِلْتُ فِدَاكَ ؟ فَقَدْ أَقْلَقَنِي مَا ذَكَرْتَ ، فَقَالَ : أَصِيرُ إِلَى الطَّاغِيَةِ ، أَمَا إِنَّهُ لَا يَبْدَأُنِي مِنْهُ سُوءٌ وَ مِنَ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَهُ ، قَالَ : قُلْتُ : وَ مَا يَكُونُ جُعِلْتُ فِدَاكَ ؟ قَالَ : يُضِلُّ اللهُ الظَّالِمِينَ وَ يَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ ، قَالَ : قُلْتُ : وَ مَا ذَاكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ ؟ قَالَ : مَنْ ظَلَمَ ابْنِي هٰذَا حَقَّهُ وَ جَحَدَ إِمَامَتَهُ مِنْ بَعْدِي كَانَ كَمَنْ ظَلَمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حَقَّهُ وَ جَحَدَهُ إِمَامَتَهُ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله ، قَالَ : قُلْتُ : وَاللهِ لَئِنْ مَدَّ اللهُ لِي فِي الْعُمْرِ لَأُسَلِّمَنَّ لَهُ حَقَّهُ وَ لَأُقِرَّنَّ لَهُ بِإِمَامَتِهِ ، قَالَ : صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ ، يَمُدُّ اللهُ فِي عُمْرِكَ وَ تُسَلِّمُ لَهُ حَقَّهُ وَ تُقِرُّ لَهُ بِإِمَامَتِهِ وَ إِمَامَةِ مَنْ يَكُونُ مِنْ بَعْدِهِ ، قَالَ : قُلْتُ : وَ مَنْ ذَاكَ ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ابْنُهُ ، قَالَ : قُلْتُ

لَهُ الرِّضَا وَالتَّسْلِيمُ.

۱۶۔ ابن سنان سے مروی ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس آیا عراق آپ کے جانے سے قبل اور امام رضا علیہ السلام آپ کے پاس بیٹھے تھے مجھ سے فرمایا اے محمد اس سال ایک واقعہ ہونے والا ہے تم اس سے مضطرب نہ ہونا۔ میں نے کہا وہ کیا ہے آپؑ کے اس فرمانے نے مجھے پریشانی میں ڈال دیا۔ فرمایا۔ صبر کرنا بغاوت و سرکشی پر، لیکن اس سے مجھے اور میرے بعد والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ میں نے کہا میں فدا ہوں۔ وہ ہوگا کیا؟ فرمایا۔ خدا ظالموں کو گمراہی میں چھوڑے گا اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ میں نے کہا وہ ہے کیا بات، فرمایا میرے اس بیٹے کے حق کو غصب کیا اور اس کی امامت سے انکار کیا تو ایسا ہے جیسے علی کا حق اور بعد رسول اللہ ان کی امامت سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا واللہ اگر میں زندہ رہا تو ان کا حق ضرور ان کے سپرد کر دوں گا اور ہم ان کی امامت کا اقرار کریں گے آپ کے بعد کون ہوگا۔ فرمایا میرا بیٹا محمد (امام محمد تقی علیہ السلام) میں نے کہا۔ ہم ان پر راضی ہیں اور ان کی امامت کو تسلیم کرتے ہیں۔

توضیح:۔ امام محمد تقی علیہ السلام کو بعض لوگ امام رضا علیہ السلام کا فرزند تسلیم نہیں کرتے تھے اور اس مخالفت میں بڑا زور پیدا ہو گیا سادات کے اکثر افراد نے اس بارے میں امام رضا علیہ السلام سے جھگڑا کیا تھا۔ آپ نے اوقاف و صدقات کو ہم سے الگ رکھنے کے لئے امام محمد تقی کو اپنا بیٹا ظاہر کیا ہے اسی قضیہ کی طرف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مذکورہ بالا حدیث میں اشارہ فرمایا ہے۔

اکہتّرواں باب

امام محمد تقی علیہ السلام کی امامت پر نص

((بَابُ)) ۷۱

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ عَلَىٰ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عَلَيْهِ السَّلَامُ

١ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ حَبِيبٍ الزَّيَّاتِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ كَانَ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام جَالِساً، فَلَمَّا نَهَضُوا قَالَ لَهُمْ: الْقَوْا أَبَا جَعْفَرٍ فَسَلِّمُوا عَلَيْهِ وَأَحْدِثُوا بِهِ عَهْداً، فَلَمَّا نَهَضَ الْقَوْمُ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَرْحَمُ اللهُ الْمُفَضَّلَ إِنَّهُ كَانَ لَيَقْنَعُ بِدُونِ هٰذَا.

۱۔ راوی کہتا ہے کہ خبر دی مجھ کو اس نے جو امام رضا علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا جب لوگ آپ کے پاس سے

۸۔ راوی کہتا ہے میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؑ نے اپنے فرزند کو بلایا وہ بہت کم سن تھے حضرت نے ان کو اپنے پہلو میں بٹھا کر مجھ سے فرمایا۔ ان کے کپڑے اتارو اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھو میں نے دیکھا تو آپ کے ایک شانے پر ایک مہر لگی تھی جس کا اثر گوشت کے اندر تک تھا۔ فرمایا۔ تم نے اسے دیکھا اسی طرح کا نشان اسی جگہ میرے پدر بزرگوار کے بھی تھا۔

٩ـ عَنْهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي يَحْيَى الصَّنْعَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام فَجِيءَ بِابْنِهِ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام وَهُوَ صَغِيرٌ، فَقَالَ: هٰذَا الْمَوْلُودُ الَّذِي لَمْ يُولَدْ مَوْلُودٌ أَعْظَمُ بَرَكَةً عَلَىٰ شِيعَتِنَا مِنْهُ.

۹۔ راوی کہتا ہے میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپ کے فرزند ابوجعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) درآنحالیکہ وہ کم سن تھے آئے۔ آپ نے فرمایا یہ وہ بچہ ہے جس سے زیادہ برکت والا ہمارے شیعوں کے لئے اور کوئی نہیں۔

١٠ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَىٰ قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا عليه السلام: قَدْ كُنَّا نَسْأَلُكَ قَبْلَ أَنْ يَهَبَ اللهُ لَكَ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام فَكُنْتَ تَقُولُ: يَهَبُ اللهُ لِي غُلَاماً، فَقَدْ وَهَبَهُ اللهُ لَكَ، فَأَقَرَّ عُيُونَنَا، فَلَا أَرَانَا اللهُ يَوْمَكَ فَإِنْ كَانَ كَوْنٌ فَإِلَىٰ مَنْ؟ فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَىٰ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام وَهُوَ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ هٰذَا ابْنُ ثَلَاثِ سِنِينَ؟! فَقَالَ: وَمَا يَضُرُّهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَدْ قَامَ عِيسَىٰ عليه السلام بِالْحُجَّةِ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثِ سِنِينَ.(1)

۱۰۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ قبل اس کے کہ ابوجعفر پیدا ہوں تو ہم نے آپ سے آپ کے بعد والے امام کے متعلق سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ خدا مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ چنانچہ اس نے عطا کیا۔ جس سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں پس خدا ہمیں آپ کی موت کا دن نہ دکھائے اگر ایسا ہو تو آپ کے بعد کون امام ہوگا آپ نے ابوجعفر کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا یہ تو تین ہی برس کے ہیں فرمایا۔ کیا مضائقہ ہے عیسیٰ تین ہی سال کے حجت خدا تھے۔

١١ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ، عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ لِلرِّضَا عليه السلام: إِنَّ ابْنِي فِي لِسَانِهِ ثِقْلٌ، فَأَنَا أَبْعَثُ بِهِ إِلَيْكَ غَداً تَمْسَحُ عَلَىٰ رَأْسِهِ وَتَدْعُو لَهُ فَإِنَّهُ مَوْلَاكَ، فَقَالَ: هُوَ مَوْلَىٰ أَبِي جَعْفَرٍ فَابْعَثْ بِهِ غَداً إِلَيْهِ.

۱۱۔ راوی کہتا ہے میں نے سنا کہ ابراہیم بن اسماعیل نے امام رضا علیہ السلام سے کہا میرے بیٹے کی زبان میں لکنت

۱۳۔ راوی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں خراسان میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا اگر آپ کی موت کا حادثہ ہو جائے تو آپ کے بعد امام کون ہوگا، حضرت نے فرمایا۔ میرا بیٹا ابو جعفر، یہ کہنے والا شخص امام محمد تقی علیہ السلام کو کم سن ہونے کی وجہ سے ذلیل جانتا تھا۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بھیجا عیسیٰؑ بن مریم کو رسول نبیؑ اور صاحب شریعت بنا کر ایسے سن میں جو کم تھا سن ابو جعفر علیہ السلام سے۔

١٤ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاسَانِيُّ جَمِيعاً، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ يَحْيَى ابْنِ النُّعْمَانِ الصَّيْرَفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ الْحَسَنَ بْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ نَصَرَ اللهُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام، فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ: إِي وَاللهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ لَقَدْ بَغَى عَلَيْهِ إِخْوَتُهُ، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ: إِي وَاللهِ وَنَحْنُ عُمُومَتُهُ بَغَيْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ صَنَعْتُمْ فَإِنِّي لَمْ أَحْضُرْكُمْ؟ قَالَ: قَالَ لَهُ إِخْوَتُهُ وَنَحْنُ أَيْضاً: مَا كَانَ فِينَا إِمَامٌ قَطُّ حَائِلَ اللَّوْنِ فَقَالَ لَهُمُ الرِّضَا عليه السلام: هُوَ ابْنِي، قَالُوا: فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله قَدْ قَضَى بِالْقَافَةِ فَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْقَافَةُ، قَالَ: ابْعَثُوا أَنْتُمْ إِلَيْهِمْ فَأَمَّا أَنَا فَلَا وَلَا تُعْلِمُوهُمْ لِمَا دَعَوْتُمُوهُمْ وَلْتَكُونُوا فِي بُيُوتِكُمْ، فَلَمَّا جَاؤُوا أَقْعَدُونَا فِي الْبُسْتَانِ وَاصْطَفَّ عُمُومَتُهُ وَإِخْوَتُهُ وَأَخَوَاتُهُ وَأَخَذُوا الرِّضَا عليه السلام وَأَلْبَسُوهُ جُبَّةَ صُوفٍ وَقَلَنْسُوَةً مِنْهَا وَوَضَعُوا عَلَى عُنُقِهِ مِسْحَاةً وَقَالُوا لَهُ: ادْخُلِ الْبُسْتَانَ كَأَنَّكَ تَعْمَلُ فِيهِ، ثُمَّ جَاؤُوا بِأَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فَقَالُوا: أَلْحِقُوا هَذَا الْغُلَامَ بِأَبِيهِ، فَقَالُوا: لَيْسَ لَهُ هَاهُنَا أَبٌ وَلَكِنَّ هَذَا عَمُّ أَبِيهِ وَهَذَا عَمُّ أَبِيهِ وَهَذَا عَمُّهُ وَهَذِهِ عَمَّتُهُ وَإِنْ يَكُنْ لَهُ هَاهُنَا أَبٌ فَهُوَ صَاحِبُ الْبُسْتَانِ، فَإِنَّ قَدَمَيْهِ وَقَدَمَيْهِ وَاحِدَةٌ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام قَالُوا: هَذَا أَبُوهُ، قَالَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ: فَقُمْتُ فَمَصَصْتُ رِيقَ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ إِمَامِي عِنْدَ اللهِ، فَبَكَى الرِّضَا عليه السلام، ثُمَّ قَالَ: يَا عَمِّ! أَلَمْ تَسْمَعْ أَبِي وَهُوَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: بِأَبِي ابْنُ خِيَرَةِ الْإِمَاءِ ابْنُ النُّوبِيَّةِ الطَّيِّبَةِ الْفَمِ، الْمُنْتَجَبَةِ الرَّحِمِ، وَيْلَهُمْ لَعَنَ اللهُ الْأُعَيْبِسَ (٥) وَذُرِّيَّتَهُ، صَاحِبَ الْفِتْنَةِ وَيَقْتُلُهُمْ سِنِينَ وَشُهُوراً وَأَيَّاماً، يَسُومُهُمْ خَسْفاً وَيَسْقِيهِمْ كَأْساً مُصَبِّرَةً وَهُوَ الطَّرِيدُ الشَّرِيدُ الْمَوْتُورُ بِأَبِيهِ وَجَدِّهِ، صَاحِبُ الْغَيْبَةِ يُقَالُ: مَاتَ أَوْ هَلَكَ، أَيَّ وَادٍ سَلَكَ؟! أَفَيَكُونُ هَذَا يَا عَمِّ! إِلَّا مِنِّي، فَقُلْتُ: صَدَقْتَ جُعِلْتُ فِدَاكَ

۱۴۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے علی بن جعفر سے سنا کہ اس نے روایت کی ہے حسن بن الحسین بن علی بن الحسین سے کہا کہ اس

نے بیان کیا کہ خدا نے مدد کی امام رضا علیہ السلام کی۔ انھوں کہا خدا کی قسم ہم ان کے چچا ہیں۔ ہم نے بھی ان پر زیادتی کی، حسن نے کہا میں آپ پر فدا ہوں یہ کیسے آپ لوگوں نے کیا کیا۔ میں تو موجود نہ تھا انھوں نے کہا امام رضا علیہ السلام کے بھائیوں نے اور ہم نے بھی کہا کہ ہم میں سے کوئی امام سیاہ رنگ والا نہیں ہوا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ (امام محمد تقی علیہ السلام) میرا بیٹا ہے انھوں نے کہا زید بن حارثہ کے بارے میں) رسول اللہ نے قیافہ شناسوں کے ذریعہ فیصلہ کیا تھا پس ہمارے اور تمہارے درمیان بھی قیافہ سے فیصلہ ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا تم ان کو بلا لو مجھے تو ان کے بلانے کی ضرورت نہیں اور وہ تمہارے ہی گھروں میں آئیں جب وہ آئے تو انھوں نے ہم کو باغ میں بٹھایا اور امام رضا علیہ السلام کے چچا بھائی اور بہنیں سب وہاں جمع ہوئے اور انھوں نے امام رضا علیہ السلام کو اونی جبہ پہنایا اور اسی کی ٹوپی سر پر رکھی اور گردن پر بیلچہ رکھا (کاشتکاروں اور دہقانوں کے سے لباس میں آپؑ کو نمایاں کیا۔)

اور کہا آپ باغ میں اس طرح داخل ہوں گویا آپ اس کے مالی ہیں اور قیافہ شناسوں سے کہا۔ بتاؤ اس لڑکے کا باپ کون ہے انھوں نے کہا۔ ان میں سے اس کا کوئی باپ نہیں ہے بلکہ یہ اس کے باپ کا چچا ہے اور یہ اس کا چچا ہے اور یہ اس کا چچا ہے اور یہ اس کی پھوپھی ہے البتہ اس کا باپ یہ صاحب بستان ہے ان دونوں کے قدم ایک سے ہیں پس امام رضا علیہ السلام چلنے لگے تو انھوں نے کہا کہ یہ اس کے باپ ہیں۔ علی بن جعفر نے کہا۔ میں اٹھا اور میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کے لعاب دہن کو چوسا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی طرف سے میرے امام ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے گریہ فرمایا اور کہا اے چچا کیا تم نے میرے باپ کو کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہترین کنیز کا فرزند آئیگا وہ اس نسل حبشیہ کا فرزند ہوگا جس کے منہ سے خوشبو آتی ہوگی اور طیب الرحم ہوگی اور وہ امام کیا جائیگا اس پر خدا کی لعنت ہو ان عباسیوں پر اور ان کی ذریت پر (جنھوں نے اولاد سے دشمنی کی) وہ (امام عصر) کو قتل کریں گے ان کو برسوں مہینوں اور دنوں اور ان کو ذلت کی طرف کھینچیں گے اور وہ دور رہیں گے اپنے اب وجد سے وہ صاحب غنیمت ہوں گے اور اے چچا یہ سب میری نسل سے ہوگا۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں یہ آپ نے سچ کہا۔

بہتروال باب

امام علی نقی علیہ السلام کی امامت پر نص

(بَابُ) ۷۲

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ عَلىٰ أَبِي الْحَسَنِ الثَّالِثِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۱- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ أَبُوجَعْفَرٍ عليه السلام

صدر میں تھی انھوں نے اپنی گواہی اپنے ہاتھ سے لکھی اور نصر خادم نے اپنی گواہی اپنے ہاتھ سے لکھی۔

تہتر واں باب

امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر نص

(بَابُ) ۷۳

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ عَلَىٰ أَبِي مُحَمَّدٍ «ع»

١ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ النَّهْدِيِّ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَسَارٍ الْقَنْبَرِيِّ قَالَ : أَوْصَى أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ قَبْلَ مُضِيِّهِ بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَ أَشْهَدَنِي عَلَىٰ ذٰلِكَ وَجَمَاعَةً مِنَ الْمَوَالِي.

۱۔یحیٰی بن یسار راوی کہتا ہے کہ وصی بنایا امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسن عسکری علیہ السلام کو اپنے مرنے سے چار ماہ قبل اور گواہ بنایا مجھے اور اپنے غلاموں کو۔

٢ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُوفِيِّ ، عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَحْمَدَ الْبَصْرِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ النَّوْفَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام فِي صَحْنِ دَارِهِ ، فَمَرَّ بِنَا مُحَمَّدٌ (١) ابْنُهُ فَقُلْتُ لَهُ : جُعِلْتُ فِدَاكَ هٰذَا صَاحِبُنَا بَعْدَكَ؟ فَقَالَ: لَا، صَاحِبُكُمْ بَعْدِي الْحَسَنُ

۲۔راوی کہتا ہے میں امام علی نقی علیہ السلام کے گھر کے صحن میں آپ کے پاس تھا کہ آپ کے فرزند محمد آئے میں نے کہا کیا آپ کے بعد یہی امام ہوں گے فرمایا نہیں میرے بعد حسنؑ ہوں گے۔

٣ ـ عَنْهُ ، عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَحْمَدَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْإِصْفَهَانِيِّ قَالَ : قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : صَاحِبُكُمْ بَعْدِي الَّذِي يُصَلِّي عَلَيَّ ، قَالَ : وَلَمْ نَعْرِفْ أَبَا مُحَمَّدٍ عليه السلام قَبْلَ ذٰلِكَ ، قَالَ : فَخَرَجَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام فَصَلَّىٰ عَلَيْهِ .

۳۔راوی کہتا ہے کہ فرمایا امام علی نقی علیہ السلام نے کہ میرے بعد تمہارا امام وہ ہوگا جو میری نماز جنازہ پڑھے گا اور ہم اس سے پہلے ابو محمد کو جانتے بھی نہ تھے پس امام علی نقی علیہ السلام کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نکلے اور نماز جنازہ پڑھائی۔

٤ ـ وَعَنْهُ، عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كُنْتُ حَاضِراً أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام لَمَّا تُوُفِّيَ ابْنُهُ مُحَمَّدٌ فَقَالَ لِلْحَسَنِ عليه السلام: يَا بُنَيَّ! أَحْدِثْ لِلّٰهِ شُكْراً فَقَدْ أَحْدَثَ فِيكَ أَمْراً.

۴۔ راوی کہتا ہے میں موجود تھا امام علی نقی علیہ السلام کے پاس جس دن ان کے فرزند محمد نے وفات پائی آپ نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے فرمایا۔ خدا کا شکر کرو کہ امر امامت تم سے متعلق ہوا۔

٥ ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ مَرْوَانَ الْأَنْبَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ حَاضِراً عِنْدَ [مُضِيِّ] أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام فَجَاءَ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام فَوُضِعَ لَهُ كُرْسِيٌّ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَحَوْلَهُ أَهْلُ بَيْتِهِ وَأَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام قَائِمٌ فِي نَاحِيَةٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ أَمْرِ أَبِي جَعْفَرٍ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام فَقَالَ: يَا بُنَيَّ أَحْدِثْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى شُكْراً فَقَدْ أَحْدَثَ فِيكَ أَمْراً.

۵۔ راوی کہتا ہے کہ جب ابو جعفر محمد بن علی کا انتقال ہوا تو امام علی نقی علیہ السلام تشریف لائے آپ کے لئے کرسی لائی گئی آپ اس پر بیٹھے اور آپ کے گرد آپ کے خاندان والے جمع تھے اور امام حسن عسکری علیہ السلام ایک طرف کھڑے تھے جب ابو جعفر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو امام حسن عسکری علیہ السلام سے فرمایا۔ بیٹا خدا کا شکر کرو کہ اس نے امر امامت کو عطا فرمایا۔

٦ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْقَلَانِسِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ عليه السلام إِنْ كَانَ كَوْنٌ ـ وَأَعُوذُ بِاللهِ ـ فَإِلَى مَنْ؟ قَالَ: عَهْدِي إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْ وُلْدِي.

۶۔ راوی کہتا ہے میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے کہا۔ اگر آپ کا انتقال ہو جائے اور میں اس کہنے کی خدا سے پناہ مانگتا ہوں تو آپ کے بعد کون امام ہوگا فرمایا۔ میرے لڑکوں میں سے سب سے بڑا۔

٧ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْأَسْبَارْقِينِيِّ [٢]، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَمْرٍو الْعَطَّارِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام وَأَبُو جَعْفَرٍ ابْنُهُ فِي الْأَحْيَاءِ وَأَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ هُوَ، فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ مَنْ أَخُصُّ مِنْ وُلْدِكَ؟ فَقَالَ: لَا تَخُصُّوا أَحَداً حَتَّى يَخْرُجَ إِلَيْكُمْ أَمْرِي، قَالَ: فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ بَعْدُ: فِيمَنْ يَكُونُ هٰذَا الْأَمْرُ؟ قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيَّ فِي الْكَبِيرِ مِنْ وُلْدِي، قَالَ: وَكَانَ

أَبُو مُحَمَّدٍ أَكْبَرَ مِنْ جَعْفَرٍ.

۷۔ راوی کہتا ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ اس وقت آپ کے فرزند ابوجعفر زندہ تھے میرا گمان تھا کہ وہی امام ہوں گے میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں امامت کے لیے آپ کی اولاد میں کون مخصوص ہے فرمایا جب تک میرا حکم نہ ہو کسی کو مخصوص نہ کرو۔ راوی کہتا ہے کچھ مدت بعد میں نے پھر حضرت کو لکھا۔ آپ نے تحریر فرمایا۔ میری اولاد میں سب سے بڑا اور امام حسن عسکری ابوجعفر سے بڑے تھے۔

٨ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَغَيْرُهُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ مِنْهُمُ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَفْطَسُ أَنَّهُمْ حَضَرُوا ـ يَوْمَ تُوُفِّيَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ ـ بَابَ أَبِي الْحَسَنِ يُعَزُّونَهُ وَقَدْ بُسِطَ لَهُ فِي صَحْنِ دَارِهِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ حَوْلَهُ، فَقَالُوا: قَدَّرْنَا أَنْ يَكُونَ حَوْلَهُ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ وَبَنِي هَاشِمٍ وَ قُرَيْشٍ مِائَةٌ وَ خَمْسُونَ رَجُلاً سِوَى مَوَالِيهِ وَ سَائِرِ النَّاسِ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَدْ جَاءَ مَشْقُوقَ الْجَيْبِ حَتَّى قَامَ عَنْ يَمِينِهِ وَ نَحْنُ لَا نَعْرِفُهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام بَعْدَ سَاعَةٍ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ أَحْدِثْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شُكْراً، فَقَدْ أَحْدَثَ فِيكَ أَمْراً، فَبَكَى الْفَتَى وَ حَمِدَ اللهَ وَ اسْتَرْجَعَ وَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَأَنَا أَسْأَلُ اللهَ تَمَامَ نِعَمِهِ لَنَا فِيكَ وَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ» فَسَأَلْنَا عَنْهُ، فَقِيلَ: هٰذَا الْحَسَنُ ابْنُهُ، وَ قَدَّرْنَا لَهُ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ عِشْرِينَ سَنَةً أَوْ أَرْجَحَ، فَيَوْمَئِذٍ عَرَفْنَاهُ وَ عَلِمْنَا أَنَّهُ قَدْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِالْإِمَامَةِ وَ أَقَامَهُ مَقَامَهُ.

۸۔ روایت کی ہے ایک جماعت بنی ہاشم نے ان میں حسن بن حسن الافطس بھی تھے یہ سب روز وفات محمد (پسر امام علی نقی) بن علی بن محمد امام حسن عسکری کے دروازہ پر حاضر ہوئے بغرض تعزیت آپ کے گھر کے صحن میں تھے اور آپ کے گرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو آلِ ابوطالب، بنی ہاشم اور قریش سے تھے جن کی تعداد ایک سو پچاس تھی۔ سوائے غلاموں اور دوسرے لوگوں کے، آپ نے حسن بن علی (نقی) کو دیکھا ان کا گریبان پھٹا ہوا ہے وہ داہنی طرف آ کر کھڑے ہو گئے ہم ان کو نہ پہچانتے تھے ایک گھڑی بعد امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹا اللہ کا شکر کرو کہ اس نے تمہارے لئے امر امامت کو قرار دیا۔ وہ جوان (امام حسن عسکری) رونے لگا اور کہا۔ رب العالمین خدا کے لیے حمد ہے اور میں سوال کرتا ہوں خدا سے کہ آپ کی برکت سے اپنی نعمتیں ہم پر تمام کرے اور پھر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ ہم نے اس جوان کے متعلق سوال کیا۔ لوگوں نے فرمایا۔ یہ حضرت کے فرزند حسن ہیں اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال یا کچھ زائد تھی اس دن ہم نے پہچانا اور یہ سمجھا کہ حضرت کا یہ ارشاد امامت اور اپنا قائم مقام بتانے کی طرف تھا۔

۹ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ دَرْيَابَ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي جَعْفَرٍ فَعَزَّيْتُهُ عَنْهُ وَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام جَالِسٌ فَبَكَى أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام فَقَالَ [لَهُ] : إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ فِيكَ خَلَفاً مِنْهُ فَاحْمَدِ اللهَ.

۹۔ راوی کہتا ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں ابوجعفر کے مرنے کے بعد حاضر ہوا تاکہ تعزیت کروں امام حسن عسکری بیٹھے ہوئے تھے وہ رونے لگے حضرت نے فرمایا۔ خدا نے ان کے بعد تم کو امام قرار دیا۔ پس شکر خدا کرو (کہ اشتباہ کی صورت باقی نہ رہی)

۱۰ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام بَعْدَ مَا مَضَى ابْنُهُ أَبُو جَعْفَرٍ وَ إِنِّي لَأُفَكِّرُ فِي نَفْسِي أُرِيدُ أَنْ أَقُولَ : كَأَنَّهُمَا أَعْنِي أَبَا جَعْفَرٍ وَ أَبَا مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْوَقْتِ كَأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى وَ إِسْمَاعِيلَ ابْنَيْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عليهم السلام وَ إِنَّ قِصَّتَهُمَا كَقِصَّتِهِمَا ، إِذْ كَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام الْمُرَجَّى بَعْدَ أَبِي جَعْفَرٍ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ قَبْلَ أَنْ أَنْطِقَ فَقَالَ : نَعَمْ يَا أَبَا هَاشِمٍ ؛ بَدَا لِلَّهِ فِي أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام بَعْدَ أَبِي جَعْفَرٍ مَا لَمْ يَكُنْ يُعْرَفُ لَهُ ، كَمَا بَدَا لَهُ فِي مُوسَى عليه السلام بَعْدَ مُضِيِّ إِسْمَاعِيلَ مَا كَشَفَ بِهِ عَنْ حَالِهِ وَ هُوَ كَمَا حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ وَ إِنْ كَرِهَ الْمُبْطِلُونَ وَ أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِي ، عِنْدَهُ عِلْمُ مَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ وَ مَعَهُ آلَةُ الْإِمَامَةِ.

۱۰۔ راوی کہتا ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند ابوجعفر کے مرنے کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ابوجعفر اور امام حسن عسکری کا واقعہ اس وقت بالکل ویسا ہی جیسا امام موسیٰ کاظم اور اسماعیل اولاد فرزندان امام جعفر صادق کا تھا اور جو قصہ خوردی بزرگی کا وہاں تھا وہی یہاں ہے (یعنی جس طرح اسماعیل امام موسیٰ کاظم سے عمر میں بڑے تھے اسی طرح ابوجعفر امام حسن عسکری سے بڑے ہیں) کیونکہ ابوجعفر کے بعد امام حسن عسکری امام ہوئے۔ پھر امام علی نقی علیہ السلام، قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں۔ مجھ سے فرمانے لگے اے ابوہاشم، خدا نے ابوجعفر کے بعد اپنا حکم ظاہر کیا ابومحمد (حسن عسکری) کے بارے میں جس کی معرفت لوگوں کو نہ تھی یہ ایسا ہی جیسا کہ اسماعیل کے مرنے کے بعد موسیٰ (کاظم) کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ یہ ایسا ہی جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔ اگرچہ باطل پرست اس کو پسند نہ کریں ابومحمد میرا بیٹا میرے بعد میرا جانشین ہے اس کے بعد وہ تمام علم جس کی طرف احتیاج ہوتی ہے اس کے پاس سامان امامت ہے۔

۱۱ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ دَرْيَابَ ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ

الْفَهْفَكِيِّ قَالَ : كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ عليه السلام : أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي أَنْصَحُ آلِ مُحَمَّدٍ غَرِيزَةً وَ أَوْثَقُهُمْ حُجَّةً وَ هُوَ الْأَكْبَرُ مِنْ وُلْدِي وَهُوَ الْخَلَفُ وَإِلَيْهِ يَنْتَهِي عُرَى الْإِمَامَةِ وَأَحْكَامُهَا(۴)، فَمَا كُنْتَ سَائِلِي فَسَلْهُ عَنْهُ، فَعِنْدَهُ مَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ.

۱۱۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے لکھا امام علی نقی علیہ السلام نے کہ ابو محمد میرا بیٹا ہے خالص تر ہے آل محمد میں ازروئے طبیعت مستحکم تر ہے ان میں از روئے برہان وہ میری اولاد اکبر ہے میرا قائم مقام ہے اس کی طرف منتہا ہوتی ہیں رسنہائے امامت یعنی جفر ابیض وجفر احمر وغیرہ جانتا ہے اور جمیع مسائل کا علم اس کے پاس ہے پس جو تمہیں پوچھنا ہے اس سے پوچھو اس کو ہر اس چیز کا علم ہے جس کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔

۱۲ ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ شَاهَوَيْهِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْجُلَّابِ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ
أَبُو الْحَسَنِ فِي كِتَابٍ: أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَ عَنِ الْخَلَفِ بَعْدَ أَبِي جَعْفَرٍ وَ قَلِقْتَ(۱) لِذَلِكَ فَلَا تَغْتَمَّ فَإِنَّ اللهَ
عَزَّ وَجَلَّ «لَا يُضِلُّ قَوْماً بَعْدَ إِذْ هَدَيهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ» وَ صَاحِبُكَ بَعْدِي أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي توبہ ۹/۱۱۵
وَ عِنْدَهُ مَا تَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ، يُقَدِّمُ مَا يَشَاءُ اللهُ وَ يُؤَخِّرُ مَا يَشَاءُ اللهُ «مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ بقرہ ۲/۱۰۶
مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا» قَدْ كَتَبْتُ بِمَا فِيهِ بَيَانٌ وَقِنَاعٌ لِذِي عَقْلٍ يَقْظَانَ.

۱۲۔ راوی کہتا ہے مجھے امام علی نقی علیہ السلام نے ایک خط میں لکھا اگر تم پوچھنا چاہتے ہو کہ میرے بعد میرا جانشین کون ہے اور تم کو اس معاملہ میں اضطراب ہے پس تم غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہدایت کے بعد گمراہی میں نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ وہ ظاہر کر دیتا ہے اس چیز کو جس سے وہ صاحب تقویٰ ہوں تمہارا امام میرے بعد ابو محمد میرا فرزند ہے اس کے پاس تمام باتوں کا علم ہے جن کی تمہیں احتیاج ہو وہ مقدم رکھتا ہے اس چیز کو جس چیز کو خدا چاہتا ہے اور موخر کرتا ہے اس چیز کو جسے اللہ موخر چاہے خدا فرماتا ہے ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے اور نہ بھلاتے ہیں مگر یہ کہ اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس کی مثل لے آتے ہیں میں نے جو کچھ لکھا ہے اس میں توضیح اور قناعت ہے صاحب عقل بیدار کے لیے۔

۱۳ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْعَلَوِيِّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عليه السلام يَقُولُ: الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِي الْحَسَنُ، فَكَيْفَ لَكُمْ بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِ الْخَلَفِ؟ فَقُلْتُ: وَ لِمَ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تَرَوْنَ شَخْصَهُ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ ذِكْرُهُ بِاسْمِهِ، فَقُلْتُ: فَكَيْفَ نَذْكُرُهُ؟ فَقَالَ: قُولُوا: الْحُجَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عليهم السلام.

۱۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سنا کہ میرا جانشین میرے بعد حسن ہے پس کیا حال ہوگا تمہارا میرے جانشین کے بعد آنے والے جانشین کے متعلق میں نے کہا یہ کیوں فرمایا۔ اس لئے کہ تم اس کے وجود کو نہ دیکھو گے اور اس کا ذکر اس کے نام سے نہ کر سکو گے۔ میں نے کہا پھر ہم انھیں کیسے یاد کریں گے۔ فرمایا یہ کہنا حجت خدا آل محمدؐ سے۔

چوہترواں باب

اشارہ اور نص صاحب الدار علیہ السلام کی طرف

(بَابٌ) ۷۴

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ إِلَىٰ صَاحِبِ الدَّارِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

١ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بِلَالٍ قَالَ : خَرَجَ إِلَيَّ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ قَبْلَ مُضِيِّهِ بِسَنَتَيْنِ يُخْبِرُنِي بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِهِ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ مِنْ قَبْلِ مُضِيِّهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يُخْبِرُنِي بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِهِ.

۱۔ راوی کہتا ہے کہ خبر آئی میرے پاس امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس سے ان کے مرنے کے دو سال قبل ان کی جانشینی کے متعلق پھر خبر آئی مرنے سے تین دن پہلے اور بتایا گیا کہ ان کے بعد کون امام ہوگا۔

٢ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام : جَلَالَتُكَ تَمْنَعُنِي مِنْ مَسْأَلَتِكَ ، فَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْأَلَكَ ؟ فَقَالَ : سَلْ ، قُلْتُ: يَا سَيِّدِي هَلْ لَكَ وَلَدٌ ؟ فَقَالَ: نَعَمْ: فَقُلْتُ: فَإِنْ حَدَثَ بِكَ حَدَثٌ فَأَيْنَ أَسْأَلُ عَنْهُ؟ قَالَ: بِالْمَدِينَةِ.

۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی جلالت سوال کرنے سے مانع ہے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے سوال کروں۔ فرمایا۔ پوچھو۔ میں نے کہا آیا آپ کے کوئی فرزند ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو ہم کہاں سوال کریں فرمایا اسی شہر میں (وکلاء کے ذریعہ)

٣ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُوفِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَكْفُوفِ، عَنْ عَمْرٍو الْأَهْوَازِيِّ قَالَ: أَرَانِي أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنَهُ وَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي.

۱۳۔ راوی کہتا ہے میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سنا کہ میرا جانشین میرے بعد حسن ہے پس کیا حال ہوگا تمہارا میرے جانشین کے بعد آنے والے جانشین کے متعلق میں نے کہا یہ کیوں فرمایا۔ اس لئے کہ تم اس کے وجود کو نہ دیکھو گے اور اس کا ذکر اس کے نام سے نہ کر سکو گے۔ میں نے کہا پھر ہم انھیں کیسے یاد کریں گے۔ فرمایا یہ کہنا حجت خدا آل محمدؐ سے۔

چوہترواں باب

اشارہ اور نص صاحب الدار علیہ السلام کی طرف

(بَابٌ) ۷۴

الْإِشَارَةِ وَالنَّصِّ إِلَى صَاحِبِ الدَّارِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۱ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيَّ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ قَبْلَ مُضِيِّهِ بِسَنَتَيْنِ يُخْبِرُنِي بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِهِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ مِنْ قَبْلِ مُضِيِّهِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يُخْبِرُنِي بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِهِ.

۱۔ راوی کہتا ہے کہ خبر آئی میرے پاس امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس سے ان کے مرنے کے دو سال قبل ان کی جانشینی کے متعلق پھر خبر آئی مرنے سے تین دن پہلے اور بتایا گیا کہ ان کے بعد کون امام ہوگا۔

۲ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام: جَلَالَتُكَ تَمْنَعُنِي مِنْ مَسْأَلَتِكَ، فَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْأَلَكَ؟ فَقَالَ: سَلْ، قُلْتُ: يَا سَيِّدِي هَلْ لَكَ وَلَدٌ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقُلْتُ: فَإِنْ حَدَثَ بِكَ حَدَثٌ فَأَيْنَ أَسْأَلُ عَنْهُ؟ قَالَ: بِالْمَدِينَةِ.

۲۔ راوی کہتا ہے میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی جلالت سوال کرنے سے مانع ہے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے سوال کروں۔ فرمایا۔ پوچھو۔ میں نے کہا آیا آپ کے کوئی فرزند ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو ہم کہاں سوال کریں فرمایا اسی شہر میں (وکلاء کے ذریعہ)

۳ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُوفِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَكْفُوفِ، عَنْ عَمْرٍو الْأَهْوَازِيِّ قَالَ: أَرَانِي أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنَهُ وَقَالَ: هَذَا صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي.

۳۔ راوی کہتا ہے کہ امام حسن عسکری نے اپنے فرزند کو مجھے دکھلا کر کہا یہ تمہارا امام ہے میرے بعد

٤ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ حَمْدَانَ الْقَلَانِسِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِلْعَمْرِيِّ: قَدْمَضَىٰ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام؟ فَقَالَ لِي: قَدْمَضَىٰ وَلَكِنْ قَدْخَلَّفَ فِيكُمْ مَنْ رَقَبَتُهُ مِثْلُ هَذِهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ.

۴۔ راوی کہتا ہے میں نے وکیل امام حسن عسکری سے کہا کہ امام ابو محمد (حسن عسکری) انتقال کر گئے اس نے کہا ہاں۔ لیکن تم میں اپنا جانشین ان کو بنا گئے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

٥ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدِبْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: خَرَجَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام حِينَ قُتِلَ الزُّبَيْرِيُّ لَعَنَهُ اللهُ: هَذَا جَزَاءُ مَنِ اجْتَرَءَ عَلَى اللهِ فِي أَوْلِيَائِهِ، يَزْعُمُ أَنَّهُ يَقْتُلُنِي وَلَيْسَ لِي عَقِبٌ، فَكَيْفَ رَأَىٰ قُدْرَةَ اللهِ فِيهِ، وَوُلِدَ لَهُ وَلَدٌ سَمَّاهُ « م‌ح‌م‌د » فِي سَنَةِ سِتٍّ وَ خَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ

۵۔ راوی کہتا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے خبر دی جب زبیری (مقتدر عباسی) قتل کر دیا گیا کہ یہ سزا ہے اس کی جو اللہ سے گستاخی کرتا ہے اس کے اولیاء کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ وہ مجھے قتل کرے گا اور یہ سمجھتا تھا کہ میرا کوئی فرزند نہیں۔ پس اس نے قدرتِ خدا کو کیسا دیکھا۔ حضرت کے ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام آپ نے محمد رکھا۔ یہ ولادت ۲۵۶ ہجری میں ہوئی۔

٦ـ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدٍ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَبْدِيِّ ـ مِنْ عَبْدِ قَيْسٍ ـ عَنْ ضَوْءِبْنِ عَلِيٍّ الْعِجْلِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ فَارِسَ سَمَّاهُ قَالَ: أَتَيْتُ سَامَرَّا وَ لَزِمْتُ بَابَ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام فَدَعَانِي، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْتُ فَقَالَ: مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: رَغْبَةٌ فِي خِدْمَتِكَ، قَالَ: فَقَالَ لِي: فَالْزَمِ الْبَابَ، قَالَ فَكُنْتُ فِي الدَّارِ مَعَ الْخَدَمِ، ثُمَّ صِرْتُ أَشْتَرِي لَهُمُ الْحَوَائِجَ مِنَ السُّوقِ وَ كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِ إِذْنٍ إِذَا كَانَ فِي الدَّارِ رِجَالٌ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ يَوْماً وَ هُوَ فِي دَارِ الرِّجَالِ، فَسَمِعْتُ حَرَكَةً فِي الْبَيْتِ فَنَادَانِي، مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ، فَلَمْ أَجْسُرْ أَنْ أَدْخُلَ وَلَا أَخْرُجَ، فَخَرَجَتْ عَلَيَّ جَارِيَةٌ مَعَهَا شَيْءٌ مُغَطًّى، ثُمَّ نَادَانِي ادْخُلْ، فَدَخَلْتُ وَ نَادَى الْجَارِيَةَ فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهَا: اكْشِفِي عَمَّا مَعَكِ، فَكَشَفَتْ عَنْ غُلَامٍ أَبْيَضَ حَسَنِ الْوَجْهِ وَ كَشَفَ عَنْ بَطْنِهِ فَإِذَا شَعْرٌ نَابِتٌ مِنْ لَبَّتِهِ إِلَى سُرَّتِهِ أَخْضَرُ لَيْسَ بِأَسْوَدَ، فَقَالَ: هَذَا صَاحِبُكُمْ، ثُمَّ أَمَرَهَا فَحَمَلَتْهُ فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ

حَتّٰى مَضىٰ أَبُومُحَمَّدٍ عليه السلام.

۶۔ راوی کہتا ہے میں سامرہ آیا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ حضرت نے مجھے بلایا۔ میں اندر داخل ہوا اور سلام کیا۔ فرمایا کیسے آئے۔ میں نے کہا آپ کی خدمت کرنے کے لئے۔ فرمایا۔ اچھا رہو۔ میں حضرت کے خادموں کے ساتھ رہنے لگا اور بازار سے سودا سلف لانے لگا میں بغیر اذن گھر کے اندر آتا جاتا تھا جبکہ مردانہ ہوتا تھا ایک روز میں اندر آیا اس وقت گھر میں مرد تھے میں نے گھر کے اندر ایک آواز سنی، حضرت نے مجھے پکار کر کہا اپنی جگہ پر ٹھہرو، پس میں نے اندر داخل ہونے کی جسارت نہ کی اور باہر نہ نکلا۔ ناگاہ ایک کنیز نکلی۔ اس کے ساتھ کوئی شئے لپٹی ہوئی تھی پھر مجھے آنحضرت نے ندی کہ آجاؤ میں اندر آیا۔ پھر کنیز کو پکارا۔ وہ آئی تو فرمایا جو تیرے پاس ہے اس پر سے پردہ ہٹا دے۔ اس نے ہٹایا تو میں نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا جس کے بال سینہ سے ناف تک سنہری تھے کالے نہ تھے حضرت نے فرمایا یہ تمہارا امام ہے اس کے بعد لونڈی کو اٹھالے جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد جب تک امام حسن عسکری زندہ رہے میں نے پھر نہ دیکھا

پچھترواں باب

ان لوگوں کا ذکر جنھوں نے حضرت حجت علیہ السلام کو دیکھا ہے

(بَابٌ) ۷۵

فِي تَسْمِيَةِ مَنْ رَآهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۱ـ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ وَ مُحَمَّدُبْنُ يَحْيَى جَمِيعاً، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: اجْتَمَعْتُ أَنَا وَالشَّيْخُ أَبُوعَمْرٍو ـ رَحِمَهُ اللهُ ـ عِنْدَ أَحْمَدَبْنِ إِسْحَاقَ فَغَمَزَنِي أَحْمَدُبْنُ إِسْحَاقَ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ الْخَلَفِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَاعَمْرٍو! إِنِّي اُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ، وَمَا أَنَا بِشَاكٍّ فِيمَا اُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهُ، فَإِنَّ اعْتِقَادِي وَدِينِي أَنَّ الْأَرْضَ لَاتَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ إِلَّا إِذَا كَانَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ بِأَرْبَعِينَ يَوْماً، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ رُفِعَتِ الْحُجَّةُ وَ اُغْلِقَ[1] بَابُ التَّوْبَةِ «فَلَمْ يَكُ[2] يَنْفَعُ نَفْساً إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْراً» فَاُولٰئِكَ أَشْرَارٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُمُ الَّذِينَ تَقُومُ عَلَيْهِمُ الْقِيَامَةُ وَلٰكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أَزْدَادَ يَقِيناً وَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام سَأَلَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُرِيَهُ كَيْفَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ «قَالَ: أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ: بَلَىٰ وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي» وَقَدْ أَخْبَرَنِي أَبُوعَلِيٍّ أَحْمَدُبْنُ إِسْحَاقَ، بقرہ ۲/۲۶۰
عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ وَ قُلْتُ: مَنْ اُعَامِلُ أَوْ عَمَّنْ آخُذُ وَ قَوْلَ مَنْ أَقْبَلُ؟ فَقَالَ لَهُ:

شیعہ مذہب

المعروف

عقائد جعفریہ

جلد اول

محقق اسلام شیخ الحدیث

محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ حسینیہ [illegible]

قَالَ الْحُسَیْنُ علیه السلام امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

قَدْ خَذَلَتْنَا شِیْعَتُنَا

تحقیق ہمارے شیعوں نے ہمیں ذلیل کر دیا

{ شیعوں کی معتبر کتاب مقتل ابی مخنف، ص ۴۳
تاریخ التواریخ حالات سید الشہداء، ص ۱۴۷، ج ۲ }

عقائدِ جعفریہ

(جلد اول)

باب اول	اللہ، انبیاء، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ اہل بیت کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں
باب دوم	آئمہ اہل بیت کی شیعوں پر پھٹکار
باب سوم	بحث بنات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ
محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ حسینیہ ٥ جامعہ رسولیہ شیرازیہ
بلال گنج ٥ لاہور ٥ پاکستان فون 7227228

marfat.com
Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب ـــــــ عقائدِ جعفریہ (جلداول)

مصنف ـــــــ محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ
بانی جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

کتابت ـــــــ راجہ محمد صدیق کیلیانوالہ شریف گوجرانوالہ

ہدیہ ـــــــ

نوٹ

کتاب ہذا عقائد جعفریہ میں ہم نے ہر موضوع پر اپنے دعویٰ کا اثبات واستدلال صرف اور صرف کتب شیعہ سے ہی کیا ہے جن چند مقامات پر سنی کتب سے استناد کیا گیا ہے وہاں کتب شیعہ سے اس کی مضبوط تائید بھی پیش کی گئی ہے اور یہی اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے۔

مکتبہ نوریہ حسینیہ ○ جامعہ رسولیہ شیرازیہ
بلال گنج۔ لاہور ○ پاکستان فون 7227228

marfat.com
Marfat.com

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کو کبھی ایسا بداء نہیں ہوا جیسا کہ میرے بیٹے اسماعیل کے بارے میں ہوا

اصول کافی:۔

عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ مُحَمَّد عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ الْجَعْفَرِیْ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِی الْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ مَا مَضٰی ابْنُهٗ اَبُوْجَعْفَرَ اِنِّیْ لَاُفَکِّرُ فِیْ نَفْسِیْ اُرِیْدُ اَنْ اَقُوْلَ کَاَنَّهُمَا اَعْنِیْ اَبَا جَعْفَرَ وَ اَبَا مُحَمَّدٍ فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ کَاَبِی الْحَسَنِ مُوْسٰی وَ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَ اِنَّ قِصَّتَهُمَا کَقِصَّتِهِمَا اِذْ کَانَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْمُرْجیٰ بَعْدَ اَبِیْ جَعْفَرَ فَاَقْبَلَ عَلَیَّ اَبُوالْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَبْلَ اَنْ اَنْطِقَ فَقَالَ نَعَمْ یَا اَبَا هَاشِمٍ بَدَاَ لِلّٰهِ فِیْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ بَعْدَ اَبِیْ جَعْفَرَ مَا لَمْ یَکُنْ یُعْرَفُ لَهٗ کَمَا بَدَا لَهٗ فِیْ مُوْسٰی بَعْدَ مَضِیِّ اِسْمٰعِیْلَ مَا کُشِفَ بِهٖ عَنْ حَالِهٖ وَ هُوَ کَمَا حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ وَاِنْ کَرِهَ الْمُبْطِلُوْنَ وَاَبُوْ مُحَمَّدٍ ابْنِی الْخَلَفُ مِنْ

marfat.com

Marfat.com

بَعْدِیْ عِنْدَہٗ عِلْمُ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ وَمَعَہٗ اٰلَۃُ الْاِمَامَۃِ۔

(اصول کافی جلد اول ص۲۰۴ کتاب الحجۃ

باب الاشارۃ والنص علی ابی محمد

علیہما السلام طبع قدیم لکھنو۔ اصول کافی

جلد اول ص۳۲۷ طبع جدید تہران)

ترجمہ:۔

راوی کہتا ہے۔ کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند ابو جعفر کے مرنے کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے دل میں یہ خیال تھا۔ کہ فرزندان امام نقی ابو جعفر اور امام حسن عسکری کا واقعہ اس وقت بالکل ویسا ہی ہے۔ جیسا امام موسیٰ کاظم اور اسماعیل فرزندان امام جعفر صادق کا تھا اور جو قصہ خوردی و بزرگی کا وہاں تھا۔ وہی یہاں ہے۔ (یعنی جس طرح اسماعیل، امام موسیٰ کاظم سے عمر میں بڑے تھے اسی طرح ابو جعفر، امام حسن عسکری سے بڑے ہیں) کیونکہ ابو جعفر کے بعد امام حسن عسکری امام ہوئے۔ پھر امام نقی علیہ السلام قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں مجھ سے فرمانے لگے۔ اے ابو ہاشم خدا نے ابو جعفر کے بعد اپنا حکم ظاہر کیا۔ ابو محمد (حسن عسکری) کے بارہ میں جس کی لوگوں کو معرفت نہ تھی۔ یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔ اگرچہ باطل پرست اس کو پسند نہ کریں۔ ابو محمد میرا بیٹا ہے۔ میرے بعد میرا جانشین ہے۔ اس کے پاس وہ تمام علم ہے۔ جس کی طرف احتیاج ہوتی ہے اس کے پاس سامانِ امامت ہے۔

(اصول کافی مترجم جلد اول ترجمہ ظفر حسن عسکری ص۲۸۶ مطبوعہ کراچی

marfat.com

Marfat.com

اعتقادات صدوق:-

واما قول صادق علیہ السلام کہ فرمود کہ ہیچ بدائی نشدہ برائے خدا مثل
بدائیکہ شدہ برائے او در بارۂ اسمٰعیل پسر من۔
(اعتقادات صدوق ص۲۸ باب دہم
در بداء مطبوعہ تہران)

ترجمہ:- امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ایسا "بداء"
نہیں ہوا۔ جیسا کہ میرے بیٹے اسماعیل کے بارے میں ہوا۔

خلاصہ کلام:-

مذکورہ روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ
کے لیے "بداء" کا عقیدہ (ائمہ معصومین کی حدیث کی رو سے) لازمی اور انتہائی
ضروری ہے۔ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی۔ کہ "بداء" کی علت غائی
مسئلہ امامت ہے۔

اہل تشیع کے ہاں مقام امامت، صحابیت و نبوت
اور رسالت سے بھی اہم ہے

امام کی شان اہل تشیع کے ہاں تمام مراتب ولایت، صحابیت، نبوت
اور رسالت سے اعلیٰ و افضل ہے۔ جس کی تفصیل ہم عنقریب پیش کر رہے ہیں۔
بلکہ ان لوگوں نے امام کے لیے ایک مرتبہ متعین کر لیا ہے۔ کہ اس کی زد میں خالق

marfat.com
Marfat.com